www.naqshbandiaowaisiah.com

ماہنامہ

المرشد

لاہور

اپریل 2000

www.naqshbandiaowaisiah.com

ماہنامہ
المُرشد
لاہور

بانی: حضرت العلام مولانا اللہ یار خانؒ مجدد سلسلہ نقشبندیہ اویسیہ
سرپرست: حضرت مولانا محمد اکرم اعوان مدظلہ شیخ سلسلہ نقشبندیہ اویسیہ
ناظم اعلیٰ: کرنل (ریٹائرڈ) مطلوب حسین   نشرواشاعت: چوہدری غلام سرور

جلد نمبر21 شمارہ نمبر9
اپریل 2000

مدیر ـــــ چوہدری محمد اسلم
نائب مدیر ـــــ الطاف قادر حسن
سرکولیشن منیجر ـــــ رانا جاوید احمد
کمپیوٹر گرافکس ـــــ اعجاز احمد اعجاز

CLP No. 3
قیمت 20 روپے

اس شمارے میں

1	عہد حاضر اور حقوق	سیماب اویسی	2
2	حکومت کا بند گلی کی طرف سفر (اداریہ)	محمد اسلم	3
3	مسلمان اور حق اتباع	امیر محمد اکرم اعوان	4
4	مقصد حیات	امیر محمد اکرم اعوان	12
5	حیات مبارکہ حضرت سعدؓ	خصوصی مضمون	17
6	فرسودہ نظام اور حکمران	امیر محمد اکرم اعوان	19
7	اندھا احتساب	خالد مسعود	26
8	تعلق باللہ	امیر محمد اکرم اعوان	29
9	نعت رسولؐ	امداد ہمدانی	34
10	ثواب کی حقیقت	امیر محمد اکرم اعوان	36
11	پتھر کے کولے سے ایٹم بم تک	نواز خان ترین	44
12	محبت رسولؐ کی طاقت	امیر محمد اکرم اعوان	48
13	ذوق اور ٹیلی سسٹم	جاوید احمد غازی	54
14	خطبہ حجۃ الوداع مذہبی اور اخلاقی پہلو	ڈاکٹر لیاقت نیازی	57

بدل اشتراک	سالانہ	تاحیات	بدل اشتراک	سالانہ	تاحیات
پاکستان	175 روپے	2700 روپے	برطانیہ اور یورپ	25 سٹرلنگ پونڈ	130 سٹرلنگ پونڈ
بھارت، سری لنکا، بنگلہ دیش	400 روپے	4000 روپے	امریکہ	45 امریکن ڈالر	300 امریکن ڈالر
مشرق وسطیٰ کے ممالک	90 سعودی ریال	700 سعودی ریال	کینیڈا	50 امریکن ڈالر	350 امریکن ڈالر

رابطہ آفس ـ دارالعرفان، عقب عبداللہ پور ویگن سٹینڈ، ریلوے کالونی، فیصل آباد ـ فون 727410

ناشر ـ پروفیسر حافظ عبدالرزاق   انتخاب جدید پریس لاہور 6314365

ہیڈ آفس ـ ماہنامہ المرشد، اویسیہ سوسائٹی، کالج روڈ ٹاؤن شپ، لاہور ـ فون 5180467

www.naqshbandiaowaisiah.com

عہد حاضر اور حقوق

سیماب اویسی

حقوق نسواں کا عالمی دن منایا گیا معزز و محترم خواتین نے جلسے جلوس اور ریلیاں بھی کیں ضلعی اور صوبائی حاکموں سے لیکر صدر مملکت تک ان میں شریک ہوئے اور خواتین کو بہت یقین دہانیاں کرائی گئیں کہ انہیں پورے پورے حقوق دلائے جائیں گے اب یہ بات طے ہونا باقی ہے کہ حقوق کس سے دلوائے جائیں گے اور کیسے دلوائے جائیں گے۔ وطن عزیز کی اسی فیصد آبادی دیہات میں بستی ہے جن کی اکثریت کاشتکاری کے شعبے سے وابستہ ہے ان میں تو اس طرح کی کوئی بحث نہیں بلکہ عملاً" مساوی حقوق حاصل ہیں۔ مثلاً" مرد غلہ اور اناج اگاتا ہے عورت کھانا بناتی ہے' مرد ہل چلاتا ہے عورت کھانا پہنچاتی ہے' مرد جانور کو چراتا ہے عورت گھاس کاٹ کر رات کے چارے کا اہتمام کرتی ہے' عورت پانی بھر کر لاتی ہے مرد اس کے سر سے گھڑا اتارتا ہے' مرد اور عورت بچوں کو مل کر پالتے ہیں اور اپنے اپنے حصے کا کام کرتے ہیں بعض بلکہ اکثر اوقات کھیت پر کام کرنے میں مرد عورت اور بچے سب برابر کا حق ادا کر رہے ہوتے ہیں للذا وہ خواتین کوئی شور شرابہ کرتی ہیں نہ مطالبہ کوئی جلسہ نہ جلوس اب یہ کہنا کہ وہ پڑھی لکھی نہیں اس لئے حقوق سے آگاہی نہیں رکھتیں مگر ان کی تعلیم کا اہتمام کہاں ہے ہمیں تو یہاں بھی مساوی حقوق نظر آتے ہیں کہ خواتین اور بچوں کے ساتھ بچوں کی تعلیم کا اہتمام بھی نہ ہونے کے برابر ہے۔ اگر خواتین قتل ہوتی ہیں تو ظلماً" مارے جانے والوں میں اکثریت صرف مردوں کی ہے یہ تو ہے ہمارے ملک کا اکثریتی طبقہ۔ ایک اور طبقہ جو خوشحال بھی ہے اور فارغ کار بھی خصوصاً" اس طبقے کی خواتین کو کرنے کے لئے کچھ بھی نہیں کھانا پکانے کے لئے بھی مرد باورچی رکھے ہوئے ہیں اور انہیں شکایت ہے کہ حقوق نسواں غصب ہو رہے ہیں یعنی "جو لوگ کچھ نہیں 'کرتے کمال کرتے ہیں" جو خواتین فارغ کار ہیں وہی حقوق نسواں کے لئے سراپا احتجاج ہیں۔

شاید عہد حاضر میں حقوق کی ترتیب بدل گئی ہے جیسے دنیا کے سوا سو کے قریب ممالک میں حال خانہ جنگی جیسا ہے قومیں اور ملک ایک دوسرے کے وجود کو ختم کرنے کے درپے ہیں ایک طرف ان سب کو امریکہ نے اسلحہ بیچ کر اقتصادی بدحالی' قتل و غارت گری میں مبتلا کر رکھا ہے تو دوسری طرف امریکہ عالمی امن کا علمبردار بھی بنا ہوا ہے۔ اس سے تو یہ پوچھنے والا کوئی نہیں کہ یہ اسباب قتل کی ارزانی کیوں اس کا حق ہے اہل کشمیر قتل ہو رہے ہیں کہیں گاؤں جل رہے ہیں اور اگر مسلمانوں کی طرف سے کوئی تھوڑا سا جواب بھی دیا جائے تو مسلمان دہشت گرد کہلاتے ہیں مگر جو ظلم ہندو کرتا ہے وہ اس کا حق ہے۔ امریکہ اور اس کے حواری غاصب ہندو کی ظلم و بربریت کو انسانی حقوق کی بے حرمتی اور خلاف ورزی کہنے کو بھی تیار نہیں ہیں چہ جائیکہ ظلم کو ظلم سے روکنے اور باز رہنے کے لئے کوئی عملی اقدام اٹھائیں۔

غریب کو اپنے ہی ملک میں زرعی قرضے کے لئے حکومت کی طرف سے نوازا جاتا ہے جو چند ہزار روپے ہوتا ہے مگر اس قرض کے لئے اتنا طویل عمل اور ضمانتیں ہیں کہ اس کا حصول از حد مشکل ہو جاتا ہے مگر امراء کو بغیر بلا تکلف اربوں روپے مل جاتا ہے شاید یہی دونوں کے لئے حق ہے غریب کی قرقی ہوتی ہے چند ہزار کے لئے اور امراء اربوں معاف کرا لیتے ہیں یہ سب ان کا حق ہے عہد حاضر نے حقوق کی تقسیم بھی کچھ ایسی کر دی ہے کہ کہیں تو ناحق کو حق بنا دیا گیا اور کسی جگہ حق کو ناحق۔ کیا ہی اچھا ہو تا کہ ہم اپنے اصل کی طرف لوٹ جاتے اسلام نے عورت کو عزت' عظمت' احترام' محبت' باپ' میاں اور بیٹے کی وراثت دی اس ازلی و ابدی پیغام کو چھوڑ کر آج ہم مغرب کی تقلید میں حقوق نسواں کی بات کر رہے ہیں جہاں عورت کو اس طرح کا اشتہار بنا دیا گیا جیسے قصاب کی دکان پر بکرا لٹکایا جاتا ہے۔ اور اسے ہم حقوق نسواں کہتے ہیں جو تقدس و حرمت نسواں کی تذلیل ہے۔

www.naqshbandiaowaisiah.com

اداریہ

حکومت کا بند گلی کی طرف سفر

بالآخر چیف ایگزیکٹو جنرل پرویز مشرف نے بھی ویسی ہی باتیں کہنا شروع کر دی ہیں جو پہلے نواز شریف کہا کرتے تھے یا اس سے پہلے بینظیر قوم کو سنایا کرتی تھیں۔ ایسی باتیں' جو عمل سے خالی اور جن کو سنتے ہی کھوکھلا پن محسوس ہو۔ مارچ کے شروع میں کابینہ اور سیکورٹی کونسل کے اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے چیف ایگزیکٹو نے کہا کہ سرکاری ملازمین کو عوام کے سامنے جوابدہ بنایا جائے گا جس کے لئے قومی تعمیر نو بیورو ایک موثر نظام تیار کر رہا ہے' تجویز کردہ نظام سے کرپشن میں خاتمہ ہو جائے گا۔ معلوم نہیں چیف ایگزیکٹو کی سرکاری ملازمین کو عوام کے سامنے جوابدہ بنانے کا خواب کب پورا ہو گا فی الحال تو ایسا ممکن دکھائی نہیں دیتا کیونکہ فوجی حکومت کو قائم ہوئے چھ ماہ ہونے کے قریب ہیں اور ابھی تک حکومتی اقدامات سے عام آدمی کو ذرا برابر فائدہ حاصل نہیں ہوا۔ سرکاری اداروں کی حالت جوں کی توں ہے بڑے افسروں کے نخرے تو ایک طرف معمولی کلرک کی بادشاہی کا ہی جواب نہیں' چیف ایگزیکٹو کی طرف سے جاری ہونے والے بار بار اعلانات اور ہدایات پر سرکاری اہلکاروں نے کان نہیں دھرا۔ عام آدمی آج بھی کسی دفتر میں جاتا ہے تو اس کی بات نہیں سنی جاتی' رشوت اور سفارش کے بغیر کام ہونا آج بھی ممکن نہیں' لوگ خوار ہوتے اور حکومت کو کوستے ہیں' سرکاری ملازمین کے رویہ سے یہ اندازہ لگانا مشکل نہیں کہ ظلم' کرپشن اور لوٹ مار پر مبنی جس نظام نے انہیں سہارا دے رکھا ہے اس کی جڑیں خاصی گہری ہیں یہ جڑیں اندر ہی اندر سے اتنی پھیلی ہوئی ہیں کہ مضبوط نیٹ ورک کی وجہ سے کرپٹ ملازمین ظلم و جبر کرتے وقت خوف محسوس نہیں کرتے اوپر سے نیچے تک دائیں سے بائیں غرض ہر طرف انہوں نے لوٹ مار کا بازار گرم کر رکھا ہے۔ کرپشن کے اس جال کی وجہ سے انہیں لوٹ مار سے روکنے کے تمام حربے ناکام نظر آتے ہیں۔

چیف ایگزیکٹو جنرل پرویز مشرف کی نیت پر شک نہیں کیا جا سکتا وہ یقیناً" ملک کی تقدیر بدلنا چاہتے ہیں لیکن انہیں یہ بتانا ضروری ہے کہ جس راستے پر وہ چل نکلیں ہیں خدارا وہ راستہ منزل کی طرف نہیں جاتا ہے اس ملک کو باون سال سے تجربوں کی بھینٹ چڑھایا جاتا رہا ہے اور اب وطن کسی نئے تجربے کا متحمل نہیں ہے' چیف ایگزیکٹو کی ٹیم نے جو نیا نظام وضع کیا ہے یا کیا جا رہا ہے حقیقت میں اس کی ضرورت ہی نہیں کیونکہ مسلمانوں اور ایک مسلم ملک کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک مکمل نظام موجود ہے جس کے نفاذ کا عملی مظاہرہ حضرت محمدؐ کر چکے ہیں اور مسلمانوں ایک عرصہ تک اس نظام سے ثمرات حاصل کرتے رہے جب سے مسلمانوں نے اسلامی نظام کو ترک کر کے انگریز کا دیا ہوا فرسودہ نظام اپنایا وہ تباہی کی طرف بڑھتے گئے ہمیں اس حقیقت کو تسلیم کر لینا چاہئے کہ اپنے اصل نظام کو اپنائے بغیر ہمارے لئے بچاؤ کا کوئی دوسرا راستہ نہیں ہے قومی تعمیر نو بیورو یا دانشوروں' مفکروں کی مایہ ناز ٹیم کتنا ہی بہتر نظام تیار کر لے وہ اس نظام کا متبادل کبھی نہیں ہو سکتا جو اللہ کا دیا ہوا نظام ہے' جو نبی اکرمؐ کا اپنایا ہوا نظام ہے۔

حکومت کی پانچ ماہ کی کارکردگی سے یہ اندازہ لگانا قطعی مشکل نہیں ہے کہ حکمران جس سمت میں چل رہے ہیں وہ درست نہیں۔ سابقہ حکمرانوں نے بھی اسلامی نظام کو نظر انداز کرتے ہوئے انسانی ذہنوں کا تیار کردہ نظام اپنایا اور دعوئ کیا کہ اس سے ملک و قوم کے مسائل حل ہوں گے پھر دنیا نے دیکھا کہ ایسے تمام حکمران خود ظالم نظام کا شکار ہوئے اور اب وہ نشان عبرت بنے ہوئے ہیں موجودہ حکمرانوں کو ان سے سبق سیکھنا ہو گا۔

حکمرانوں کو اس بات سے بھی سبق حاصل کرنا ہو گا کہ ان کو خوش آمدید کہنے والے عوام چند ماہ بعد ہی اکتا چکے ہیں اور عام آدمی نے برملا حکومت کی ناکامی پر آواز بلند کرنا شروع کر دی ہے۔ ممکن ہے عام آدمی کی یہ آواز چیف ایگزیکٹو تک نہ پہنچتی ہو لیکن بخدا وہ اس حقیقت کو تسلیم کریں کہ ان کی ٹیم ان کو غلط سمت میں لے جا رہی ہے۔ ایسی بند گلی کی طرف جہاں سے واپس آنا ممکن نہ ہو گا۔ حکومت کسی خود ساختہ نظام کی آڑ میں ان کی ناکامیاں چھپ نہیں سکتیں اور نہ ہی ایسے کسی نظام سے ناکامیوں کو کامیابیوں میں تبدیل کرنا ممکن ہے' چیف ایگزیکٹو صاحب کو یہ جان لینا چاہئے کہ وہ غلط راستے پر چل رہے ہیں ایسے راستے پر جس پہ تباہی کے علاوہ کچھ نہیں .... اس تباہی سے بچنے کیلئے مکمل اسلامی نظام اپنانا ہو گا' انہیں اس غلط فہمی سے بھی نکلنا ہو گا۔ اسلام کا تصور صرف عبادات تک محدود نہیں بلکہ یہ مکمل ضابطہ حیات ہے جس میں رہن سہن' لین دین' عدلیہ' سیاست اور تعلیم غرض ہر عمل اسلامی اصولوں کے مطابق ڈھالنا ضروری ہے اور یہی نظام اپنانا بچاؤ کا واحد ذریعہ ہے۔ بچاؤ کا واحد ذریعہ ....!!

www.naqshbandiaowaisiah.com

مسلمان اور حق اتباع

خطاب امیر محمد اکرم اعوان

دار العرفان مورخہ 17-9-99

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ان الذین امنو وعملو االصلحت سیجحل لھم الرحمن ودا فانما لیسرنہ یلسانك لتشربه المتقین و تنزربه قوما لدا وکم اھلکنا قبلھم من قرن ھل تحس منھم من احداد تسمع لھم رکزا۔

سولھویں پارے کی یہ آیات کریمہ سورۃ مریم کی آخری آیات ہیں اللہ رب العزت نے ایک ازلی اصول ارشاد فرمایا ہے جو خالق کائنات نے اس کائنات بسیط میں جاری و ساری کر دیا ہے دنیا عالم اسباب ہے اور بنانے والے نے اسے عالم اسباب بنایا ہے اس نے اظہار قدرت کے لئے ایسے معجزات ایسے تجلیات پیش فرمائے جو اس کے قادر مطلق ہونے پہ گواہ ہیں لیکن کہیں بھی سبب کو ترک نہیں فرمایا اگر نبی یا رسول سے معجزے کا ظہور ہوتا ہے تو اور کوئی سبب بھی ہماری سمجھ میں نہ آئے لیکن اس نبی کی آرزو اس کی دعا تو ایک سبب ہے نے ہم بھی جان سکتے ہیں کہ اگر نبی کی ذات نہ ہوتی وہ حادثہ نبی کو پیش نہ آتا وہ واقعہ پیش نہ آتا جس کے جواب میں معجزے کا اظہار ہوا تو معجزہ بھی ظاہر نہ ہوتا اس طرح تاریخ میں ملتا ہے اور جس کی مثال پوری انسانی تاریخ میں نہیں ملتی وہ معرکہ بدر ہے۔ یہ ایک ایسا عجیب معرکہ ہے کہ جس میں روئے زمین کی ساری قومیں روئے زمین کے سارے ممالک روئے زمین کی ساری حکومتیں بالکل ایک ہی طرز حکومت ایک ہی نظام سلطنت ایک ہی طریقہ عدل پہ متفق تھیں ایک ہی طرز معاشرت پوری دنیا میں تھا۔ پوری دنیا میں ڈاکہ کمائی کا ذریعہ تھا طاقتور کا حق تھا کہ کمزور کو لوٹ لے طاقتور کا حق تھا کہ کمزوروں پر حکومت کرے حکمران کو حق تھا جسے چاہے زندہ رہنے دے جسے چاہے قتل کر دے کوئی پوچھنے والا نہیں یہ ایسے ایسے واقعات تھے ایسے قانون تھے جو اس وقت کی پوری دنیا میں رائج تھے اس وقت بھی حکمرانوں کی آپس میں ناراضگیاں بھی تھیں جنگیں بھی تھیں لیکن طرز حکومت ایک تھا شخصی حکومتیں تھیں اور حکمران سیاہ و سفید کے مالک ہوا کرتے تھے اگر بادشاہ کچھ لوگوں پر بھوکے درندے چھوڑ کر تماشا دیکھنا چاہتا ہے تو کسی کو احتجاج کرنے کی اجازت نہیں تھی حکمران ہی نے قتل کا حکم صادر کر دیا تو کسی کو پوچھنے کی ضرورت نہیں تھی کہ اس کا جرم کیا ہے قتل ہونا اس کا مقدر بن جاتا تھا۔ سود پوری دنیا کی معاشرت کی جکڑی ہوئی تھی شہنشاہیت کا سیاسی نظام اتنا مضبوط تھا کہ روئے زمین کا ہر فرد اس میں جکڑا ہوا تھا۔

نبی رحمت ﷺ نے کفر کے خلاف تلوار بلند نہیں کی یہ بات سمجھنے کی ہے یہ جو ہمارے ذہن میں ہے تاکہ حضور ﷺ نے شرک اور کفر کے خلاف جہاد فرمایا یہ صحیح نہیں ہے اس لئے کہ کسی مشرک کو کسی کافر کو جہاد کے ذریعے یا تلوار کے ذریعے کلمہ پڑھانے کی اجازت ہی نہیں ہے اسلام اس ایمان کو قبول نہیں کرتا جو گن پوائنٹ پہ یا نوک شمشیر پہ کلمہ پڑھایا جائے بلکہ اختیار دیتا ہے کفر کے خلاف حضور ﷺ نے تبلیغ فرمائی۔ حق کا اظہار فرمایا حق بیان کر دیا اب ماننا نہ ماننا اگلے کی مرضی پہ رہا۔ وہ کافر رہے یا مسلمان ہونا پسند کرے اللہ نے قانون دے دیا۔

وھدینہ السبیلا اما شا کرا واما کفورا راستہ بتا دیا گیا اب کوئی شکر کرنا چاہتا ہے یا کفر کرنا چاہتا ہے اپنے لئے راستہ منتخب کرے ان الینا ایابھم ثم ان علینا حسابھم وہاں سب کو پیش ہونا ہے حضور آتا ہے میں خود حساب لوں گا فرمایا۔

لست علیھم بمسیطر آپ ﷺ کو میں نے داروغہ یا تھانیدار نہیں مقرر کیا۔

www.naqshbandiaowaisiah.com

ڈنڈے سے کلمہ پڑھاؤ نہیں ایسی کوئی بات نہیں۔

■ تو پھر یہ جہاد کس کے خلاف تھا یہ جہاد تھا ظلم کے خلاف پوری دنیا میں جو ظلم کا شکنجہ کسا ہوا تھا اور جس میں ہر متنفس جکڑا ہوا تھا دنیا کی ساری حکومتیں دنیا کے سارے حکمران دنیا کی ساری سلطنتیں دنیا کی ساری اقوام جس ظلم پہ متحد تھیں یہ تین سو تیرہ کا لشکر جرار اس ظلم کے خلاف صف آرا تھا۔ اب آبادی دنیا کی دیکھیں اس پہ متفق ہے اور اس طرف کی فوج دیکھیں جو اس شکنجے کو توڑنا چاہتی ہے۔ دنیا عالم اسباب ہے اور اسباب میں جنگ کے لئے وسائل ذرائع اسلحہ سواری خوراک یہ سارے

◆ جنگ کی ضروریات ہیں جبکہ عالم یہ تھا کہ تین سو تیرہ میں ایسا کوئی فرد نہیں ملتا تھا جس کے پاس پورا لباس ہو۔ بعض ایسے احباب تھے جن کے پاس سلا ہوا لباس نہیں تھا دو چادریں تھیں ایک کا تہہ بند باندھا ہوا تھا ایک اوپر کی ہوتی تھی اور بعض کے پاس صرف ایک چادر تھی جسے کمر کے گرد لپیٹ کر اس کے لڑ گردن کے پیچھے لے جا کر یہاں گانٹھ لگائی ہوئی تھی جس سے سینہ بھی ڈھکا ہوا تھا اور کمر بھی وہی آزاد بند تھا اور وہی وردی تھی وہی قمیض تھی پاؤں ننگے سر ننگے۔ پورے لشکر کے پاس غالباً چھ تلواریں اور دو گھوڑے تھے اور اسی طرح

■ گنتی کے نیزے تھے تیر کمانیں اور تیر جو نکلیں وہ خود بنا لیتے تھے تو وہ ان کی اپنی بنائی ہوئی تیر کمانیں اور تیر تھے۔ راشن کا یہ عالم تھا کہ بدر میں نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو راشن تقسیم فرمایا وہ پانچ پانچ کھجوریں فی کس تھیں۔ جس پر سارا دن اس مجاہد نے بسر نہیں کرنا تھا دن بھر جہاد کرنا تھا دو گھوڑے اور سات آٹھ اونٹ تھے مجھے صحیح تعداد یاد نہیں ہے لیکن تھے بہر حال اسی گنتی کے اندر دو نہ ہونگے چار ہونگے چھ ہونگے۔ لیکن جو دو بھی تھے وہ تھے جو آٹھ دس تلواریں تھیں وہ تھیں جو ممکن ہو سکا وہ اسباب مہیا کیے گئے مدینہ منورہ سے ڈیڑھ سو کلو میٹر فاصلہ بھی طے فرمایا لیکن یہ سارے اسباب اس ایک ہزار کے لشکر جرار کو جو مکہ کے چنے ہوئے جنگجو جوانوں پہ مشتمل تھا اور جس کے پاس دنیا کے مانے ہوئے بہادر جرنیل تھے جنہوں نے وادی کو اپنے زیر نگیں کر رکھا تھا اور بے شمار جنگوں کے تجربہ کار اور آزمودہ کار جرنیل تھے اور عجیب بات ہے کہ مسلمان چودہ شہید ہوئے جب کہ مکے والوں کے چوٹی کے ستر آدمی مارے گئے اور ستر قید ہو گئے اور باقیوں کو بھاگتے بن پڑی تو کیا افتاد پڑی یہ معجزہ تھا محمد رسول اللہ ﷺ کا یہ محض فتح نہیں تھی یہ معجزہ تھا اور اس کا سبب تھی نبی رحمت ﷺ کہ وہ دعا بدر میں سر کنڈے جمع کر کے ایک جھونپڑی میں تشریف لے گئے جسے عریش بدر کہا جاتا ہے عریش عربی میں جھونپڑی کو کہتے ہیں اس کا نام ہی عرش بدر ہے یہ اونچی جگہ پر جہاں سے میدان کارزار سامنے تھا نبی ﷺ کے لئے سر کنڈے جمع کر کے ان کی دیواریں کھڑی کی گئیں ان پر چھت ڈالی گئی جس کا سامنے کا حصہ کھلا تھا جہاں سے لشکر کی ساری کاروائی نظر آتی حضور ﷺ صفیں بنوانے کے بعد اس جھونپڑی میں تشریف لے گئے اور آپ ﷺ نے دعا فرمائی اور اتنی اس دعا میں استغراق منہمک تھے نبی رحمت ﷺ۔ آپ ﷺ کے دوش مبارک سے چادر گر گئی لیکن آپ ﷺ کو احساس نہیں تھا سیدنا ابو بکر صدیق ؓ نے اس رقت قلبی کو دیکھ کر عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ آپ ﷺ کا ہاتھ اٹھا دینا خالی نہیں جائے گا۔

لیکن میں عرض یہ کرنا چاہتا ہوں کہ اگر تلواریں کم تھیں تعداد کم تھی راشن نہیں تھا گھوڑے نہیں تھے اسلحہ نہیں تھا تو محمد رسول اللہ ﷺ کی دعا تو تھی سبب چاہئے تھا تو اس سے بڑا سبب کیا تھا ترک سبب حضور ﷺ نے نہیں فرمایا۔ مدینہ منورہ سے ڈیڑھ سو کلو میٹر دور تشریف لے گئے جو میسر آ سکے احباب اس کو ساتھ لے گئے جو وسائل میسر آ سکے وہ جمع کیے اور دعا بھی یہی فرمائی کہ بار الہا جو ہمارے بس میں تھا وہ ہم نے کر دیا اب اگلا سارا تیرے بس میں ہے تو قرآن گواہ ہے کہ اللہ نے فرشتوں کو عرشیوں کو حکم دیا کہ جاؤ ان کی جگہ جا کر لڑو اور صحابہ کرام کی روایت سے ملتا ہے کہ ہم تو ابھی ہاتھ اٹھاتے تھے ہم نے تلوار ماری نہیں ہوتی تھی کہ بندے کا سر قلم ہو کر ادھر جا پڑتا تھا ہمیں سمجھ نہیں آتی تھی کہ اسے کیا ہوا۔

اس کا مطلب یہ ہے کہ احقاق حق کے لئے

www.naqshbandiaowaisiah.com

ممکن وسائل جمع کرنا اور نتیجے کو اللہ کریم سے طلب کرنا یہی سامان جہاد ہے یہ سوچنا کہ اس باطل کی پشت پر امریکہ ہے سا باطل کی پشت پر روس ہے یا اس باطل کی پشت پر بین الاقوامی باطل قوتیں ہیں یا فلاں بڑی طاقت ہے فلاں چھوٹی طاقت ہے یہ سوچ فضول ہے۔ اس لیئے اہل حق کے ساتھ جو طاقت ہے باطل کے پاس نہیں اہل حق کے پاس اللہ رب العزت کی قوت ہے جو باطل کے پاس نہیں ہے لیکن اگر دس آدمی پندرہ آدمی بیس آدمی کھڑے ہو کر دعویٰ کریں ہر بندہ کہتا ہے میں ہی حق پر ہوں تو پھر وہ حق تلاش کرنا بھی مشکل ہو جاتا ہے دس آدمیوں کا رخ مختلف اطراف کو ہے دس آدمیوں کا کردار مختلف ہے سوچ مختلف ہے یکجا نہیں ہو سکتے اور ہر ایک کہتا ہے میں حق پر ہوں تو حق کو کہاں تلاش کیا جائے رب کریم نے اس کی پہچان دے دی بدر والوں کے پاس کیا تھا؟

ایک صحابی کو پانچ کھجوریں ملیں تو اس نے پوچھا کہ یارسول اللہ ﷺ کہ اگر میں یہاں کھیت رہوں تو میں جنت چلا جاؤں گا فرمایا بے شک تو انہوں نے وہ پانچ کھجوریں پھینک دیں کہ وہیں جا کر کھائیں گے آرام سے بیٹھ کر کھجوروں سے پیٹ بھر کر جنت میں جانے کی کیا ضرورت ہے جب جنت میں جانا ہے تو کھجوروں سے پیٹ بھر کر جنت میں جانے کی کیا ضرورت ہے وہاں پیٹ بھر کے کھائیں گے۔

دنیا کی حربی تاریخ لکھنے والے جو مورخ ہیں جنگی تاریخوں کے جو لکھنے والے لوگ ہیں انہوں نے ایک تجزیہ کیا ہے اور وہ تجزیہ یہ ہے کہ کسی بھی فوج میں دس فیصد لوگ ایسے ہوں جو جان دینے پہ آمادہ ہوں تو نوے فیصد سپاہی ایسے ہوں جو یہ طے کر لیں کہ ہمیں مرنا ہے بھاگنا نہیں تو ان دس فیصد کے ساتھ نوے فیصد کو کھڑا رہنا پڑتا ہے بارہ پندرہ اٹھارہ پھر وہ لکھتے ہیں کہ سب سے اعلیٰ فوج دنیا میں وہ ہے جس میں بیس فیصد لوگ ایسے ہوں جو اس جنگ میں اس cause پر جان دینے کا فیصلہ کر چکے ہوں ہمیں مرنا ہے ہمیں واپس نہیں جانا اگر بیس فیصد تعداد ہو جو دنیا میں بہت شاذ پائی گئی ہے اس کے لئے پھر وہ نپولین کا نام لیتے ہیں سکندر اعظم کا نام لیتے ہیں کہ جن لوگوں نے بے پناہ فتوحات کیں وہ چنگیز خان کا نام لیتے ہیں کہ ان لوگوں کی افواج وہ تھیں جن میں بیس فیصد لوگ ایسے تھے جو کہتے تھے کہ جو ہمیں حاکم نے کہہ دیا ہے اس پر ہم جان دیں گے۔

بدر میں وہ فوج تھی مسلمانوں کا وہ لشکر تھا جس کا سو فیصد بندہ جان دینے کو تیار تھا جس فوج کی مثال تاریخ انسانی میں سوائے مسلمانوں کے کوئی قوم پیش نہیں کر سکتی نہ صرف جان دینے پہ آمادہ تھے بلکہ ایک دوسرے سے آگے جاتے تھے یہی بات یہاں قرآن حکیم نے بطور اصول کے ارشاد فرمائی ہے۔

ان الذین امنوا وعملو الصلحت. وہ لوگ جنہیں اللہ پہ اعتماد ہوتا ہے اللہ کے نبی پہ اعتماد ہوتا ہے میں آمنو کا ترجمہ اپنی پسند سے کر رہا ہوں۔ اگر ایمان کی تشریح کی جائے تو چھوٹے سے چھوٹے جملے میں یہ بنتی ہے۔ اللہ اور اس کے رسول ﷺ پر اعتماد کا نام ایمان ہے یہ اعتبار آجائے کہ جو نبی ﷺ پہ اعتماد نہ ہو چونکہ اللہ کی بات تو بنی علیہ السلام بتائیں گے ہر شخص کو شرف ہم کلامی تو نصیب نہیں ہو گا تو اعتماد علی الرسول ﷺ ہی ترجمہ بنتا ہے ایمان کا فرمایا جسے ایمان نصیب ہو وعموا الصلحت. اور پھر وہ عمل بھی صالح کرے عمل صالح کی سادہ سی تعریف یہ ہے ہر عمل جو بارگاہ نبوت ﷺ میں مقبول ہے وہ صالح ہے ہر وہ عمل جو نبی علیہ الصلوٰۃ علیہ والسلام کو پسند نہیں وہ غیر صالح ہے اللہ کریم کی مقبولیت کا معیار بھی یہی ہے کہ جو اس کے نبی ﷺ کو پسند نہیں وہ تب ہی پسند ہے کہ اللہ کو پسند ہے اللہ رب العزت کی پسند کا معیار ہمارے پاس اللہ کا رسول ﷺ ہیں۔ اگر حضور ﷺ جنگ پسند ہے کسی موقع پر اور بندے کا جان دینا پسند ہے یا دوسرے کی جان لینا پسند ہے تو وہاں جان دینا جان لینا ہی عمل صالح ہے اور جہاں ﷺ کا حکم دیتے وہاں صلح ہی عمل صالح ہے جہاں عبادت کا حکم دیتے ہیں وہا عبادت عمل صالح ہے آپ ﷺ رخصت دے دیتے ہیں وہاں رخصت عمل صالح ہے آپ ﷺ نے اگر اجازت دی کہ سفر میں چار کی بجائے فرض دو رکعت پڑھی

www.naqshbandiaowaisiah.com

جائیں تو دو رکعت ہی نماز ہوگی چار پڑھیں گے تو نماز نہیں ہوگی مسافر کی وہاں دو رکعت ہی عمل صالح ہے آپ چار پڑھنا چاہیں گے میرے پاس فرصت ہے میں چار پڑھوں ایسے ہی گا جیسے فجر کی دو کی بجائے آپ نے چار فرض پڑھ لیے پڑھ لیں میں فارغ ہوں میں فجر کی دو رکعتیں نہیں میں چار پڑھتا ہوں کسی کی ہو جائے۔ عمل میں صلاحیت کا معیار یہ ہے کہ وہ عمل محمد ﷺ کو پسند ہو۔اور اس میں پوری انسانی زندگی آجاتی ہے ہماری بدنصیبی یہ ہے کہ ہم عمل صالح کو عبادات پر مقید کر دیتے ہیں عبادت ہی عمل صالح ہے عبادت تو آسان سا کام ہے میرے بھائی سب سے آسان کام عبادت ہے وضو کیا تو اپنا ہاتھ منہ دھو دیا سجدے کیے تو اپنے لئے دعا کی کہ اللہ کا قرب حاصل کیا اللہ سے گذارشات کیں اصل معاملہ تو تب آتا ہے جب معاملات دوسروں کے درمیان میں آجاتے ہیں،بندوں سے تعلق آجاتا ہے جب اور پھر حقیقی صلاحیت کا پتہ تب لگتا ہے جب ظلم کے سامنے صف آرا ہونا پڑتا ہے پھر ہر کوئی سوچتا ہے گوشوں میں بیٹھ کر کونوں میں بیٹھ کر یہ بات نہ کی جائے فلاں خفا ہوگا ایسی بات نہ کی جائے فلاں ناراض ہوگا اس سے بالاتر ہو کر جب یہ سوچا جائے کہ اللہ کو اور اللہ کے نبی ﷺ کو کونسی بات پسند ہے وہ کی جائے کسی کو پسند آئے یا نہ آئے یہ اس کی مرضی تو قرآن نے ایک اصول دیا کہ ایماندار اور صالحین جو ہیں ان کی نشانی یہ ہے سیجعل لھم الرحمن ودا ۔ان کے دل اللہ محبتوں سے بھر دیتا ہے۔دنیا کا ایک نظام ہے ۔اور بڑا عجیب نظام ہے آپ جانوروں کو دیکھیں شیر شیر سے لڑ رہا ہے بھیڑیا بھیڑیے سے لڑ رہا ہے چیتا چیتے سے لڑ رہا ہے کوا کوے سے لڑ رہا ہے چیل چیل سے لڑ رہی ہے بھئی عجیب بات ہے اپنا اپنا کھانا ہے تم نے اپنا اپنا دانہ چگنا ہے اپنے اپنے کام پہ جانا ہے کوئی شراکت نہیں ہے کوئی کاروبار نہیں ہے کوئی گھربار نہیں ہے کوئی زمین جائیداد نہیں ہے تم کس بات پہ لڑتے ہو دنیا کا نظام ہے کہ دنیا کی حرص ہر ایک کو صرف اپنی بقا کی فکر لگا دیتی ہے اور دوسرے کو جب وہ دیکھتا ہے تو سمجھتا ہے یہ میری بقا کے لئے خطرہ ہے اس کا نہ ہونا میرے لئے زیادہ رزق کا سبب بن جائے گا یہاں پانچ سو بندے بیٹھے ہیں یہ کھانا کھائیں گے اگر یہ پانچ سو نہ ہوں تو مجھ اکیلے کو تو پانچ سو دن کافی ہے لہذا ان پانچ سو کو تو قتل کر دو میرے لئے تو بڑی موج ہو جائے گی یہی سوچ ہر درندے کی بھی ہوتی ہے یہی سوچ دنیا ہر فرد کو دیتی ہے ایک کروڑ پتی آدمی ہے وہ ایک ملازم رکھتا ہے ڈھائی سو تین سو پانچ سو ہزار روپے ماہوار پر اس کی تنخواہ پہ اس کی نظر ہوتی ہے اس نے یہ غلطی کی اس کے دس روپے کاٹ دو اس کی تنخواہ لیٹ کر دو اسے دو مہینے نہیں دینی یہ چھ مہینے بنتا ہے اسے پتہ ہے کہ اس نے تو اس پانچ سو یا ہزار پہ اس کے بچوں نے مہینہ گزارنا ہے اسے جو اس کے پاس کروڑوں پڑے ہیں ان پہ وہ مطمئن نہیں ہے جو چوکیدار یا مال اس کے پاس ہے اسے استعمال کرتا ہے آپ اپنے افسروں کا حال دیکھ لیں کہ جن کی تنخواہ لاکھ لاکھ ڈیڑھ ڈیڑھ لاکھ ہے انہوں نے غریب کو بیگار پہ لگا رکھا ہوگا اور اسے کچھ نہیں دیں گے مزدوری ان کے بنگلے پہ کرے گوڈی ان کے باغیچے کی کرے کھانا گھر سے جا کر کھائے اللہ کریم فرماتے ہیں کہ جنہیں میرے نبی ﷺ سے رشتہ ایمان رشتہ اعتماد نصیب ہوتا ہے اور پھر وہ اتباع بھی کرتے ہیں میرے نبی ﷺ کا ان کے دلوں کو میں محبتوں سے بھر دیتا ہوں وہ ایک دوسرے سے چھیننے کے لئے نہیں ایک دوسرے پر نچھاور کرنے کے لئے آگے بڑھتے ہیں یہ دنیا میں الگ قسم کے لوگ ہوتے ہیں۔اور یہی پہچان ہے اہل حق کی کہ ان میں تو تو میں میں مارا دھاڑی دھینگا مشتی الزام تراشی بہتان تراشی ایک دوسرے کی ٹانگ کھینچنے کی سیاست یہ اللہ کے بندوں میں نہیں ہوتی بلکہ ہر کسی کو اللہ محبت عطا کر دیتا ہے محبت کی ایکٹنگ نہیں کرنا پڑتی اداکاری محبت کی نہیں کرنا پڑتی بلکہ فرمایا سیجعل لھم الرحمن ودا ۔ اللہ جو الرحمن ہے وہ ان کے دلوں میں محبت انڈیل دیتا ہے یہاں ہمارے علماء نے تفسیر میں لکھا ہے مخلوقات کے دل میں محبت پیدا کر دے گا میری سمجھ میں یہ بات صحیح نہیں ہے مخلوقات میں تو کافر بھی ہیں جو ان کو قتل کرنے کے درپے ہیں ان کے دل میں محبت کہاں سے آئے گی مخلوقات

www.naqshbandiaowaisiah.com

میں تو وہ ظالم بھی ہیں جو ان کو مٹانے پہ مصر ہیں۔اس کا مفہوم یہ ہے کہ جس میں ایمان ہوگا اور جس کا عمل صالح ہوگا دوسرے مومن تو دوسرے صالح کی محبت از خود اللہ اس کے دل میں انڈیل دے گا اور جس کے دل میں صالحین کی محبت نہیں ہوگی اسے اپنے ایمان کے بارے سوچنا پڑے گا۔

مولانا تھانویؒ سے کسی نے پوچھا کہ نیکوں سے اختلاف کیا کفر ہے فرمایا نہیں اللہ کے نیک بندوں سے اہل اللہ سے اولیاء اللہ سے اختلاف کرنا کفر نہیں ہے لیکن دیکھا یہ گیا ہے کہ اختلاف کرنے والے لوگ مرتے کفر پر ہی ہیں فقصی الی الکفر ہے لے اس طرف جاتا ہے کہ بندہ پہلے اعمال سے جاتا ہے اور بالآخر ایمان سے بھی چلا جاتا ہے۔ تو یہاں یہ نشانی بتادی ہے کہ **ان الذین امنوا وعملوا الصلحت سیجعل لھم الرحمنودا۔** اللہ جو الرحمٰن ہے وہ ان کے دلوں کو محبتوں سے بھر دیتا ہے عجیب بات ہے دنیا میں محبت کا سب سے اعلیٰ درجہ جو قرار دیا گیا اسے عشق کہتے ہیں کسی کو کسی سے لگاؤ ہے محبت ہے پھر وہ بڑھتے بڑھتے عشق ہوگیا۔ لیکن اگر ایک ہستی پہ دو عاشق جمع ہوجائیں تو وہ ایک دوسرے کے رقیب ہوتے ہیں ایک دوسرے کو مارنے کے درپر ہوتے ہیں ایک دوسرے کو مٹانے کے درپر ہوتے ہیں یہ قاعدہ ہے جس میں پوری انسانی آبادی ملوث ہے مزاج ہے انسان کا ایک عہدہ دو حاصل کرنا چاہتے ہیں وزارت عظمیٰ کے چار امیدوار ہیں تو چاروں لڑیں گے کسی نوکری کے لئے دو بندے ہیں جلہ ایک لی ہے دونوں ایک دوسرے کو نیچا دکھانے کی کوشش کریں گے۔ یہ ہٹ جائے تو میں آجاؤں کسی بندے سے دو کو تعلق ہے تو دوسرے کو مارنے کے درپے ہوں گے۔

صرف محمد رسول اللہ ﷺ وہ معشوق ہیں جس کا ہر عاشق دوسرے عاشق پہ بھی فدا ہوجاتا ہے ایسا محبوب کہ جس کا ہر چاہنے والا دوسرے چاہنے والے کی بھی خیر ہی چاہتا ہے اس لئے کہ **سیجعل لھم الرحمن ودا۔** اللہ جو الرحمٰن ہے ان کے دلوں کو محبتوں سے بھر دیتا ہے اب ظاہر ہی کہ نبی ﷺ کے دشمن سے تو محبت نہیں کریں گے ظالم سے تو محبت نہیں کریں گے اسی سے کریں گے جسے نبی ﷺ محبوب ہوگا۔ یہ واحد عشق ہے دنیا میں کہ معشوق ایک ہو اور سارے عاشق ایک دوسرے پر جان نچھاور کرنے کو پھرتے ہوں۔

حضرت عکرمہ بن ابی جہلؓ فتح مکہ تک بڑی جان سپاری سے اور بڑی جاں سوزی سے لڑنے والا کے بدر میں قتل ہوجانے کا صدمہ بھی تھا اسلام کی روزافزوں ترقی کا دکھ بھی تھا اور ان کا ابو جہل جیسا والد جسے ابو الحکم کہتے تھے وادی تھراتی تھی جس کے نام سے وہ بڑی بے بسی سے مارا گیا او دو نو عمر لڑکوں نے مار دیا مارے جانے کا بھی ایک معیار ہوتا ہے کہ کس کا مد مقابل کون تھا کس نے مار دیا تو وہ تو دو چھوٹے چھوٹے بچے تھے مدینہ منورہ کے تو وہ اس دکھ کو لے کر بڑی جاں سوزی سے لڑے اسلام کے خلاف حضور ﷺ کے خلاف جب مکہ فتح ہوگیا تو مکے سے بھاگ نکلے۔ کس طرف جانے کا ارادہ تھا راستے میں کوئی مل گیا اس نے کہا بھائی کہاں جاؤ گے شام کو چلا جاؤں گا اس طرف نکل جاؤں گا ادھر چلا جاؤں گا اس نے کہا بات یہ ہے کہ یہ جو سیلاب جس نے مکے کو فتح کیا ہے یہ شام تک رکنے والا تو نہیں ہے اس نے کہا پھر تیرا کیا مطلب ہے کیا کروں اس نے کہا واپس لوٹ جا محمد رسول اللہ ﷺ کے پاس تیرا دماغ خراب ہے کہ میں حضور ﷺ کے پاس جاؤں اس نے کہا تو نے حضور ﷺ کو دیکھا ہی کب ہے تو صرف لڑتا ہی رہا تو جنگ ہی کا سوچتا رہا ہے وہاں جا تو سہی وہ تو محبتوں کا سمندر ہے اس نے کہا مجھے بھی معاف کردیں گے اس نے کہا معاف ہی نہیں کردیں گے تجھے سرفراز کردیں گے نوازیں گے واپس آگیا۔ اب اس کی محبت دیکھیں جس کا دل نفرتوں کا سمندر تھا علامہ ابن کثیرؒ نے اپنی تفسیر میں یہ روایت نقل کی ہے کہ ایک جنگ میں لڑتے ہوئے ایک صحابی بیان کرتا ہے کہ میرے ساتھ میرا چچازاد بھائی تھا ہم دونوں لشکر کفار پر ٹوٹتے اور ہمارا ریکارڈ تھا کہ ہم لڑتے لڑتے صفیں چیرتے دوسری طرف نکل جاتا اور پلٹ کر پھر حملہ کردیتے اور لڑتے لڑتے اس طرف نکل آتے تو ایک دفعہ اس نے کہا کہ میں اکیلا نکلا اور میرا بھائی ساتھ

www.naqshbandiaowaisiah.com

نہیں تھا میں سمجھ گیا کہ کہیں زخمی ہو کر گر گیا ہے تو جب لشکر ایک طرف کو ہٹا تو میں زخمیوں کی طرف دوڑا تو میں نے دیکھا کہ بہت شدید زخمی تھا اور دوپہر تپ رہی تھی ریت گرم تھی اور خون بہہ بہہ کر جذب ہو رہا تھا ۔اور آخری سانس تھے اور ہونٹوں پہ پپڑیاں جم گئی تھیں تو میں اس لمحے کچھ نہیں کر سکتا تھا تو میں نے سوچا کہ اپنی چھاگلی کھول کر اس کے ہونٹ تو تر کر دوں تو میں نے اسے پانی پلانا چاہا تو اس نے کہا نہیں ایک اور مجاہد یہاں میرے ساتھ گرا ہے پہلے اس کی خبر لیں وہ فرماتے ہیں میں اس کے پاس گیا اور اس کا بھی حال اس سے بھی زیادہ تشویش ناک تھا لیکن اس نے مجھے کہا مجھے نہیں وہاں ایک سپاہی گرا ہے وہاں جاؤ وہ کہتے ہیں تیسرے کے پاس میں پہنچا وہ شہید ہو چکا تھا دوسرے کے پاس آیا شہید ہو چکا تھا بھائی کے پاس آیا شہید ہو چکا تھا یہ دوسرا جو اسے آگے بھیج رہا تھا یہ عکرمہ بن ابی جہل تھا۔ نزع کی تلخی میں پانی کا گھونٹ بھی ایثار کر دینا اس سے آگے کوئی تصور محبت کا کہیں ہے

ہمارے سامنے عہد حاضر میں افغانستان کا جہاد ایک معجزہ ہے اور کیسی عجیب بات ہے کہ علماء میدان میں اترے اللہ نے ان کی مدد کی روس کو شکست دے گئے لیکن اپنی انا کو شکست نہ دے سکے۔ محبت نصیب نہ ہوئی شاید وہ کمال ایثار اطاعت نبوی ﷺ کا وہ جذبہ اللہ کے سامنے عجز و رضامندی کا وہ مقام شاید انہیں نصیب نہیں تھا بہر حال کافروں سے اچھے تھے اللہ نے کافروں پہ فتح دے دی لیکن اپنی انا آڑے آئی اور وہ لوگ جو ان کے شاگرد تھے وہ اللہ کا نام لے کر کھڑے ہو گئے اور جب تک ان کے دلوں میں وہ جذبہ محبت رہے گا فتح او کامیابی ان کے قدم چومتی چلی جائے گی کیا تھا طالبان کے پاس پچاس ساٹھ لڑکوں کا ایک گروپ جمع ہوا اور آج روئے زمین کی بڑی بڑی سلطنتوں کو سوچنے پر مجبور کر دیا اس لئے کہ خلوص کے ساتھ اس طرح کھڑے ہوئے کہ جہاں اطاعت الٰہی ان کے اساتذہ سے چھوٹی ان کے خلاف بھی صف آرا ہو گئے کہ ہمیں اتباع محمد رسول اللہ ﷺ کا کرنا ہے شخصیات کا نہیں ۔اور اس جذبے نے ان کے دلوں کو وہ جنون عطا کر دیا کہ ایک دوسرے سے پہلے مرنا چاہتا ہے کوئی کسی کے پیچھے نہیں چھپنا چاہتا بلکہ ہر ایک دوسرے سے پہلے جان دینا چاہتا ہے اللہ ان کی ان محبتوں کو قائم رکھے ۔سو یہ معیار مقرر کر دہ رب العلمین نے کہ ایمان کی تصدیق اس طرح سے ہو گی کہ جتنے لوگوں کے دلوں میں ایمان ہے اور پھر وہ عمل صالح بھی کرنا چاہتے ہیں یا ان کا عمل صالح ہے۔

سو یہ معیار مقرر کر دیا رب العلمین نے کہ ایمان کی تصدیق اس طرح سے ہو گی کہ جتنے لوگوں کی دلوں میں ایمان ہے اور پھر وہ صالح بھی کرنا چاہتے ہیں یا ان کا عمل صالح ہے۔ **سیجعل لھم الرحمٰن ودا**. اللہ جو الرحمٰن ہے ان کے دلوں میں محبتیں انڈیل دے گا۔ یہ ہر اس بندے کے لئے لمحہ فکر یہ ہے جو ظلم کے خلاف خود کو صف آرا سمجھتا ہے اگر کوئی میں ہوں یا آپ میں سے کوئی اقتدار کے لئے حصول زر کے لئے دینوی مفادات کے لئے لڑنا چاہتا ہے بات کرنا چاہتا ہے تو وہ معاملہ دوسرا ہے اسے دینی رنگ نہ دیا جائے بلکہ یہ انتہائی ظلم ہے کہ اپنی خواہشات کی تکمیل کے لئے اسلام کو بطور آلہ کار کے استعمال کیا جائے جو گذشتہ نصف صدی سے ہو رہا ہے کہ ہر حکومت بھی اسلام کا نام لیتی ہے ہر اپوزیشن بھی اسلام اسلام کرتی ہی اور جب اقتدار تک پہنچ جاتے ہیں تو انہی کے لئے وہ ناقابل عمل ہو جاتا ہے ناممکن العمل بلکہ موجودہ حکومت کا آپ کو بھی یاد ہوگا کہ موجودہ وزیر اعظم صاحب کا نعرہ ہی یہ تھا کہ ہم اقتدار میں آئے تو خلافت راشدہ نافذ کریں گے اب وہ کہتے ہیں یہ قابل عمل ہی نہیں ہے تو اس طرح سے نفرتیں پیدا ہوتی ہیں محبتیں نہیں۔ حکومت نے بھی جتنے لوگوں کو ساتھ ملایا ہوا ہے سب کے گٹے ہی باندھے ہوئے ہیں دل نہیں کوئی لالچ میں اور کوئی خوف میں محبت میں کوئی بھی نہیں رکا ہوا۔ اب رہ گئی بات قرآن کی اسلام کی اس کے قابل عمل ہونے کی تو فرمایا:

فانما یسرنہ بلسانك. ہم نے تیری پاک زبان سے اسے بہت سہل کر دیا ہے جو تعبیر آپ ﷺ نے جو تشریح آپ ﷺ نے جو تفسیر اس کی آپ ﷺ نے دی ہے وہ ہر آدمی کے لئے ممکن العمل ہے ہر حکومت کے لئے

www.naqshbandiaowaisiah.com

ممکن العمل ہے ہر قوم کے لئے ممکن العمل ہے اور سہل ترین راستہ ہے اس لئے کہ زندگی کے کسی بھی کام کو کرنے کا جو بھی طریقہ صحیح ہوگا وہ سب سے آسان ہوگا ایک قاعدہ ہے آپ کوئی بھی کام کرنا چاہتے ہیں تو جتنے غلط طریقے ہوں گے ان سے وہ کام دیر میں ہوگا مشکل سے ہوگا اور صحیح ہو بھی سکے گا یا نہیں اور جو اس کام کے کرنیکا صحیح طریقہ ہوگا وہ سب سے آسان ہوگا فرمایا قرآنکا نظام جو ہے میرے حبیب ﷺ تیری زبان پاک نے جو ارشاد فرمایا دیا اسے ہم نے سہل کر دیا ہے قابل عمل نہیں آسان بنا دیا ہے۔ لتبشر به المتقين کہ تو خوشخبری سنائے بشارت ملے ان لوگوں کو جو متقین ہیں جو آپ ﷺ کا اتباع خلوص سے کرنا چاہتے ہیں جو اللہ پر صدق دل سے ایمان رکھتے ہیں انہیں اس سے بشاشت ہوتی ہے خوشی ہوتی ہے کہ اتنا آسان کام ہے۔ وتنذربه قوما لداه اور جو جھگڑا کرتے ہیں ان کے لئے یہ برق تپاں ہے ان کے لئے انتہائی مشکل ناقابل برداشت ڈراؤنا خواب بن جاتا ہے ڈرتے ہیں اس سے اس لئے کہ وہ نفس کے پجاری ہوتے ہیں یہ کسی کے نفس کو فرعون بننے کی اجازت نہیں دیتا۔ ہمارے ارباب اختیار کیوں اسلام نافذ نہیں کرتے اسلام ناقابل عمل نہیں ہے بلکہ ان کی فرعونیت کے لئے چیلنج بن جاتا ہے پھر انہیں بھی انسان بن کے رہنا پڑتا ہے ان کے بھی عام آدمی جتنے حقوق رہ جاتے ہیں لوٹ مار نہیں ہو سکتی ظلم اور جبر نہیں ہو سکتا چھینا جھپٹی نہیں ہو سکتی لیکن فرمایا اگر کوئی اس اصول سے ٹکرائے گا لڑے گا قرآن کا نظام ختم نہیں ہوگا ۔ یہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام ہمیشہ کے لئے جب تک دنیا قائم ہے یہی نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام ہے نئی نبوت نہیں آئے گی۔ جب تک دنیا قائم ہے یہی کتاب ہے نئی کتاب نہیں آئے گی اور یہی نظام پوری انسانیت کے لئے ہر عہد کے لئے ہے اسے ختم نہیں ہونا بلکہ اس کا راستہ روکنے والے یہ سوچ لیں۔

ولم اهلكنا قبلهم من قرن ۔ کتنی قومیں اور کتنی صدیاں ان سے پہلے تباہ ہوئیں حق کا راستہ روکنے کی پاداش میں کتنے بڑے بڑے حکمران کتنے بڑے بڑے طاقتور کتنے بڑے بڑے مدبر جنہوں نے اپنی تدبیریں لڑائیں اسلام کے خلاف حق کے خلاف تباہ ہو گئے۔

هل تحس منهم من احد او تسمع لهم ركزاہ کبھی کسی کی بات سنی تم نے یا کبھی کس کو بات کرنے کا خیال بھی آیا ان کان کے بارے تو اب کوئی سرگوشی میں بھی بات نہیں کرتا کوئی انہیں یاد نہیں کرتا کوئی ان کا نام نہیں لیتا مٹا دیئے گئے صفحہ ہستی سے ہی نہیں لوگوں کے دلوں اور دماغوں سے بھی اب بھی جو اس نظام سے ٹکرائے گا مٹنا اس کا مقدر ہوگا اور جو عمل کرنا چاہے گا اس کے لئے دنیا کا آسان ترین نظام ہوگا ضابطہ ہوگا۔

لیکن یاد رہے کہ اس کے ماننے والے اپنے دلوں کو ٹٹولیں اگر دلوں میں محبتیں ہیں تو وہ حق پر ہیں اور اگر دلوں میں نفرتیں ہیں تو یہ یہ ڈرامہ ہے پھر حق کا اتباع نہیں ہے یہ دل کا معاملہ صاحب دل جانے یا وہ جانے جس کے قبضہ قدرت میں دل ہیں لیکن ہم سب کے لئے یہ لمحہ فکریہ ہے کہ اگر ہم یہ دعوت سے جو سچا ہے اس کے دل میں محبت ہوگی اور دوسروں کے لئے نفرت نہیں ہوگی دوسرا جو ساتھی اس کام میں شریک ہے اس کے ساتھ اسے پیار ہوگا اس کی ٹانگ نہیں کھینچے گا اس کے ساتھ اس کی چپقلش نہیں ہوگی اس کے ساتھ اس کا جھگڑا نہیں ہوگا بلکہ ایثار میں دوسرے سے آگے بڑھنے کی ہر کوشش کرے گا یہ ہے حق پر ہونے کی دلیل اور اگر خدانخواستہ ہمارے دلوں میں نفرت ہو تو پھر ہمیں خلوص سے توبہ کرنا چاہئے اس کے علاوہ کوئی راستہ نہیں ہے اور اللہ سے دعا کی جانی چاہئے کہ اللہ ہمارے دلوں سے کدورتیں اور نفرتیں نکال کر محبتیں پیدا کر دے۔ کمال نبوی یہی ہے۔

كنتم اعداء فالف بين قلوبكم فاصبحتم بنعمته اخوانا لوگو تم دنیا میں سب ایک دوسرے کے دشمن تھے۔ **فالف بين قلوبكم** دشمنیاں نکال کر تمہارے دلوں کو محبتوں کی آماجگاہ بنا دیا تپتے ہوئے صحراؤں کو نخلستان بنا دیا محبتوں کا اور تم نے دیکھا کہ آن واحد میں تم تو بھائی بھائی تھے ایک دوسرے سے پیار کرتے تھے محبت کرتے تھے۔ ہمارا یہ سارا نظام کسی سیاسی عہدے کے لئے نہیں ہے کسی مال و زر

کی تلاش کے لئے نہیں ہے بلکہ واحد تنظیم ہے الاخوان جو یہ چاہتی ہے کہ اگر حکومت وقت ہی اپنا قبلہ درست کرلے تو کام آسان ترین ہو جائے گا۔ لیکن اگر انہیں توفیق نہ ہو تو ظلم کو مہلت دینا ظلم سے سمجھوتے کرنا بھی صحیح راستہ نہیں ہے پھر اس کو روکنے کی تجاویز اور تدابیر عمل میں لانی پڑیں گی اور اس کے لئے منافقین کا ہجوم درکار نہیں ہوگا وہ کارآمد نہیں ہوگا اس کی ضرورت نہیں ہے اس کے لئے قلت و کثرت کے علاوہ سب سے پہلی شرط خلوص ہے مخلصین دس ہزار دس لاکھ منافقین سے بہتر ہیں۔ اور میری یہ دعا ہے ہم نے تو قرآن حکیم سے چن کر الاخوان نام ہی اس لئے رکھا ہے کہ **فاصبحتم بنعمته اخوانا** ۔ کہ نبی رحمت کی عطا سے دلوں میں وہ محبت آئے جو معجزہ ہے نبی کریم ﷺ کا ۔ ہماری انسانی کمزوریاں ہمارے ساتھ ہیں کسی شخص کو بایزید بسطامیؒ تصور نہ کرلو اور کسی شخص کو جبرائیل علیہ السلام نہ مان لو۔ ہم انسان ہیں انسانی کمزوریاں ہمارے ساتھ ہیں کوتاہیاں ہم سے ہوں گی غلطیاں ہوں گی لیکن جو **Cause** ہے اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ کی ان کو سربلند کرنے کی اس کے ساتھ خلوص میں فرق نہیں آنا چاہئے اور اگر کسی کو اس پہ اعتماد اس پہ یقین نہ ہو تو اس کا الاخوان میں رہنا وقت ضائع کرنے کے برابر ہے اپنا بھی ہمارا بھی یہاں مخلص لوگوں کی ضرورت ہے نفاذ اسلام ہو گیا یا نہیں ہوگا یہ تو اس کا کام ہے بدر کی فتح مشروط تو نہیں تھی کہ اللہ نے پہلے وحی بھیج دی فتح ضرور ہوگی آپ تشریف لے جائیں یہ تو کوئی بات نہیں تھی احد کی فتح مشروط تو نہیں تھی۔ یہ مشروط تھا کہ حق کو باطل کے مقابلے میں ثابت کرنا ہے زندہ کرنا ہے قائم کرنا ہے اس کے لئے جو قیمت چکانی پڑی وہ چکائیں گے اور اس کے لئے بھی اللہ سے مدد مانگی نبی رحمت ﷺ نے سارے وسائل بروئے کار لائے فتح تو دعا کا ثمر تھی اور حضور ﷺ تشریف نہ لے جاتے دعا مدینے میں ہی فرمادیتے اسباب رہ جاتے وسائل رہ جاتے دنیا عالم اسباب ہے اس نے اظہار قدرت کے لئے عیسیٰ علیہ السلام کو بغیر باپ کے پیدا کردیا کہ میں قانون کا محتاج نہیں ہوں میں قادر مطلق بھی ہوں مرد اور عورت سے بچہ پیدا ہوتا ہے میں چاہوں تو بغیر مرد کے پیدا کردوں بغیر باپ کے پیدا کردوں لیکن ترک سبب نہیں کیا جبرائیل امین علیہ السلام کو حکم دیا قرآن میں موجود ہے کہ تم جاکر دم کردو پھونک مار دو سبب نہیں چھوڑا رب العلمین نے اصول بدلا اظہار قدرت کے لئے لیکن یہ اصول کہ دنیا میں ہر کام کے پیچھے سبب ہوگا یہ اس قادر مطلق نے خود بھی نہیں چھوڑا فرشتے کو حکم دیا جاکر دم کردو۔ دنیا عالم اسباب ہے اور ہمیں اسباب و وسائل اختیار کرنا ہیں لیکن سب سے پہلے اپنے دلوں کو اس مقصد کے لئے کھرا کرکے خلوص کے ساتھ۔ اور اگر مقصد کے ساتھ خلوص ہو جائے تو اللہ محبت انڈیل دیتا ہے دلوں میں۔

سیجعل لهم الرحمن ودا پھر الرحمن جو ہے وہ محبتیں انڈیل دیتا ہے۔ اللہ کریم تمام مسلمانوں کو ہدایت پہ جمع فرمائے اور سب کو محبتیں دے اور بالخصوص الاخوان کے ہر رکن کے لئے میری دعا ہے کہ اللہ آپ سب وہ محبتیں دے وہ خلوص دے جو محمد رسول ﷺ نے بانٹا۔

ڈونیشنز یا جملہ فنڈز کیلئے براہ راست شیخ المکرم کا اکاؤنٹ نمبر AC/23 مسلم کمرشل بنک منارہ یا AC 27-7 نیشنل بنک نور پور ضلع چکوال ہے تمام فنڈز جو ارسال کئے جائیں ان کی تفصیل بذریعہ ڈاک لکھ دی جائے اور تمام فنڈز براہ راست بھیجے جایا کریں۔ اگر دستی روانہ کریں تو بھی براہ راست پیش کریں۔

(ادارہ)

www.naqshbandiaowaisiah.com

مقصد حیات

خطاب امیر محمد اکرم اعوان
دار العرفان مورخہ 14-1-2000

بسم اللہ الرحمن الرحیمہ ہ انک لا تسمحالموتی ولاتسمح الصمعہ الدعاء اذا ولومد برین ہ ومانت بھدی العمی عن ضللتھم ط ان تسمع الا من با یتنا فیھم مسلمون ہ(النحل 81-80)

انسان کی زندگی اور موت کا ایک تصور تو وہ ہے جو میڈیکل سائنس کا ہے کہ جب بندہ اس دنیا میں آتا ہے جب کوئی پیدا ہوتا ہے اور اس میں روح ہوتی ہے تو وہ زندہ کہلاتا ہے اور جب جس سٹیج پر عمر کے جس حصے میں جہاں بھی پہنچ کر روح بدن سے جدا ہوتی ہے اسے موت کہہ دیا جاتا ہے لیکن قرآن حکیم کے نزدیک یہ موت حقیقی موت نہیں ہے یہ زندگی کی ابتدا ہے انسان کی روح چونکہ عالم امر سے ہے اور امر صفت ہے اللہ کی اور صفات باری بھی قدیم ہیں ان کے لئے کوئی ازل کوئی ابد نہیں ہے سو روح انسانی اللہ کی تخلیق ہے لیکن اس کی اصل چو نکہ عالم امر سے ہے اس لئے اس کے لئے اللہ نے فنا نہیں رکھی۔ جسے جنت کے لیے فنا نہیں ہے دوزخ کے لئے فنا نہیں ہے اسی ہمیشہ رہے گی بدن کے جن ذرات سی وجود دنیا اوران کا تعلق روح سے قائم ہو گیا ان میں بھی لبدیت آگئی موت کیا ہے ؟ شرعی اعتبار سے قرآن اور حدیث کی تعلیمات کے مطابق انسان جب دنیا میں آتا ہے تو یہ اس کی زندگی کا ایک حصہ ہے روح عالم امر میں تھی وجود مادی ذرات میں بکھرا ہوا تھا کوئی ذرہ اتفاقا کسی کے وجود کا حصہ بنتا ہے بلکہ ازل سے تقسیم شدہ ہے ہر وجود وہی غذا پاتا ہے جو ذرات اس کے وجود کا حصہ بنا ہوتے ہیں وہ ایسا قادر ہے کہ غذا باپ کھاتا ہے لیکن آنے والی نسل کا حصہ اس کے صلب میں محفوظ رہتا ہے اور آگے منتقل ہو جاتا ہے اس کے بدن کا حصہ نہیں بنتا غذا ماں کھاتی ہے لیکن آنے والی نسل کا حصہ اس کے خون سے دودھ بن کر اس کے پیٹ میں ایک وجود کو پال کر آگے منتقل کر دیتا ہے اگرچہ وہ کھاتی ہے اسکا معدہ ہضم کرتا ہے لیکن وہ اجزاء الگ ہو کر اگلے بندے کا جزو بدن بن جاتے ہیں جس کے لیے وہ مقرر ہوتے ہیں۔ اس لیے کہا گیا ہے کہ رزق بھی آدمی کو اس طرح تلاش کرتا ہے جس طرح موت۔ جس طرح کسی دوسرے کی موت کسی دوسرے کو نہیں آتی اس طرح کسی دوسرے کے حصے کا رزق کسی دوسرے کا

توجب روح اور بدن یکجا ہوتے ہیں تو یہ زندگی کا ایک دور شروع ہوتا ہے جو انسان کی آزمائش کا ابتدا کا امتحان کا دور ہے جتنا وقت اسے ملتا ہے وہ اللہ کی اللہ کے حبیب ﷺ کی اطاعت کرتا ہے یا نہیں پھر اس پر محمد ﷺ کی باتوں کا اثر ہوتا ہے یا نہیں۔ اگر کسی پر اللہ کے حبیب ﷺ کی باتوں کا اثر نہیں ہوتا قرآن حکیم اسے مردہ قرار دیتا ہے قرآن کی اصطلات میں موت یہ ہے کہ کوئی کھاتا پیتا ہوا چلتا پھرتا ہوا سوتا جاگتا ہوا لیکن نبی ﷺ والسلام کی بات اس پر اثر نہ کرے یہاں فرمایا انک لاتسمع الموتی۔ آپ مردوں کو نہیں سنا سکتے یاد رہے اس آیۂ کریم سے جو یہ دلیل دی جاتی ہے کہ قبر میں دفن مردے نہیں سنتے اس کا یہاں ذکر ہی نہیں ہے اور عربی میں سننے کے لئے سماع اور اسماع یہ دو الگ لفظ ہیں سماع کے ساتھ اگر الف آئے اسماع ہو تو اس سے مراد ہوتی ہے یہ وہ سننا جو مفید اور نافع بھی ہو جو فائدہ پہنچائے ورنہ جب حضور ﷺ ارشاد فرماتے تھے تو کافر بات تو سنتے تھے لیکن فائدہ اخذ نہیں کرتے تھے تو تسمع اسماع کا صیغہ ہے کہ جو لوگ روحانی طور پر مر چکے ہیں۔ وا حسانو ھم قبل القبور قبورہ عربی کے ایک شعر کا ایک

www.naqshbandiaowaisiah.com

مصرعہ ہے کہ ان کے جسم قبر میں جانے سے پہلے روح کے لئے قبر کا روپ دھار چکے ہیں قبر کی شکل اختیار کر چکے ہیں یہ چلتی پھرتی قبریں ہیں جن پر نبی ﷺ کے ارشاد کا اثر نہیں ہوتا یہ چلتی پھرتی قبریں ہیں تو فرمایا ان لوگوں کو جو مر چکے ہیں انہیں آپ ﷺ نہیں سنوا سکتے جس سے انہیں فائدہ ہو **لا تسمع** آپ ﷺ اسماع نہیں کرا سکتے وہ سنتا جو نافع ہو جو مفید ہو یعنی جس پر آپ ﷺ کی بات کا اثر نہیں ہوتا اس کی مثال ایسی ہے۔

ولا تسمع الصم الدعآء اذا ولو مدبرین. جس طرح کوئی بہرہ بھی ہو اور وہ پیٹھ پھیر کر دوسری طرف جا رہا ہو سننا بھی نہ چاہتا ہو بہرہ بھی ہو اور رخ بھی پھیر لے سننا چاہتا بھی نہ ہو تو اسے کوئی کیا سنوائے گا یہی حال ان مردوں کا ہے جو بظاہر میڈیکل سائنس میں زندہ ہیں لیکن عنداللہ مردار ہیں اور یہ موت جو انہوں نے روح پر وارد کی یہ ان کے کردار کا حصہ ہے اللہ نے اس کی لئے زندگی فراہم کی نبی ﷺ مبعوث کیا اپنی کتاب نازل کی اور انہیں موقعہ دیا کہ وہ جب چاہیں قبول کر لیں ساری خطائیں معاف کر دوں گا اور زندگی سے انہیں مالا مال کر دوں گا لیکن ان کا اپنا اختیار یہی ہے۔

وھدینہ اما شاکرا و اما کفورا. میں نے انتخاب انسان پر چھوڑ دیا ہے وہ شکر کا راستہ اپنانا چاہتا ہے یا کفر کا ناشکری کا تو انسان کا اختیار اتنا ہی ہے کہ وہ نیکی کرنا چاہتا ہے یا برائی کرنا چاہتا ہے اس کا مزاج کس طرف ڈھل چکا ہے ۔ماحول اور معاشرے ان افراد کا جن میں وہ رہتا ہے اسی خاندان کا جس میں وہ پلتا ہے ان والدین کا جن کے پاس وہ ہے کیا اثر ہے اس پر چونکہ نبی ﷺ نے فرمایا **کل مولد یولد علی فطرۃ.** ہر پیدا ہونے والا فطری صلاحیتیں لے کر پیدا ہوتا ہے۔ **ثم ابوہ یھودنہ او یمجنبہ او ینصرانہ.** پھر اس کے والدین کسی کو آتش پرست بنا دیتے ہیں کسی کو یہودی بنا دیتے ہیں کسی کو نصرانی بنا دیتے ہیں کسی کو کوئی عقیدہ دے دیتے ہیں کسی کو کوئی وہ جو تربیت ہے یا ماحول ہے اس کا اپنا ایک اثر ہوتا ہے لیکن اس کے پاس اختیار رہتا ہے جس طرح باپ استاد ہے ہو سکتا ہے بیٹا بھی استاد بن جائے اور ہو سکتا ہے بیٹا اپنے لئے انجینئرنگ کا راستہ اختیار کرے باپ ملازمت کرتا ہے بیٹا تاجر ہو سکتا ہے باپ کاشتکاری کرتا ہے اور بیٹا وکالت کر سکتا ہے اسے اپنے لئے راستہ چننے کا اختیار ہے کہ کیا وہی پیشہ اپنانا چاہتا ہے جو والد کا ہے یا اس سے کوئی بہتر یا اس سے زیادہ کوئی اچھی صورت اختیار کرتا ہے اسی طرح اگر کسی میں شعور زندہ ہو تو وہ عقیدے اور مذہب اور کردار کے معاملے میں بھی سوچتا ہے کہ یہ جو کچھ میرے والدین یا میرے بزرگ یا آباؤ اجداد کر رہے ہیں کیا یہ صحیح ہے یا اس سے بہتر کوئی صورت ہے جو یہ فکر کرتا ہے پھر وہ بہتری کا راستہ اپنانا چاہتا ہے۔ تو ایک لمحے میں اسے قبول کر لیا جاتا ہے جب بھی وہ اللہ کی طرف آئے لیکن اگر نہیں آتا تو یہ اس کی اپنی پسند ہے زبردستی لایا نہیں جاتا۔

فرمایا جو سننا نہ چاہے جس نے موت اپنا لی ہو اپنے لئے تو اس مردے کو آپ کی بات سے کیا فائدہ ہوگا جس طرح مر جانے والا قبر میں اگر آواز بھی سن رہا ہو تو اس کے پاس عمل کی فرصت ختم ہو چکی وہ اس پر عمل نہیں کر سکتا اسی طرح روحانی موت مرنے والا بھی اگرچہ سن بھی رہا ہو تو اس کے لئے وہ مفید نہیں ہوتا تو فرمایا۔

وما انت بھدی العمی عن ضللتھم. آپ ﷺ اندھوں کو راستہ نہیں دکھا سکتے جس کے پاس بینائی ہی نہ ہو جس نے اپنی آنکھیں پھوڑ لی ہوں جس نے اپنی بینائی ضائع کر لی ہو اسے آپ راستہ کیسے دکھائیں گے۔ **ان تسمع الا** آپ سنوا سکتے ہیں **الا من یؤمن بایتنا فھم مسلمون** . جو ہماری بات پر یقین اور ایمان رکھتے ہوں اور وہ مسلمان ہوں تو یہ جو رمضان المبارک کا ریفریشر کورس تھا اس کا مقصد یہ تھا کہ ہم خود کو مسلمان ثابت کر سکیں ایسی تربیت دی جائے ایسا ماحول پیدا کیا جائے ایسے افعال ایسے کردار اپنائے جائیں کہ رمضان کے بعد ہمارے لئے ﷺ کے ارشاد کو چھوڑنا یا آپ ﷺ کی حکم عدولی کرنا محال ہو جائے آپ ﷺ کی بات آپ ﷺ کا ارشاد آپ ﷺ کی منشا ہمارے دل میں گھر کر جائے۔ یعنی یہ زندگی بخشنے کا مہینہ تھا حیات آفریں ایام تھے۔

ہمارے ہاں دو چیزیں بہت عجیب ہو گئی ہیں جب کوئی بندہ بھلا کام کرتا ہے یا اس میں فائدہ

www.naqshbandiaowaisiah.com

سے کرتے تھے جس پر اللہ کی رضا مرتب ہو فرمایا تو انہیں جب بھی دیکھے گا وہ رکوع و سجود میں ہوں گے اسی طرح حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے جس کا مفہوم ہے کہ بعض لوگ جب ایک نماز ادا کر چکے ہیں تو انہیں ایک طلب رہتی ہے کہ کب اگلی نماز کا وقت ہو کام کر رہے ہوتے ہیں تو فکر ہوتی ہے نماز کا وقت کب آئے گا وضو ہے نہیں ہے وضو کا اہتمام کیا ہوگا نماز کہاں پڑھیں ہوگی مجھے کہاں وقت ملے گا سفر میں ہیں یا کام پر ہیں یا دکان پر ہیں تو انہیں ایک فکر لاحق رہتی ہے اگلی نماز کی تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ انہیں ہمیشہ نمازی شمار کیا جاتا ہے اللہ کے نزدیک وہ ایسے ہیں جیسے ہر وقت نماز ادا کر رہے ہوں۔

ہمارے ایک دوست ہوتے تھے سیالکوٹ میں ڈاکٹر تھے اللہ انہیں غریق رحمت کرے پندرہ بیس سال پہلے ایکسیڈنٹ ہوا فوت ہو گئے۔ بہت معروف ڈاکٹر تھے سیالکوٹ کے تو وہ عموماً پچھلے پہر کلینک کیا کرتے تھے چار پانچ بجے سے لیکر آٹھ نو بجے تک تو عصر مغرب عشاء تین نمازیں آتی تھیں اس میں تو اگر وہ پریسکرپشن یا نسخہ لکھ بھی رہے ہوں۔ اور ساتھ مسجد میں اذان ہوگئی تو جیسے اللہ اکبر ہوا آدھا لکھا ہو نسخہ اس پر وہ قلم رکھ دیتے لوگ کہتے ڈاکٹر صاحب یہ جو لکھ رہے ہیں یہ تو پورا کریں تو وہ کہتے کیسے لکھوں یہ تو گستاخی ہے کہ اللہ کی بارگاہ سے پکار آئے اور میں نسخے لکھتا رہا ہوں میں نماز ادا کر کے لکھوں گا یعنی آدھا لکھا ہوا نسخہ چھوڑ دیتے بندوں کی مریضوں کی قطار چھوڑ دیتے نماز ادا کر کے باقی کا کام کیا کرتے۔ یہ زندگی کی دلیل ہے یہ حیات ہے کہ جب اللہ کا نام کانوں میں پڑا محمد رسول اللہ ﷺ کے ارشادات کو سنا آپ ﷺ کے انداز کو دیکھا تو ہر چیز پر مقدم ہو گیا ارشاد رسول مقبول ﷺ کا یہی مقصد ہے۔ تو یہی ثواب ہے یہی اجر ہے اور پھر رمضان تو ایک خاص مشق کا مہینہ ہے۔

جس میں اللہ کریم نے شیاطین کو قید کر دیا جنتوں کے دروازے کھول دیے رحمتیں عام کر دیں اور اپنی اطاعت کے ذریعے بندے کو اتنا قریب کر دیا کہ حرام تو حرام ہے حلال سے بھی ایک خاص وقت تک کے لئے روک دیا پانی کا گھونٹ پینے سے روک دیا کھانے کا ایک لقمہ کھانے سے روک دیا اس لئے کہ اللہ کی اطاعت کا پتہ چلے کہ اس کا تو کھانا بھی اللہ کی اجازت سے ہے اس نے ایک گھونٹ پانی بھی اللہ کی اجازت سے پینا ہے اگر اجازت نہیں ہوگی تو نہیں پیے گا حلال بھی تب کھائے گا جب اللہ کھانے کی اجازت دے گا۔ لیکن اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ رمضان میں اب سارے گناہ معاف ہو گئے چلو چھٹی ہوئی اب نئے سرے سے شروع کر دو پھر رمضان آئے گا تو دیکھی جائے گی یہ مطلب نہیں اس کا مطلب یہ ہے کہ ہم پر رمضان کا کوئی اثر نہیں ہوا۔ حیات زندگی قرآن کی اصطلاح میں یہ ہے کہ وہ بندہ جس پر اللہ کے حبیب ﷺ کی بات کا اثر ہو وہ زندہ ہے فرمایا۔ ان تسمع الا من یومن بایتنا۔ آپ ﷺ اسے سنا سکتے ہیں جسے ہماری آیات پر ایمان ہو یقین ہو فھم مسلمون اور جو مسلمان بھی ہوں۔ یعنی مسلمانی زندگی کا نام ہے اور زندگی نام ہے اس طلب کا جو محمد رسول اللہ ﷺ کے ساتھ آپ ﷺ کے لئے آپ ﷺ کی اطاعت کیلئے آپ ﷺ پر جان نچھاور کرنے کیلئے پیدا ہو جائے۔ ورنہ یہ زندگی اور موت اس سفر کا ایک حصہ ہیں۔ آدمی دنیا سے گزرتا ہے تو مرتا نہیں۔

؎ موت کو سمجھا ہے غافل اختتام زندگی
؎ ہے یہ شام زندگی صبح دوام زندگی

جسے آپ زندگی کا خاتمہ سمجھ رہے ہیں یہ خاتمہ نہیں ہے بلکہ یہ زندگی کی ابتداء ہے اس زندگی کی جس میں پھر موت نہیں آئے گی۔ موت کیا ہے کہ روح بدن کے تابع ہے دنیا میں بدن مکلف ہے بالذات ہمارے سامنے بدن آتا ہے ہم بات بدن سے کرتے ہیں گرمی سردی بدن کو لگتی ہے کھاتا پیتا بدن ہے حرکات و سکنات بدن کرتا ہے۔ جس کا اثر روح پر مرتب ہوتا ہے لیکن جب موت آتی ہے تو روح بدن سے الگ ہو جاتی ہے اور مکلف بلذات روح ہو جاتی ہے عذاب ثواب نیکی بدی موسم گرمی سردی آگ ہوا اس کا اثر روح پہ ہوتا ہے اور بدن اس کے تابع ہوتا ہے اور بدن کے ذرات خواہ منتشر بھی ہو جائیں اگر روح پر نیک اجر مرتب ہو رہا ہے تو ہر ہر ذرے کو وہ مسرت نصیب ہو گی اور اگر روح جل رہی ہے تو ہر ہر جزو بدن

www.naqshbandiaowaisiah.com

ایک ایک ایٹم آگ کی حدت محسوس کرتا ہے جس طرح آلِ فرعون کے بارے آیا۔ کہ انہیں صبح شام آگ پر پیش کیا جاتا ہے۔ گل گئے مٹی کھا گئی ختم ہو گئے ذرات منتشر ہو گئے واپس ایٹم کی صورت میں چلے گئے لیکن ان کا تعلق ان روحوں سے موجود ہے جو صبح شام تازہ آگ میں جھونکی جاتی ہیں اور اس تازہ آگ کی لپیٹ ایک ایک ذرے تک پہنچتی ہے جب قیامت آئے گی تو روح اور بدن دونوں بالذات مکلف ہو جائیں گے پھر جو زندگی شروع ہو گی اس میں بدن بھی بالذات مکلف ہو گا روح بھی بالذات مکلف ہو گی اور حقیقی اور کامل زندگی وہی ہو گی۔ یہ زندگی کا ایک رخ ہے کہ اس میں بدن مکلف روح اس کے تابع ہے برزخ دوسرا رخ ہے قیامت تک کا جو عرصہ ہے موت سے قیامت تک کا اس میں روح مکلف ہے بدن اس کے تابع ہے جب قیامت قائم ہو گی تو روح اور بدن دونوں مکلف ہوں گے ایک جیسے اور وہ ہو گی حقیقی زندگی مکمل زندگی۔ اب اس زندگی کے لئے کسی نے اگر حیات جمع کر لی اطاعت پیامبر ﷺ سے تو وہ زندگی کا لطف پائے گا اور اگر اس نے وہ موقع گنوا دیا جو اس عالم میں ہے تو رہنا اسے بھی ہمیشہ ہمیشہ ہے لیکن موت کی اتھاہ گہرائیوں میں جہنم کے عذابوں میں دوزخ کے عمیق گڑھوں میں اور اللہ کے غضب کے نشانے پر اور کتنی حسرت ناک ہو گی وہ زندگی کہ اس کے خاتمے کا بھی کوئی تصور نہیں ہو گا۔ آدمی جب اطاعت پیامبر ﷺ چھوڑتا ہے تو قرآن حکیم میں جب لوگ آپ ﷺ کی بات پر مذاقوں میں اڑایا کرتے تھے اللہ نے فرمایا۔ فما اصبر هم علي النار۔ یہ لوگ جہنم پر کتنے دلیر ہو گئے ہیں۔ تو رمضان المبارک کے بعد یہ پہلا جمعہ ہے شوال کا اللہ کریم کی مہربانی سے یہ پر نور حیات آفریں مہینہ ہمیں نصیب ہوا ہمارے پاس کوئی گارنٹی نہیں ہے کہ ہمیں پھر رمضان نصیب ہو گا اپنا محاسبہ کیجئے اپنا احتساب کیجئے جمع تفریق کر کے دیکھیے کہ ہم نے کتنی زندگی حاصل کی اس حیات آفریں مہینے سے ہمیں کتنا عشق رسول ﷺ نصیب ہوا ہمارے دل میں کتنی تمنا پیدا ہوئی اطاعت پیامبر ﷺ کے لئے اور اگر نہیں ہوئی تو پھر خلوص سے توبہ کیجئے پھر محنت کیجئے پھر کوشش کیجئے۔ دو ہی راستے ہیں کوئی تیسرا راستہ نہیں یا اللہ کے رسول ﷺ کی اطاعت ہے اور اگر چھوڑ دو تو وہ شیطان کی غلامی ہے انسان دو میں سے ایک کا اتباع کرتا ہے ہر فرد ہر وہ بات جو منشا نبوی ﷺ کے خلاف ہے وہ شیطان کی غلامی ہے ہر وہ قدم جو حضور ﷺ کی غلامی میں ہے وہ حیات ہے ہر وہ قدم جو حضور ﷺ کی غلامی سے باہر ہے وہ موت ہے اللہ توفیق دے تو ہم یہ محاسبہ کر سکیں کہ میرے اندر زندگی کتنی ہے اور میں کتنا مر چکا ہوں بہت اچھا جملہ میرے ایک دوست نے کہا تھا اسلام آباد کی ایک مجلس میں کسی شخص کے بارے کہ جی اسے تو بیس پچیس سال ہوئے مر چکا ہے۔ دفن ہو ناباقی ہے۔ جو لوگ جنہیں اللہ نے دانش دی ہے شعور دیا ہے وہ ان باتوں کو سمجھتے ہیں کہ جو بچھڑ گیا اس قافلے سے جس کے سالار محمد رسول اللہ ﷺ ہیں وہ مر گیا اگر دفن میں تاخیر ہے تو کیا حرج ہے مردہ پڑا رہے تو اس سے کیا اس کا کیا بھلا ہو جائے گا۔

سو دیکھنا یہ ہے کہ ہم نے کتنی زندگی حاصل کی اور اگر اللہ نے ہمیں موقع بخشا ہے تو کوئی کمی رہ گئی ہے تو اسے اب پورا کریں پورے خلوص سے اللہ کے حضور توبہ کریں۔ کہا یہ جاتا ہے کہ کافر دنیا جو ہے وہ موج کر رہا ہے اور مسلمان مصیبت کا شکار ہیں اصل یہ ہے کہ مسلمان کفر سے کبھی نہیں دبتا نہ کبھی شکست کھاتا ہے نہ کفر اس پر غلبہ پا سکتا ہے کافر مردہ ہے اور مسلمان زندہ ہے۔ لیکن شرط یہ ہے کہ وہ زندہ ہو اگر مسلمان بھی مر چکا ہو تو پھر بات اسباب ظاہری پہ چلی جاتی ہے جس کے پاس زیادہ ہوں گے وہ جیتے گا تو فی الحال اسباب ظاہری چونکہ عالم کفر کے پاس زیادہ ہیں لیکن جہاں زندگی ہے اب شیشان میں دیکھ لو جسے ہم بھی چیچنیا ہی کہتے ہیں دراصل ریاست کا نام شیشان ہے عربی کا نام ہے اسی طرح جسے بوزنیا کہتے ہیں وہ بوسنیا ہے۔

تو انگریزوں نے اپنے انداز میں بدل کر جس طرح یعقوب کو جیکب اور اسحاق کو آئزک کہتے ہیں اسی طرح سکندر کو الیگزینڈر کہتے ہیں اسی طرح شیشان کو چیچنیا کہہ دیتے ہیں۔ انگریزی میں اور بوسنیا کو بوزنیا لیکن شیشان

www.naqshbandiaowaisiah.com

کے جانبازوں نے یہ ثابت کردیا ہے کہ زندہ مردوں سے طاقت ور ہوتا ہے۔ پوری آخری قوت روسی فوج نے لگادی اور دو ہزار مجاہدین نے انہیں شہر پر قبضہ نہیں کرنے دیا بلکہ شکست دی پیچھے دھکیل دیا جو علاقے لے چکے تھے وہ چھین لیے روس کچھ بھی ہو ایک عظیم عالمی طاقت ہے۔ او آج بھی وہ اپنی اس ایٹمی او اپنی زہر لیے ہتھیاروں کے ساتھ زندہ موجود ہیں۔ امریکہ جرات نہیں کہ وہ روس پر حملہ کر سکے۔ او صرف دو ہزار بندوں نے پوری روسی فوج کو ان کے پوری ہوائی بیڑے کو ان کے پوری زمینی بیڑے کو ان کے ٹینکوں کو بکتر بند گاڑیوں کو ان کے گن شپ ہیلی کاپٹرز کو ان کے ہوائی جہازوں کو جدید جہازوں کو ایک شہر نہیں لینے دیا اس لئے کہ وہ جتنی طاقت ہے اس کے جتنے لوگ ہیں وہ مردہ ہیں اور یہ دو ہزار زندہ ہیں اور زندہ مردہ سے طاقت ور ہوتا ہے۔ جہاں ہم رسوا ہیں یا ہم پر ظلم ہو رہا ہے وہاں ہمیں دیکھنا یہ ہے کہ کہیں ہم بھی مردہ تو نہیں ہیں اگر ہم نے بھی موت ہی کا راستہ اپنالیا ہے تو پھر اللہ کو کیا ضرورت ہے کہ ایک مردے کے مقابلے میں دوسرے مردے کی مدد کرے۔ اور اگر نصرت الٰہی ساتھ نہ ہو تو پھر ذلت ورسوائی کے علاوہ کیا باقی بچتا ہے اللہ کریم ہمیں زندگی کا شعور دے یہ سمجھ دے کہ زندگی کیا ہے اور اس کا مصرف کیا ہے۔ عظمت اسلام سے آشنا کرے اس ملک کو ہمیشہ قائم رکھے اور اس پر زندوں کو زندہ لوگوں کو صاحب اقتدار اور اختیار بنائے۔ اللہ کریم ایسا وقت جلدی لائے۔

نظر یہ آتا ہے مطالبے ہو رہے ہیں جمہوریت واپس لاؤ فلاں کرو فلاں کرو یہ کرو لیکن حالات اب یہ بتا رہے ہیں کہ یہ ملک یہ عظیم ملک یہ مملکت خداداد بھی مردوں کی قبضے میں ہے اور اگر زندہ کوئی شخص ہوا تو وہ قوت بازو سے اسے آزاد کرائے گا اور کوئی دوسرا راستہ نہیں ہے یہ آل پارٹیز کانفرنس یہ جلسے یہ جلوس یہ تقریریں یہ اخباری بیانات یہ سب بے حاصل ہیں لا حاصل ہیں بے فائدہ ہیں۔ یہاں بھی جہاد ہوگا اور سوائے جہاد کے زندگی پانے کا کوئی دوسرا راستہ نہیں۔ آج ہو یا کل ہم کریں یا کوئی اور اللہ کسی کو انتخاب کرتا ہے کن کو توفیق بخشتا ہے مجھے کسی فوجی حکومت کا اور کسی دوسرے کا کوئی خطرہ کوئی ڈر نہیں ہے میں ہمیشہ بات صاف کہتا ہوں اور انشاء اللہ کہتا رہوں گا۔

میری رائے میں یہ طے ہو چکا ہے کہ اب کوئی راستہ باقی نہیں ہے اگر ہمیں بحیثیت مسلمان زندہ رہنا ہے اور اس ملک کو اسلامی ریاست بنانا ہے تو قوت بازوئے مسلم یہ کام کرے گی اور کوئی طریقہ باقی نہیں ہے اور یہ جہاد ہوگا انشاء اللہ العزیز دعا یہ کرو کہ اللہ ہمیں اس میں زندوں کی طرف رکھے زندوں میں شمار کرے ان مجاہدین میں شمار کرے جن کے لئے حضور ﷺ نے فرمایا تھا یہ لوگ بلا حساب جنت میں جائیں گے اس جہاد میں جو حصہ لیں گے وہ ایسے خوش نصیب ہوں گے کہ آخرت میں ان سے باز پرس نہیں ہوگی۔ حضور ﷺ نے فرمایا میری امت کے آخری زمانے میں دو قومیں ایسی ہوں گی دو طبقات ایسے ہوں گے جن کا آخرت میں حساب نہیں ہوگا قیامت قائم ہوگی لوگ اٹھ کر میزان عدل کی طرف جائیں گے اور وہ اٹھ کر جنت میں جائیں گے۔ فرمایا ایک وہ جو جب ہند میں سرزمین ہند پر احیائے اسلام کے لئے جہاد ہوگا تو غزوۃ الہند میں جو حصہ لیں گے ان کا حساب نہیں ہوگا اور ان کے بعد ایک اور طبقہ ہوگا جب نزول عیسیٰ علیہ السلام ہوگا تو جو ان کے ہم رکاب مل کر جہاد کریں گے۔ انکا حساب بھی نہیں ہوگا۔ وہ نزول عیسیٰ علیہ السلام تو نہ جانے کب ہوگا اللہ کے علم میں ہے لیکن غزوۃ الہند کے آثار نمایاں ہیں اور اللہ کرے ہمارے سامنے ہو اور ہمیں اس میں بحیثیت مسلمان بحیثیت ایک مجاہد بحیثیت ایک خادم ایک سپاہی ایک جانباز کے اللہ شریک فرمائے جو قبر کی سختی اور آخرت کے محاسبے سے بریت کی دلیل ہے اور یہ بہت بڑا مقام ہے۔

واآخر دعونا ان احمد للہ رب العلمین

دعائے مغفرت

سلسلہ عالیہ کے پرانے ساتھی غلام حسن (اٹک) اور منور خاں (اٹک) کی زوجہ محترمہ رحلت فرماگئے ہیں۔ ساتھیوں سے دعائے مغفرت کی درخواست ہے۔

www.naqshbandiaowaisiah.com

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی حیات مبارکہ

دوسری قسط

حضرت سعدؓ نے لڑائی شروع ہونے سے پہلے سرداران قبائل میں سے چودہ نامور اشخاص منتخب کئے اور انہیں سفیر بنا کر مدائن روانہ کیا تاکہ شاہ ایران کو اسلام یا جزیہ قبول کرنے کی دعوت دیں' چنانچہ انہوں نے پہلے اسلام پیش کیا' اور طرفین میں بڑی ردوقدح ہوتی رہی۔ آخر میں مسلمانوں نے کہا اگر تم اسلام نہیں قبول کرتے تو ہم اپنے نبی کی پیشن گوئی یاد دلاتے ہیں کہ ایک دن تمہاری زمین ہمارے تصرف میں آئے گی' مسلمانوں کی صاف بیانی پر غضبناک ہو کر مسلمانوں کی اس دلیری پر جھلا کر خاک منگا کر کہا یہ تم کو ملے گا۔ عمرو بن معدی کرب نے اس کو اپنی چادر میں لے لیا' اور سعدؓ کے پاس پہنچے اور ان کے سامنے رکھ کر کہا کہ "فتح مبارک ہو دشمن نے خود ہی اپنی زمین ہم کو دے دی" غرض سفراء واپس آگئے اور جنگ کی تیاریاں شروع ہو گئیں۔ عجمی سپہ سالار رستم نے بھی جو ساباط میں مقیم تھا' اپنی فوج کو آگے بڑھا کر قادسیہ میں ڈیرے ڈالے۔

رستم کی فوجیں قادسیہ پہنچیں تو ہر سعدؓ نے ہر طرف جاسوس پھیلا دیئے کہ دشمن کی نقل وحرکت سے ہر وقت مطلع کرتے ہیں۔ نیز غنیم کی فوج کا رنگ ڈھنگ' لشکر کی ترتیب اور پڑاؤ کی حالت دریافت کرنے کے لئے فوجی افسر متعین کر دیئے۔ اس میں کبھی کبھی دشمن کا سامنا بھی ہو جاتا تھا' چنانچہ ایک دفعہ رات کے وقت غنیم کے کیمپ میں گشت کر رہے تھے۔ ایک جگہ ایک بیش بہا گھوڑا بندھا دیکھا۔ تلوار سے باگ ڈور کاٹ کر اپنے گھوڑے کی باگ دوڑ سے اٹکالی۔ لوگوں نے ان کا تعاقب کیا تو ایک سپاہی کو قید کر کے لڑتے بھڑتے صاف نکل آئے۔ قیدی نے حضرت سعدؓ کے سامنے آکر اسلام قبول کیا' اور عجمی فوج کے بہت سے راز بیان کئے۔

عرصہ تک صرف اسی قسم کی جھڑپ ہوتی رہی' اور کوئی باقاعدہ جنگ پیش نہ آئی' رستم قصداً جنگ سے جی چراتا تھا۔ اس نے ایک دفعہ پھر صلح کی کوشش کی اور حضرت سعدؓ نے اس کی خواہش پر متعدد سفارتیں روانہ کیں۔ آخری سفارت میں مغیرہ بھیجے گئے' لیکن مصالحت کی کوئی صورت نہ نکلی۔ رستم کو ناکامی ہوئی تو اس نے غضب ناک ہو کر کہا کہ "کل تمہاری فوجیں تہ وبالا کر ڈالوں گا" مغیرہ نے واپس آکر رستم کا مقولہ بیان کیا تو حضرت سعدؓ نے بھی جوش و خروش کے ساتھ مسلمانوں کو تیاری کا حکم دے دیا۔

رستم اس قدر غضب ناک ہو گیا تھا کہ اس نے اسی وقت فوج کو کمربندی کا حکم دے دیا اور دوسرے روز صبح کے وقت درمیان کی نہر کو عبور کر کے میدان جنگ میں صف آراء ہوا۔ دوسری طرف حضرت سعدؓ کا لشکر بھی تیار تھا۔ مشہور شعراء اور پرجوش خطیب رزمیہ اشعار اور جادو اثر تقریروں سے تمام بہادر سپاہیوں کے شجاعانہ ولولے بھڑکا رہے تھے۔ اس کے ساتھ قاریوں کی خوش الحانی اور جہاد کی آیتوں نے جنت کے عاشقوں کو بے تاب کئے رکھا تھا۔

حضرت سعدؓ نے قاعدہ کے موافق اللہ اکبر کے تین نعرے بلند کئے اور چوتھے پر جنگ شروع ہوگئی' گو وہ خود عرق النساء کے عارضہ میں مبتلا ہونے کے باعث عام فوج کا ساتھ نہ دے سکے اور خالد ابن عرطفہ کو قائم مقام کر کے میدان جنگ کے قریب جو قصر تھا اس کے بالاخانہ پر رونق افروز ہوئے تاہم فوج کو لڑاتے خود تھے اور خالدؓ ان ہی ہدایتوں کے مطابق موقع بموقع لڑائی کا اسلوب بدلتے جاتے تھے۔ ایک دفعہ ایرانی ہاتھیوں کے ریلے سے قریب تھا کہ بجیلہ سواروں کے پاؤں اکھڑ جائیں۔ حضرت سعدؓ نے یہ رنگ دیکھ کر فوراً قبیلہ اسد کو حکم بھیجا کہ بجیلہ کو مدد پہنچائیں۔ پھر جب اس کالی آندھی نے اس طرف رخ کیا تو قبیلہ تمیم کو جو نیزہ بازی اور قادر اندازی میں کمال رکھتے تھے کہلا بھیجا کہ تمہارا کمال ہاتھیوں کے مقابلہ میں کیا ہوا؟ یہ سن کر انہوں نے اس جوش سے تیر برسائے کہ دفعۃً جنگ کا نقشہ بدل گیا۔ غرض تمام دن اسی زور کا رن ہوا۔

www.naqshbandiaowaisiah.com

شام ہوئی تو دونوں فریق اپنے اپنے پڑاؤ میں واپس آئے قادسیہ کا یہ پہلا معرکہ تھا جس کو عربی میں یوم الامارث کہتے ہیں۔

دوسرے روز پھر جنگ شروع ہوئی۔

عین ہنگامہ کار زار میں شام کی امداری فوجیں بھی پہنچ گئیں اس تائید غیبی سے مسلمانوں کا جوش دوبالا ہوگیا اور اس زور شور سے تیغ و سنان کا بازار گرم ہوا کہ دور سے دیکھنے والوں کی رگ شجاعت میں ہیجان پیدا ہو رہا تھا۔ ابو محجن ثقفی جن کو حضرت سعدؓ نے شراب خواری کے جرم میں اپنے قصد میں مقید کر دیا تھا اس ولولہ انگیز منظر کو دیکھ کر بیتاب ہو رہے تھے' ضبط نہ کر سکے تو سلمٰی سعدؓ کی بیوی سے درخواست کی کہ اس وقت مجھ کو چھوڑ دو۔ لڑائی سے بچا تو پھر خود آکر بیڑیاں پہن لوں گا۔ سلمٰی نے انکار کیا تو حسرت کے ساتھ اشعار پڑھے جن کا مطلب تھا۔ "اس سے بڑھ کر کیا غم ہوگا کہ سوار نیزہ بازیاں کر رہے ہیں' اور میں زنجیر میں بندھا پڑا ہوں" جب میں کھڑا ہونا چاہتا ہوں تو زنجیر باگ کھینچ لیتی ہے اور دروازے اس طرح سامنے بند کر دیئے جاتے ہیں کہ پکارنے والا پکارتے پکارتے تھک جاتا ہے۔

ان اشعار سے سلمٰی نے متاثر ہو کر ان کی بیڑیاں کاٹ دیں اور حضرت سعدؓ کے گھوڑے پر سوار ہو کر جنگ کی دہکتی ہوئی آگ میں کود پڑے اور ان لوگوں کو اپنی شجاعت و جانبازی سے متحیر کر دیا۔ حضرت سعدؓ بھی حیران تھے کہ یہ کون بہادر ہے؟ شام کو جنگ ختم ہوئی تو ابو محجن نے خود آکر بیڑیاں پہن لیں۔ سلمٰی نے یہ حالات سعدؓ سے بیان کئے تو انہوں نے کہا "خدا کی قسم میں ایسے فدائی اسلام کو سزا نہیں دے سکتا" اور اسی وقت رہا کر دیا۔ ابو محجن پر بھی اس قدر دانی کا یہ اثر ہوا کہ آئندہ شراب سے توبہ کر لی۔

تیسرے روز حسب معمول پھر معرکہ شروع ہوا۔ حضرت سعدؓ نے آج آخری فیصلہ کا ارادہ کر لیا تھا لیکن شام ہو گئی اور جنگ کے زور و شور میں کچھ فرق نہ آیا۔ زیادہ وقت ہاتھیوں کی وجہ سے تھی' وہ جس طرف جھک پڑتے تھے صفیں کی صفیں درہم برہم کر دیتے تھے۔ حضرت سعدؓ نے قعقاعؓ اور چند دوسرے بہادر سپاہیوں کو بلا کر کہا کہ تم ہاتھیوں کو مار دو تو پھر میدان تمہارے ہاتھ میں ہے۔ انہوں نے نہایت جانبازی کے ساتھ اس حکم کی تعمیل کی اور نرغہ کرکے بڑے بڑے ہاتھیوں کو مار ڈالا تو دوسرے ہاتھی خود بخود بھاگ کھڑے ہوئے۔ ہاتھیوں سے میدان صاف ہونا تھا کہ حضرت سعدؓ نے اپنی فوج کو سمیٹ کر پھر نئے سرے سے ترتیب دیا اور حکم دیا کہ جب میں تیسرا نعرہ بلند کروں تو غنیم پر حملہ کر دیا جائے' لیکن ابھی پہلا ہی نعرہ بلند ہوا تھا کہ قعقاعؓ نے جوش سے بیتاب ہو کر حملہ کر دیا' حضرت سعدؓ نے فرمایا' اے خدا قعقاعؓ کو معاف کرنا اور اس کا مدد گار رہنا۔ قعقاعؓ کو دیکھ کر دوسرے قبائل بھی ٹوٹ پڑے۔۔۔ حضرت سعدؓ ہر قبیلے کے حملے پر کہتے جاتے تھے کہ اے خدا اس کو معاف کرنا اور اس کا معین و مدد گار رہنا۔ غرض دن ختم ہونے کے بعد تمام رات ہنگامہ کارزار گرم رہا لیکن بالآخر مسلمان کے ثبات و استقلال نے ایرانیوں کے پاؤں اکھاڑ دیئے۔ رستم کو بھی مجبوراً بھاگنا پڑا' مگر ہلال نامی ایک مسلمان سپاہی نے تعاقب کرکے اس کا کام تمام کر دیا۔ حضرت سعدؓ نے بارگاہ خلافت میں نامہ فتح روانہ کرکے مقتولین اور مجروحین کی تجہیز و تدفین اور مرہم پٹی کا اہتمام کیا۔

حضرت سعدؓ نے معرکہ قادسیہ کے بعد پندرہ ہجری میں تمام عراق عرب کو زیر نگیں کر لینے کا تہیہ کر لیا ایرانی بابل میں پناہ گزین تھے' اس لئے سب سے پہلے اسی طرف بڑھے۔ انہوں نے خود عجمیوں پر اس قدر رعب بٹھا دیا تھا کہ راہ میں بڑے بڑے سرداروں نے پیشوائی کرکے صلح کر لی اور بابل تک موقع بموقع پل تیار کروا دیئے کہ اسلامی فوجیں آسانی کے ساتھ گزر جائیں۔ بابل پہنچ کر حضرت سعدؓ نے ایک ہی حملہ میں اس کو فتح کر لیا اور خود یہاں قیام کرکے زہدہ کی افسری میں کچھ فوجیں آگے روانہ کر دیں۔ انہوں نے کوثی پہنچ کر دم لیا اور وہاں کے رئیس شہر میں شہریار کو قتل کرکے شہر پر قبضہ کر لیا۔

کوثی ایک تاریخ جگہ تھی۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو نمرود نے یہیں قید کیا تھا۔ چنانچہ قید خانہ کی جگہ اس وقت تک محفوظ تھی۔ حضرت سعدؓ بابل سے تشریف لائے تو اس کی زیارت کو گئے اور درود پڑھ کر ایک آیت پڑھی۔

کوثی سے آگے بڑھ کر پایہ تخت کے قریب ایک مستحکم مقام بہرہ شیر تھا' اس نام کی وجہ یہ تھی کہ یہاں خاص کسریٰ کا شکاری شیر

جاری ہے

www.naqshbandiaowaisiah.com

فرسودہ نظام اور حکمران

خطاب امیر محمد اکرم اعوان
دار العرفان مورخہ 21-1-2000

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وتعاونوا علی البر و التقویٰ ولاتعاونوا علی الاثم والعدوان۔

بڑی عجیب بات ہے کہ آج کے زمانے میں حکومتوں سے لیکر خاندانوں تک اور خاندانوں سے لیکر افراد خانہ تک ہر جگہ اپنی اپنی حیثیت کے مطابق جنگ جاری ہے بہت مشکل ہے کہ دنیا میں کچھ ایسے افراد مل جائیں جو دوسرے سے جھگڑا کرنے سے اجتناب کرتے ہوں۔ جب ایسی صورت مشکل ہے تو یہ کہنا کہ انسان آپس سے محبت سے رہیں انسانیت کی قدر کی جائے انسانی اقدار کی قدر کی جائے یہ محض دعویٰ ہے محض ایک بات ہے جس پر کہنے والے بھی عمل پیرا نہیں ہیں۔ محبت انسانی کوئی ایسی بات نہیں ہے جو عقل سے سوچی جاسکے یا تعلیم و تعلیم سے سمجھائی جاسکے خواہشات سے محبت اپنی ذات سے محبت اپنی ضروریات سے محبت اپنے نفس سے محبت یہ سب فطری چیزیں ہیں جہاں بھی مادی زندگی کا وجود ہے جہاں بھی اجسام ہیں جہاں بھی بدن ہیں وہاں بدن کی ضرورتیں ہیں ان ضرورتوں کا شعور ادراک اس بدن کے دماغ میں موجود چاہتا ہے یہ محبت نہیں ہے اسے محبت کہنا یا محبت سمجھنا نادانی ہے یہ ضرورتیں ہیں انسانوں میں بھی آپس میں جب ضرورتوں کی احتیاج بڑھتی ہے جب کسی سے ہمیں کوئی کام پڑتا ہے تو ہم اس کا احترام کرنا شروع کر دیتے ہیں اس کی خوشامد کرتے ہیں اس کا لحاظ کرتے ہیں اسے محبت نہیں کہا جاسکتا یہ سارے روپ ضرورت کے ہیں احتیاج کے ہیں اپنی خواہش کے ہیں۔

تو محبت کیا ہے ؟ محبت ایک جذبہ ہے جو اپنی ضرورتوں کو قربان کر کے محبوب کی رضا کا اس کی خوشنودی کا خیال رکھنے کا جذبہ عطا کرتا ہے ایک عجیب کیفیت پیدا کر دیتا ہے کہ انسان اپنی ضرورتوں کو بھول کر اپنی خواہشات کو بھول کر اپنی ذات کو بھول کر محبوب کی رضا اس کی خوشنودی اس کے مزاج کے مطابق کام کرنے لگ جاتا ہے اور یہ آسان بات نہیں ہے چونکہ فطری خصلتیں جو وجود میں ہیں انہیں بدلنا آسان بات نہیں ہے۔ محبت کہاں سے ملتی ہے یہ جنس گراں مایہ کیسے دستیاب ہوتی ہے۔ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعریف فرماتے ہوئے اور نسل انسانی پر آپ ﷺ کے احسانات کا ذکر کرتے ہوئے اللہ کریم فرماتے ہیں ۔ کنتم اعداء. جب میرا محبوب نبوت فرمایا۔ کنتم اعداء. لوگو تم سب ایک دوسرے کے دشمن تھے تم میں سے ہر ایک دوسرے کا گلا کاٹنے کو پھرتا تھا۔ تم میں سے ہر ایک دوسرے سے چیزیں چھین لینے کو پھرتا تھا تم میں سے ہر ایک دوسرے کا مال لوٹنے کی فکر میں تھا دوسرے سے حکومت چھیننے کی فکر میں تھا۔ کنتم اعداء تم سب دشمنی میں غرق تھے بھائی بھائی کا دشمن تھا دوست دوست کا دشمن تھا خاندانوں میں دشمنیاں تھیں گھروں میں دشمنیاں تھیں حکومتوں اور ملکوں میں دشمنیاں تھیں روئے زمین دشمنوں سے بھری ہوئی تھی تم سب دشمن تھے ۔کنتم اعداء. فرمایا یہ احسان ہے محمد رسول اللہ ﷺ کا کہ جو بھی آپ ﷺ کے دامان رحمت سے وابستہ ہوا فالف بین قلوبکم. اس نے تمہارے دلوں میں الفت بھر دی تمہیں محبتیں عطا کردیں ۔فاصبحتم بنعمۃ اخوانا. اور یکایک تمہاری آنکھ کھلی تو تم ایک دوسرے کے بھائی بھائی تھے ایک دوسرے کے بہی خواہ تھے اپنی ضرورتیں نچھاور کر کے دوسرے کی ضرورتوں کی تکمیل کی فکر میں لگ گئے۔

تو گویا محبت کی اصل یا اساس یا جسے محبت کہا جاتا ہے وہ جذبہ ہے جو رشتہ ایمان اور دل کا تعلق جب نبی کریم ﷺ سے ہو تو جو برکات نبوی

www.naqshbandiaowaisiah.com

ﷺ دل میں آتی ہیں وہ محبت کا جذبہ پیدا کرتی ہیں اگر وہ نصیب نہ ہوں تو دنیا میں محبت کا وجود نہیں ہے جہاں آپ ﷺ کا پر تو جمال نہیں ہے جہاں آپ ﷺ کے برکات نہیں ہیں جو دل آپ ﷺ کی برکات سے خالی ہے وہ محبت نہیں کر سکتا اور اس سے محبت کی امید رکھنا فضول ہے آپ دیکھتے نہیں کہ ننھی منھی اولاد کو [illegible] سے پالتے ہیں اور وہی [illegible] ماں باپ کو [illegible] ہے کیا وہی اولاد نہیں ہوتی وہی مکان نہیں ہوتے جو انہوں نے ساری عمر محنت کر کے پیسہ پیسہ بچا کر بنائے ہیں پھر تو ان میں انہیں گھسنے کوئی نہیں دیتا کہاں گئی محبت۔ جب والدین کا اور اپنوں کا اور جنھوں نے پالا پوسا ہے ان کا یہ عالم ہے تو ایسے لوگ دوسروں سے محبت کیسے کریں گے کسی اور کو محبت کیسے دیں گے کسی اور کا فائدہ کیسے سوچیں گے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ لوگوں کے پاس دعویٰ مسلمانی رہ گیا اصل اسلام جو تھا وہ تھا قلبی تعلق محمد رسول اللہ ﷺ سے وہ نہ رہا اور جب وہ نہ رہا تو محبتیں اٹھ گئیں عالم کفر تو ویسے محروم تھا اپنے کفر کی وجہ سے برکات نبوی ﷺ سے محروم تھا۔ مسلمانوں مین بھی جب دعویٰ مسلمانی رہ گیا اور دل یورپ میں جا لگے دل مغرب میں جا لگے تو محبتیں اٹھ گئیں اغراض رہ گئیں جس کو جس سے غرض ہے وہ اس کا لحاظ کرتا ہے وہ اس کی خوشامد کرتا ہے۔ لیکن محبت کا وہ مفہوم بھی نہیں ہی کہ جو بھی ہوتا رہے محبت کیے جاؤ جو محبتیں حضور ﷺ نے دی ہیں وہ محبتیں بھلائی سے محبتیں ہیں نیکی سے محبتیں ہیں بہتری سے محبتیں ہیں ظلم جبر اور برائی سے محبت نہیں ہے یعنی محبت یہ ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اپنے بھائی کی مدد کرو وہ ظالم ہو یا مظلوم ہو اس کی مدد کرو عرض کی گئی یا رسول اللہ ﷺ مظلوم کی مدد تو سمجھ میں آتی ہے ظالم کی مدد کیسے کی جائے فرمایا اسے ظلم سے روک دو وہاں محبت یہ ہے کہ ظالم کو ظلم سے روکا جائے چونکہ یہ بھی اس کی بھلائی ہے وہ ظلم سے باز آجائے تو اس کی بھی بھلائی ہے اور یہی اصول قرآن حکیم نے دیا۔

تعاونوا علی البر والتقویٰ. کوئی بھی نیکی کا کام ہو کوئی بھی تقویٰ کا کام ہو کوئی ایسا کام جو اللہ کی رضا کے لئے کیا جارہا ہو کوئی ایسا کام جو نبی ﷺ کے حکم کے مطابق کیا جارہا ہو اس میں تعاون کرو نہ سوچو کرنے والا کون ہے اس کا نتیجہ کیا ہوگا صرف یہ سوچو کہ یہ اللہ کی رضا ہے اللہ کے حبیب ﷺ کی ادا ہے ہمارے محبوب ﷺ کی پسند ہے اس لئے ہمیں بھی پسند ہے۔ **ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان**. لیکن اگر کوئی گناہ کرتا ہے تو اس کے ساتھ تعاون نہ کرو گناہ میں اس کی مددگار مت ہو اور عدوان کیا ہے؟ اب گناہ بھی تو احکام الٰہی کے خلاف ورزی ہے اور قرآن حکیم دنیا کی مختصر ترین اور جامع ترین کتاب ہے قرآن کا اعجاز یہ ہے کہ اتنی چھوٹی سی کتاب میں زندگی کے ہر مسئلے کا حل ارشاد کر دیا گیا ہے۔ حالانکہ زندگی کے ایک ایک موضوع پر لائبریریاں بھر گئیں اور کوئی حتمی حل تجویز نہ کیا جاسکا کوئی ایسی رائے نہ دی جاسکی جسے تبدیل نہ کیا جاسکے قرآن حکیم نے زندگی کے ہر موضوع پر جو رائے دی وہ حتمی اور آخری ہے اور اس میں کسی تبدیلی کی کوئی ضرورت نہیں یہی قرآن کا اعجاز ہے مختصر ترین الفاظ میں کائنات کے سارے مسائل کو سمو دیا وہ ایمانیات کے ہوں اخلاقیات کے ہوں مادیات کے ہوں سائنس کے ہوں ارضی ہوں آسمانی ہوں اس زندگی کے ہوں اس سے پہلے کے ہوں یا اس سے بعد کے ہوں موت کے ہوں برزخ کے ہوں یا قیامت کے ہوں ساری باتیں اس میں ایک ایک کر کے بیان کر دیں تو پھر یہاں عدوان اثم کے ساتھ کیوں لایا گیا۔ جب گناہ بھی اس بات کی وضاحت کرتا ہے یہ کہہ دینا کہ **ولا تعاونوا علی الاثم** اللہ کی نافرمانی اللہ کے نبی ﷺ کی نافرمانی گناہ ہے اور اس میں تعاون نہ کرو پھر عدوان بھی تو اللہ کے احکام سے بڑھ جانا ہے قرآن نے اسے ایک الگ موضوع رکھا ہے۔ اور عدوان کا معنی ہوتا ہے بغاوت۔ بغاوت کی بنیاد تو یہ ہے کہ آپ اللہ کے حکم چھوڑ دیں یہ بغاوت کی بنیاد ہے اللہ کریم نے اب نماز ادا کرنے کا حکم دیا ہے جمعے کا حکم دیا ہے کوئی جمعے کی نماز چھوڑ دے یہ ابتدا ہے بغاوت کی لیکن اصل بغاوت یہ ہے کہ وہ اس کے مقابلے میں کوئی اور طریقہ ایجاد کر دے یہ چھوڑ دینا گناہ ہے گنا بھی بغاوت ہے

لیکن اگر کسی نے نماز ادا نہیں کی تو گناہ ہے اثم ہے بغاوت تو ہے لیکن بغاوت کا چھوٹا درجہ ہے وہ گنہگار ہے لیکن اگر کوئی کہتا ہے اللہ کی نماز نہ پڑھو سورج کو سجدہ کرو آگ کو سجدہ کرلو میری ذات کو سجدہ کرلو جب لوگ نماز کے لئے جائیں تم ڈھول بجانے کے لئے آجاؤ اور وہ ایک ضابطہ بنا دے اور اس کی ترویج بھی کرے اور لوگوں کو اس پر لگائے تو یہ بغاوت ہے۔ بالکل یہی صورت حال ملکوں اور حکومتوں کی ہے کہ احکام الٰہی کو اور ان قوانین کو جو قرآن و سنت میں موجود ہیں انہیں چھوڑ دیا جائے ان کے مقابلے میں اپنے ذہن سے قانون بنا کر رائج کیے جائیں یہ عدوان ہے۔

جو صورت حال اس وقت مسلم حکومتوں میں ہے یہ ساری وہی ہے جو عدوان کے تحت آتی ہے اللہ نے سود کو حرام قرار دیا ہے تمام مسلمان ممالک میں سود رائج ہے یہ کیا ہے عدوان ہے اللہ کریم نے انصاف کی جو شرائط مقرر کیں اور جو طریقے مقرر کیے اور جو عدالت کے قانون بنائے وہ یکسر بھلا دیے گئے اور لوگوں نے اپنے ذہن سے گھڑ کر نئے قوانین بنا دیے کوئی یورپ سے لے لئے کوئی امریکہ سے لے لئے کافر ملکوں سے لے لئے اور نئے قوانین بنا دیے اور ان کا نام عدالت رکھ دیا۔ عدل اسلام کا لفظ ہے قرآن کا لفظ ہے جو عدل محمد رسول اللہ ﷺ کا دیا ہوا لفظ ہے عدل اور عدل کے مقابلے میں ظلم ہوتا ہے ہر وہ کام عدل ہوگا جو قرآن و سنت کے مطابق ہوگا اور اس سے ہٹ کر کوئی بھی ضابطہ ہوگا زندگی کا یا کوئی بھی قانون ہوگا ملک کا یا کوئی بھی رائے ہوگی حکومت کی وہ ظلم ہوگا۔ عربی میں ظلم کے معنی ہے۔

وضع الشیء فی غیر محله. کسی چیز کو ایسی جگہ رکھ دینا جو اس کی جگہ نہ ہو اسے ظلم کہتے ہیں ۔ اب اگر انصاف کے جو تقاضے ہیں انصاف کا جو شہادت کا اسلوب ہے جو گواہ کی شرائط ہیں اور جو اس واقعہ پہ سزا ہے جو مقرر کر دی ہے قرآن نے اگر کوئی اس سزا کو قبول نہیں کرتا اس کے مقابلے میں اپنی طرف سے ایجاد کردہ سزائیں نافذ کرتا ہے تو یہ عدوان ہے بغاوت ہے اور پھر عجیب بات ہے کہ ہمارے ہاں تو ایسے حکمران بھی گزرے ہیں جو کہتے ہیں کہ یہ قرآنی سزائیں وحشیانہ ہیں یعنی صرف یہ نہیں کہ انہوں نے مقابلے میں اپنی رائے سے قوانین جاری کیے یا کافروں سے حاصل کر کے جاری کیے بلکہ قرآن کے دیے ہوئے احکام کو غیر انسانی جاہلانہ اور وحشیانہ تک کہا اور پھر مسلمانوں نے اس سے تعاون بھی کیا انہیں ووٹ بھی دیے انہیں حکمران بنایا ۔ یہی وہ اصول ہے جس سے کتاب اللہ منع فرما دیتی ہے۔ جانے والے تو چلے گئے آج کیا ہو رہا ہے کیسی عجیب بات ہے کہ اللہ کا واضح حکم موجود ہے کہ سود حرام ہے۔ نبی علیہ السلام کا حکم موجود ہے کہ سود حرام ہے اور تاریخ گواہ ہے کہ جب نبی کریم ﷺ مبعوث ہوئے تو پوری دنیا پہ سودی نظام تھا ریاست مدینہ نے جو صرف تین ہزار گھروں پہ مشتمل تھی بنیادی ریاست اسلام کی روئے زمین پر جو پہلی ریاست تھی وہ تین ہزار گھروں کی تھی ایک چھوٹی سی کچے گاؤں کی ریاست تھی اسے عالمی نظام کی پرواہ نہیں ہوئی حالانکہ خود سر زمین عرب پہ کچھ نہیں ہوتا تھا کھانے پینے کے لئے بھی باہر سے لاتے تھے تجارت کرتے تھے عرب میں تو سوائے اونٹ کے دودھ کے اور کھجور کے کچھ نہیں ملتا تھا کپڑا غلہ ضرورت زندگی کی ساری چیزیں باہر سے لاتے تھے۔ تو کیا یہ مسئلہ سامنے نہیں آیا کہ یہ تو معاشی طور پر ہم الگ ہو جائیں گے اور پوری دنیا کے مقابلے میں ایک گاؤں الگ ہو جائے گا فرمایا ہم الگ نہیں ہوں گے ہم اس کافران روش کو شکست دیں گے اور انہوں نے بجائے اس کے ساتھ سمجھوتہ کرنے کے اسے شکست دی اور تین چوتھائی روئے زمین کو فتح کر کے اس پر غیر سودی نظام رائج فرما دیا۔ اس پر مزید کسی عدالت کی ضرورت تھی کہ اسے حرام قرار دے اور وہ عدالتیں جنہیں عدالت کہنا صحیح نہیں ہے۔ شریعت بنچ بنا اس میں مقدمہ گیا شریعت بنچ نے کہا سود حرام ہے اب اندازہ کریں کہ دستور پاکستان میں بات موجود ہے کہ :-

Quaran o Sunnat will be the supreme law of the Country.

قرآن سنت سب سے اعلیٰ ترین قانون ہوگا۔

میری ذاتی رائے میں تو اس جملے میں بھی

www.naqshbandiaowaisiah.com

دھوکہا ہے اعلیٰ ہمیشہ ادنیٰ کو چاہتا ہے تب اعلیٰ ہوتا ہے اس جملے میں بھی فراڈ ہے کہ اعلیٰ قانون تو قرآن تو قرآن ہوگا اس کے ساتھ کوئی ادنیٰ بھی ہوگا جبکہ اللہ کے قانون کے ساتھ کسی دوسرے کی گنجائش نہیں ہے حقیقتاً یہ جملہ یوں ہونا چاہئے تھا کہ۔

Quran o Sunnat will be the only law of the Country.

صرف قرآن و سنت ہی ملک کا قانون ہوگا اعلیٰ قانون کیا ہوگا اس کے ساتھ کوئی دوسرا ادنیٰ کیا ہوگا اس جملے میں بھی فراڈ اور دھوکا ہے لیکن اگر اس دھوکے کو بھی قبول کر لیا جائے تو پھر سپریم لاء تو وہ ہونا چاہئے جو شریعت بنچ نے فیصلہ کر دیا آئین و دستور کے اس جملے کے مطابق سب سے اعلیٰ فیصلہ وہ ہونا چاہئے جو شرعی عدالت نے کر دیا پھر اسے سپریم کورٹ میں چیلنج کرنے کا کیا جواز تھا۔ آج میاں محمد نواز شریف جو بڑی قابل رحم حالت میں دکھائی دیتے ہیں انہوں نے ہی اس فیصلے کو سپریم کورٹ میں چیلنج کیا تھا اور جب تک برسر اقتدار رہے اس کا فیصلہ نہیں ہونے دیا بے نظیر صاحبہ آگئیں انہوں نے بھی شریعت کورٹ میں اس مقدمے کے لئے کبھی بنچ ہی نہیں بنایا۔ سماعت ہی نہیں ہوئی موجودہ حکومت آئی تو اسے سنبھلنے کا موقع نہیں ملا یہ اور طرف لگے رہے اور سپریم کورٹ والوں نے اپنا بنچ تشکیل دے کر اس مقدمے کی سماعت کر لی اب اس سپریم کورٹ نے بھی کہہ دیا کہ جناب یہ تو بات درست ہے اسلام میں تو سود کی کوئی گنجائش نہیں سود حرام ہے۔ قرآن کا فیصلہ موجود ہے نبی علیہ ﷺ کا فیصلہ موجود ہے خلفائے راشدین متقدین کے فیصلے موجود ہیں اور پھر آج کی عدالتوں نے فیصلے کیے کونسی شریعت ہے اس کے بعد لیکن اگر شرعی عدالت کی حیثیت کو تسلیم کیا جائے تو وہ صرف یہ فیصلہ کرنے کی مجاز ہے کہ یہ طریقہ سود ہے یا نہیں سود حرام ہے یا نہیں ہے اس میں کسی عدالت کی کیا ضرورت ہے یہ تو حرام ہے اس کے باوجود عدالتوں سے یہ فیصلہ لیا گیا کہ جی بتائیے سود حرام ہے کہ نہیں ہے کتنا ظلم ہے اور پھر جب سپریم کورٹ تک عدالتوں نے کہہ دیا حرام ہے اب کہا جارہا ہے جی نہیں اس کا نفاذ مشکل ہے۔ تو کیا ایسی حکومتیں ایسے حکمران کسی تعاون کے مستحق ہیں۔

اگر کوئی اس حد پہ چلا جاتا ہے کہ وہ اللہ سے بغاوت کرتا ہے اور اللہ کے قوانین پر عمل کو کہتا ہے یہ ممکن نہیں ہے اور جو کافرانہ قوانین ہیں ان میں ہم آسودہ ہیں آرام ہے ان میں یہ ٹھیک ہیں یہ چل رہے ہیں تو وہ باغی ہے اللہ کا اللہ کے رسول علیہ ﷺ کا اور بغاوتیں درخواستیں دینے سے فرو نہیں ہوتیں بغاوتیں جلسے کرنے سے فرو نہیں ہوتیں بغاوتیں منت سماجت سے فرو نہیں ہوتیں بغاوت فرو کرنے کا ایک ہی طریقہ ہے کہ بغاوتیں ہمیشہ قوت بازو سے فرو کی جاتی ہیں کوئی بھی بغاوت درخواست سے یا اپیل سے فرو نہیں ہوتی۔ ہم نے اگلے حکمرانوں سے بھی کہا اور بڑی دلسوزی سے کہا اور درد دل سے اور دل کی گہرائی سے کہا کہ اللہ سے مقابلہ بندے کو زیب نہیں دیتا تمہاری ساری طاقت اسی کی دی ہوئی ہے اور وہ ایک لمحے میں واپس کرنے پہ قادر ہے یہ بات ان کی سمجھ میں نہیں آتی جب وقت تھی نہیں آتی اب جیل میں نمازیں پڑھتے ہیں کیا فائدہ ان نمازوں کا اسی اللہ کی عبادت کرتے ہو جس کے احکام کا مذاق اڑایا کرتے تھے اللہ تمہاری نمازیں قبول کرے لیکن جو مذاق اڑایا ہے اس کی جزا تو دے گا۔ چونکہ یہ بغاوت جو ہوتی ہے یہ فرد کا ذاتی فعل نہیں ہوتا یہ وہ فعل ہوتا ہے جو دوسرے افراد کی زندگیوں کو ان کی عاقبت کو متاثر کرتا ہے اللہ کی کتنی مخلوق کو جو سود نہیں کھانا چاہتی تم لوگوں نے مجبور کر دیا سود کھانے پر اللہ کے کتنے ایسے بندوں کو جو سود کے نام سے بھی نفرت کرتے ہیں تم لوگوں نے مجبور کر دیا کہ وہ جس ملک میں رہتے ہیں وہیں کی چیز کھائیں گے اور وہ دس دفعہ سود در سود میں ہو کر آتی ہے صرف ایک سود نہیں بلکہ یہ سارا عدالتی نظام جس کا پینل کوڈ بھی انگریز کا بنایا ہوا ہے۔ یہ سارا ظالمانہ اور باغیانہ ہے اور قرآن حکیم کے خلاف ہے۔ اب ایک نیا مسئلہ چل رہا ہے عدالتوں میں کہ بالغ عورت اور مرد بغیر گواہوں کے نکاح کر سکتا ہے۔ جہاں گواہ ہی نہیں ہوں گے وہاں نکاح کا ثبوت کیا ہوگا اور فقہ اسلامی میں واضح موجود ہے۔ لا یجوز نکاح الا بحضورین

www.naqshbandiaowaisiah.com

شاھدین مسلمین عاقلین بالغین حرین. تب تک نکاح جائز نہیں ہوتا جب تک اس پر دو گواہ مسلمان عاقل بالغ اور آزاد موجود نہیں ہوتے دو سچے بندے جو مسلمان بھی ہوں عاقل وبالغ بھی ہوں اور غلام نہ ہوں آزاد ہوں کم از کم دو بندے گواہ ہوں اور کوئی عورت و مرد ایجاب و قبول کر لیں نکاح منعقد ہو جاتا ہے تو اس پر بھی فقہ میں موجود ہے کہ ایک وہ شخص جو نکاح کر رہا ہے ایک اور آدمی ہو تو وہ دو گواہ شمار ہو جائیں گے لیکن دو گواہ ضروری ہیں ایک شخص جو نکاح کر رہا ہے ایک شخص اس کے ساتھ اور وہ کہتا ہے میں نے اس خاتون سے نکاح کر لیا اگر وہ خاتون اقرار نہ بھی کرے انکار نہیں کرتی تو نکاح ہو جائے گا اس کی خاموشی بھی قبولیت ہو گی لیکن اس سے کم نہیں بالکل ہی کوئی گواہ نہ ہو صرف مرد اور عورت ہوں اور وہ کہیں ہم نے نکاح کر لیا اس کی شریعت اسلامیہ میں کوئی گنجائش نہیں ہے جو ہماری عدالت نے فیصلہ دے دیا ہے آپ کی ہائی کورٹ نے کہ کسی گواہ کی ضرورت نہیں ہے ایک مرد عورت کہہ دیں ہم نے نکاح کر لیا یہ نکاح ہو گیا یہ نکاح نہیں ہو گا البتہ شیعہ فقہ کے مطابق متعہ ہو جائے گا ۔ جس میں گواہ کی ضرورت نہیں ہوتی کیا ان عدالتوں کو عدالت کہنا جائز ہے اور انہیں عدالت تسلیم کرنا درست ہے ہرگز نہیں ایک عجیب سا خوف طاری ہے او جی فوجی حکومت ہے فوجی کیا کر لیں گے فوجی حکومت گولی مار دے گی اور اگر حق بیان کرنے پر کوئی گولی مار بھی دے تو کیا ہو گا کیا حق چھوڑ دیا جائے گا ۔ بلکہ میں یہ تو دعا کرتا ہوں کہ اللہ اہل وطن کو یہ توفیق دے ان جوانوں سے جو کشمیر میں جا کر لڑتے ہیں ان جوانوں سے جو کابل میں لڑتے رہے ان لوگوں سے جو چیچنیا جانا چاہتے ہیں میری درخواست یہ ہے کہ جب کفر یہاں دھا چوکڑی مچا رہا ہے آپ وہاں جا کر کیا کریں گے انہیں تو اللہ نے توفیق دی ہے وہ چیچنیاں والے پورے روس کی طاقت کا بوجھ اٹھا کر اللہ کے نام پر مقابلے میں کھڑے ہیں اہل کشمیر کو اللہ نے غیرت ایمانی دی ہے اور چھ سات لاکھ ہندوستانی فوج کا بوجھ اٹھا کر وہ لڑ رہے ہیں افغانوں کو اللہ نے ہمت دی اور انہوں نے روس کو اکھاڑ پھینکا ارے تم نے گھر میں کیا کیا ہے جو باہر بھاگتے ہو یہاں بھی کوئی کشمیر پیدا کرو یہاں بھی کوئی شیشان بناؤ یہاں بھی افغانستان بناؤ۔ فوج میں فرشتے ہیں ہوتے انسان ہی ہیں فوج میں بھی میرا ہی کوئی بھائی ہو گا میرا ہی کوئی بھتیجا ہو گا آپ کا بیٹا ہو گا کسی کا بھانجا ہو گا کسی کا رشتہ دار ہو گا اور عزیز ایک بھائی پولیس میں ہو گیا ایک ہل جوتا ہے ایک فوج میں ہے فوج کہاں سے آسمان سے اتر آئی ہے یا اگر فوجی حکومت خلاف کرے تو وہ کیا منزل من اللہ ہے نہیں۔ اس کافران نظام کو بہر حال جانا چاہئے۔ میرا اپنا یقین اس بات پر ہے کہ جب تک وہ لوگ جو اللہ اور اللہ کی رضا کے طلبگار ہیں میدان جہاد میں نہیں اتریں گے اور زبردستی یہ کافرانہ نظام اٹھا کر سمندر میں نہیں پھینکیں گے یہ نظام ہماری جان نہیں چھوڑے گا۔ پورے ملک کی سیاسی جماعتوں کا شور ہے جی جمہوریت بحال کرو۔ جمہوریت کے نام پر یہ خود کو قوم پر مسلط کرنا چاہتے ہیں۔ پہلے کی طرح پھر وہی ظلم پھر وہی لوٹ مار پھر وہی چور بازاری گرم کرنا چاہتے ہیں بھئی اگر یہ انقلاب ہے تو مسلمانوں کا انقلاب تو اسلام کا انقلاب ہوتا ہے اسلامی انقلاب کیوں نہ آئے جو بھی حکمران ہے وہ شریعت نافذ کرے وہ مسلمان ہے تو اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ کے احکام نافذ کرے اس میں جو جمہوری حقوق ہیں یا جو انسانی حقوق کا تحفظ اسلام میں ہے وہ دنیا میں کہاں ملتا ہے یا کسی اور نظام میں کہاں ملتا ہے۔ علمائے کرام کی مشاورتیں ہو رہی ہیں میٹنگز ہو رہی ہیں بہت بڑی میٹنگ ہو رہی ہے اس میں مجھے بھی انہوں نے بڑی دعوت دی ہے بڑا اصرار کر رہے ہیں میں نے سادہ سی بات لکھ کر بھیج دی ہے کہ اگر آپ کی رائے جہاد کرنے کی ہو تو مجھے بھی بتائیے میں بھی حاضر ہوں آپ فیصلہ کر لیجئے مجھے مت بتائیے ہم آپ کے ساتھ ہیں اور اگر آپ سے جہاد نہیں ہوتا تو جلوس نکالنے کے لئے ہم فارغ نہیں ہیں سادہ سی بات ہے نفاذ اسلام کے لئے کوئی میدان میں اترنا چاہتا ہے تو وہ ہمیں اپنے ساتھ پائے گا اور اگر پھر جلوس ہی نکالنا اور سڑکوں پہ مارچ کرنا ہے تو وہ دور گزر گیا یہ سڑکوں پر مارچ سے اور جلوس سے جلسے

www.naqshbandiaowaisiah.com

کرنے سے کام نہیں ہو گا اگر جہاد کے بغیر اسلام نافذ ہونا ممکن ہوتا تو محمد رسول اللہ ﷺ کبھی تلوار اپنے دست پاک میں نہ لیتے اگر جہاد کے بغیر نفاذ اسلام ممکن ہوتا تو حضور ﷺ کے دندان مبارک شہید نہ ہوتے آپ ﷺ زخمی ہو کر احد میں اپنا مقدس خون زمین پر نہ گراتے آپ ﷺ کے اور سید الشہداء حضرت امیر حمزہؓ جیسے لوگ کاٹے نہ جاتے مثلے نہ کیے جاتے ان کے بدرواحد میں مسلمانوں کی قبریں نہ ہوتیں ۔ اور مجاہدین روئے زمین پر زیر زمین آرام فرمانہ ہوتے۔ عہد نبوی سے لیکر خلافت راشدہ تک وہ لوگ تھے جن کی نظیر آسمان نے کبھی نہیں دیکھی۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔

خیر القرون قرنی ثم الذین یولنھم ثم الذین یلونھم. فرمایا سب سے بہترین زمانہ میرا زمانہ ہے پھر میرے سے بعد والوں کا اور پھر ان سے بعد والوں کا۔ یہ تین زمانے ایسے ہیں جیسے زمانے نہ ان سے پہلے گزرے نہ بعد میں آئیں گئے۔ ایسے لوگ زمین پر موجود تھے جن کی مثال نہ ان سے پہلے سورج نے دیکھی نہ ان کے بعد دیکھی گا اگر ان لوگوں کو بھی گردنیں کٹا کر اور رگ جاں کا خون دے کر میدان جہاد میں داد شجاعت دے کر ظلم مٹا کر وہاں اسلام نافذ کرنا پڑا تو آج کون سے فرشتے آگئے ہیں جو بغیر جہاد کے اسلام نافذ کرلیں گے ۔ حکومت فوجی ہو یا سویلین حکمران جرنیل ہو یا عام آدمی بات کسی فرد کی نہیں ہے بات اللہ کے قانون کی ہے اور یہ بات بھی میرے نزدیک یقینی ہے کہ اس زمین پر اسلام نافذ ہو گا انشاء اللہ العزیز مجھے اس کا یقین ہے وہ کون خوش نصیب ہوں گے ہم ہوں گے یا کوئی ہمارے بعد ہو گا۔ ہمیں بھی یہ سعادت نصیب ہو گی کہ ان مجاہدین کے ہم رکاب ہوں کیا ہمارے بھی لاشے تڑپیں گے ؟ کیا اللہ کریم ہمارا خون بھی قبول فرمائے گا ؟ یہ اس کی مرضی ہے لیکن دعا یہ ہے کہ اللہ ہمیں اس کی توفیق دے اور ان لوگوں میں شامل کرے جو نفاذ اسلام کے لئے میدان کارزار میں اتریں گے ۔ کسی غلط فہمی میں مت رہیے یہ جہاد ہو گا آج ہو گا کل ہو گا دس سال بعد ہو گا یہ جہاد اٹل ہے اور اس کی پیش گوئی فرمائی نبی ﷺ نے تو یہاں جہاد ہو گا اور جو مجاہدین اس باطل نظام کو اکھیڑ کر نفاذ اسلام کے لئے میدان جہاد میں اتریں گے ان کے لئے حضور ﷺ نے فرمایا ہے کہ ایسے لوگ ہوں گے جن کا حساب آخرت میں نہیں ہو گا جو بلا حساب جنت میں داخل ہوں گے ۔

فرمایا دو فوجیں ایسی ہوں گی آخر زمانہ میں جو بلا حساب جنت میں جائیں گی۔ ایک وہ لوگ جو اس سر زمین پر جہاد کر کے اسلام نافذ کریں گے اور ایک وہ لوگ جو نزول عیسیٰ علیہ السلام کے بعد عیسیٰ علیہ السلام کے ہم رکاب ہو کر جہاد کریں گے یہ دونوں فوجیں ایسی ہوں گی جن کا حساب کتاب آخرت میں نہیں ہو گا بلکہ یہیں ان کا حساب بے باق کر دیا جائے گا اور وہ آخرت میں سیدھے جنت میں جائیں گے اس سے بڑی خوش خبری یا اس سے بڑا انعام کیا ہے کہ جس میدان میں انبیاء علیھم السلام بھی لرزاں اور ترساں کھڑے ہوں اور جس میں اقیس بھی تھر تھر کانپ رہی ہوں وہاں کوئی ایسے خوش نصیب بھی ہوں جو گوشہ قبر سے اٹھیں اور قبر کا دروازہ جا کر کھٹکھٹائیں اس سے بڑی اور خوش خبری کیا ہو گی اور کون مسلمان ہے جس کا جی نہ چاہے گا اگر اسے آخرت پر یقین ہے اس کا حضور ﷺ پر اعتماد ہے اسے اللہ کے حضور جانے کا یقین حاصل ہے تو پھر کون ہو گا جو اس کی تمنا نہ کرے گا۔

بہت سے انقلابات گزر چکے ہیں اور بہت سے قسمت آزما اپنی قسمتیں آزما چکے۔ حالات سابقہ حکمرانوں کو موت کے قریب تر کھینچ کر لے جارہے ہیں آنے والا ہر دن انہیں ایوان سلطنت سے اٹھا کر ایسی کوٹھڑیوں میں لے گیا جہاں موت کی چاپ سنائی دیتی ہے۔ اژ ہے کے منہ میں ہیں وہاں سے سوائے اللہ کے اب بچا کوئی نہیں سکتا وہ تو قادر ہے وہ جو چاہے کرے لیکن بظاہر صورت ان کے بچنے کی نہیں ہے لیکن موت صرف گزشتہ حکمرانوں کے لئے نہیں ہے موت آج والے حکمرانوں کے لئے بھی اللہ کی طاقت صرف ان کے لئے نہیں ہے آج والے حکمرانوں کے لئے بھی اللہ کی طاقت. صرف ان کے لئے نہیں ہے آج والے حکمرانوں کے لئے بھی ہے اس کی گرفت صرف گزر جانے والوں کے لئے نہیں ہے

www.naqshbandiaowaisiah.com

آنے والوں کے لئے بھی ہے ہمارا پیغام آج کے حکمرانوں کے لئے بھی یہی ہے کہ اگر تمہاری قسمت یاور ہے تو تم ہی اسلام نافذ کر دو نہیں کرو گے تو جو راستہ تم دوسروں کو دکھا رہے ہو شاید کل اسی راستے پر تم بھی نظر آؤ۔ یہ ساری قوتیں آپ سے پہلے بھی لوگوں کے پاس تھیں ایوب خان بھی جرنیل تھا یحییٰ خان بھی جرنیل تھا اور ضیاء الحق بھی جرنیل تھا کسی کے جانے میں کوئی دیر نہیں لگی آج کے جرنیلوں کو بھی کبھی جانے میں دیر نہیں لگے گی۔ ہاں مسلمانوں کے لئے یہ ضروری ہے کہ اگر حکمران اللہ سے بغاوت کریں اور اللہ کے بنائے ہوئے اصولوں اور قوانین کے مقابلے میں کافرانہ اصول اور قوانین نافذ کریں تو مسلمانوں پر جہاد واجب ہو جاتا ہے فرض ہو جاتا ہے۔ اب اسے یہ کہا جائے گا کہ جی ہم بغاوت کی بات کر رہے ہیں اور ہم لوگوں کو ترغیب دے رہے ہیں ملک میں فساد کرو۔ فساد اللہ کی نافرمانی کو کہتے ہیں نبی ﷺ کی نافرمانی کو کہتے ہیں اطاعت الٰہی کی طرف بلانا اور نفاذ دین کے لئے کہنا فساد نہیں ہے یہ عین عدل ہے یہی امن ہے۔ اور اس کے خلاف فساد ہے بڑا انقلاب آیا کیا چوری رک گئی بدکاری رک گئی جوا رک گیا ارے یہاں تو عید کے چاند پر اربوں روپے کا جوا لگا ہوا تھا۔ یہ جو آپ کے ملک میں تین دن عید ہوتی رہی تو عید کے چاند پر اربوں روپے جوا لگا ہوا تھا عید ہفتے کو ہوگی یا اتوار کو ہوگی ہفتے پر اربوں روپے کا جوا لگا ہوا تھا جو اگلوں نے جیت لیا اور عید اتوار کو کرائی۔ جس ملک میں عید کے چاند پر جوا لگتا ہے جس ملک میں کرکٹ کے کھیل پہ جوا لگتا ہے جس ملک میں اٹھنے بیٹھنے پہ جوا لگتا ہے وہاں کونسی حکومت ہے اور کونسا جرنیل ہے کونسی طاقت ہے ساری طاقتیں صرف اللہ کی ہیں۔ یہ وطن اللہ کی عطا ہے اور یہ قائم رہنے کے لئے بنا ہے یہ قائم رہے گا انشاءاللہ۔

اور انشاءاللہ العزیز اسی زمین سے احیائے اسلام ہوگا اور یہ بھی یقینی بات ہے کہ جہاد کے بعد ہوگا۔ نبی ﷺ نے غزوۃ الہند کی خبر دی ہے وہ غزوہ ہوگا جہاد ہوگا اور جو لوگ اس جہاد میں شریک ہوں گے حضور ﷺ نے اس کی بشارت فرمائی ہے کہ وہ بلا حساب جنت میں داخل ہوں گے۔ یہ بشارت حضور ﷺ نے اہل بدر کو دی تھی یہ بشارت حضور ﷺ نے عشرہ مبشرہ کو دی تھی یہ بشارت حضور ﷺ نے اس لشکر کو دی تھی جو قسطنطنیہ فتح کرے گا اور آخر میں آپ ﷺ نے یہ بشارت دو لشکروں کو دی تھی ایک جو سرزمین ہند پر اسلام نافذ کرے گا اور پھر وہ روئے زمین پر پھیلے گا اور دوسرے وہ لوگ جو عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے بعد ان کے ہم رکاب جہاد کریں گے۔ یہ لوگ بلا حساب جنت میں داخل ہوں گے صلائے عام ہے اللہ سے دعا کرو خدا وہ وقت جلدی لائے اللہ سے دعا کرو اللہ ہمیں مجاہدین میں شریک ہونے کی توفیق بخشے اور یہ دعا کرو کہ اللہ ہمارا خون قبول فرمائے یہی کامیابی ہے۔

وآخر دعونا ان الحمد لله رب العلمين

بقیہ صفحہ 33 سے آگے

عزتوں کو، بہتے ہوئے خون کو روکنے کا کام کر سکیں۔ جس قوم نے کبھی کافر کو بھی انصاف مہیا کیا آج اس کے لئے دنیا میں انصاف نام کی کوئی چیز نہیں ہے اور اس سب کے ذمہ دار بھی میں اور آپ ہیں یہ جو کچھ ہو رہا ہے نا آپ کہتے ہیں اس پہ یواین او خاموشی ہے اس پہ اقوام متحدہ خاموشی ہے اس پہ سلامتی کونسل خاموشی ہے اس پہ بل کلنٹن نہیں بولتا اس پہ مسلمان حکمران نہیں بولتے۔ یاد رکھیں! یہ مسلمان حکمران بولیں گے نہ بل کلنٹن بولے گا نہ یواین او نہ سلامتی کونسل، اس کی ذمہ داری مجھ پر ہے آپ پر ہے اور ہم کہتے ہیں دوسرے کیوں نہیں بولتے لیکن میدان حشر میں لٹتی ہوئی عزتوں کا حساب ہم سے لیا جائے گا جو ہم مزے سے کھا کر سو جاتے ہیں اور ان کی فکر نہیں کرتے۔ ہم اپنی جان بچاتے ہیں اور ان کے لئے جہاد نہیں کر سکتے۔ اللہ کریم ہمارا رشتہ اللہ سے استوار ہو جائے تو دنیوی طاقتیں ہمیں نہیں روک سکیں گی پھر انشاء اللہ نہ صرف عالم اسلام پر بلکہ اللہ کی پوری زمین پر عدل قائم کیا جا سکے گا بشرطیکہ ہم اپنا رشتہ اللہ سے استوار کرلیں اور اس کا بہترین موقعہ رمضان المبارک ہے اللہ ہم سب کو قبول فرمائے۔

واخر دعونا ان الحمد لله رب العلمين

اندھا احتساب

تحریر خالد مسعود خان

ڈاکٹر وجیہ کے بقول چودھری ۔ شکن کی اردو اتنی ہی ناقص ہے جتنی عورتوں کی عقل ناقص ہوتی ہے۔ حوالے کے طور پر وہ چودھری ۔ شکن کے زمانہ طالب علمی کا ایک واقعہ بیان کرتا ہے' جس کا عینی شاہد وہ خود ہی ہے۔ ڈاکٹر وجیہ بتاتا ہے کہ نویں کلاس کے سالانہ امتحان میں اردو کے پرچے میں آیا کہ "مطالعہ" کو فقرے میں استعمال کریں تو چودھری ۔ شکن نے جو جملہ بنایا تھا وہ نہ صرف کلاس میں بلکہ پورے سکول میں بڑا مشہور ہوا تھا اور چودھری ۔ شکن کے سکول سے فارغ ہو جانے کے کئی سال بعد تک سینہ بہ سینہ چلتا رہا اور ایک بار چودھری ۔ شکن کو اپنے چھوٹے بھائی کے سلسلے میں سکول جانا پڑا تو ہیڈ ماسٹر صاحب نے جو چودھری کے سکول سے فارغ ہونے کے کئی سال بعد کسی دوسرے سکول سے آئے تھے' ایک اور ٹیچر کو بتانے پر کہ اس شہرہ آفاق نثر کے خالق یہی ہیں' کرسی سے اٹھ کر معانقہ کیا اور نہایت وی آئی پی پروٹوکول دیا۔

چودھری نے مطالعہ کا فقرہ بنایا تھا "ماں نے صبح صبح اپنے بڑے بیٹے کو نہا کے پتر بشرا جا باہر جا غسل خانے میں اپنے چھوٹے بھائی کو مطالیا" یہ چودھری ۔ شکن کی نہایت اعلیٰ ظرفی ہے کہ اس نے ڈاکٹر وجیہ کے اس الزام کی تائید نہیں کی تو اس کی تردید بھی نہیں کی۔ لیکن ان باتوں کے باوجود کم از کم مجھے چودھری ۔ شکن کی اردو دانی پر کبھی بھی شبہ نہیں رہا کیونکہ بعض اوقات وہ الفاظ کے ایسے پوشیدہ معانی بھی دریافت کر لیتا ہے' جو عزیزم عطاء اللہ صدیقی اور خلیفہ نکڑ لکھنوی بھی تلاش نہیں کر پاتے چودھری بعض اوقات الفاظ کو اسی طرح الٹ پھیر کے استعمال کر لیتا ہے جس طرح ایک میلے میں ایک سٹال پر اعلان ہو رہا تھا کہ گدھے کے برابر انڈہ دیکھئے اور مردہ بلی کو چلتے ہوئے دیکھئے۔ یہ موقع ضائع نہ کیجئے اور فوری طور پر صرف دو روپے کی ٹکٹ لے کر اندر آئیں اور گدھے کے برابر انڈا دیکھیں اور مردہ بلی کو چلتے ہوئے دیکھیں۔ جو لوگ ٹکٹ لے کر اندر چلے گئے تو اعلان کرنے والے نے پردہ کھینچ کر ہٹا دیا۔ سامنے ایک گدھا کھڑا تھا اور اس کے برابر ایک انڈا تھا۔ اعلان کرنے والے نے دوبارہ کہا حضور! گدھے کے برابر پڑا ہوا یہ انڈا دیکھیں۔ گدھے کے برابر انڈا دیکھیں۔ پھر دوسرا پردہ ہٹایا ایک مردہ بلی کو چلتے ہوئے دیکھئے' رکئے نہیں' پیچھے اور لوگ بھی منتظر ہیں۔ مردہ بلی کو چلتے ہوئے دیکھئے۔ صاحبان! قدردان! رکئے نہیں' چلتے ہوئے دیکھئے۔

کل ہم نے پوچھئے گا' یار یہ بتاؤ یہ جو جنرل صاحب نے قوم سے اندھے احتساب کا وعدہ کیا تھا اس سے ان کی کیا مراد تھی اور آپ لوگوں نے اس سے کیا مطلب نکالا تھا" ... نے بیک آواز کہا کہ اندھے احتساب سے جنرل صاحب کی مراد یقیناً سخت اور بلا تخصیص احتساب لیتے ہیں' جس کے تحت لٹیروں کو الٹا لٹکا دیا جائے گا۔ کرپٹ سرکاری افسران کو نہ صرف نوکریوں سے فارغ کر دیا جائے گا بلکہ ان سے لوٹ مار اور رشوت کی رقم وصول کر کے ان کو قرار واقعی سزا دی جائے گی۔ ملکی وسائل کو لوٹنے والے اور اپنے اثر و رسوخ کی بنیاد پر پیدا گیری کرنے والے سیاستدانوں سے غیر ممالک میں جمع رقم اور اندرون ملک و بیرون ملک بنائی جانے والی ناجائز جائیداد بحق سرکار ضبط کیا جائے گا۔ ان کے خلاف درج بالا الزامات کے تحت مقدمات چلائے جائیں گے۔ جرم ثابت ہونے پر ان کو نہ صرف سزا دی جائے گی بلکہ سیاست میں حصہ لینے سے نااہل قرار دے کر ملکی سیاست کو بدعنوانی سے پاک کیا جائے گا۔ بیرون ملک جمع شدہ ڈالروں کی وصولی کے لئے سیاستدانوں اور بیورو کریسی بشمول فوجی بیورو کریسی ایک زبردست مہم چلائی جائے گی۔ اس سلسلے میں قانونی پیچیدگیوں اور آئینی موشگافیوں سے مجرموں کے بچ نکلنے کا سدباب بذریعہ خصوصی قانون سازی کیا جائے گا۔ حکومت معاہدوں اور خریداروں میں سے کمیشن اور کک بیک لینے والوں کی گردن مروڑی جائے گی۔ قرض خوروں کو اس وقت تک جیل میں رکھا جائے گا' جب تک کہ ...

توغل کی رقم نہ ادا کردیں۔ سرکاری ڈیوٹیوں اور محصولات میں باہمی ساز باز کرکے رشوت وصول کرنے والے سرکاری افسران کے پیٹ پھاڑ کر جمع کی جانے والی رقم نکالی جائے گی۔ اپنے اختیارات کے ناجائز استعمال سے سی بی آر سے ایس آر او جاری کروا کر کروڑوں روپے کاری بیٹ لینے والے حکمرانوں کو عوام کے سامنے ننگا کیا جائے گا۔ تاجروں اور سرمایہ داروں سے کمیشن لے کر ان کی مرضی کے مطابق ایس آر اوز جاری کروانے والے وزیروں کی گردن ناپی جائے گی۔ اقتدار کے زور پر بغیر کاغذات اور مطلوبہ گارنٹیوں کے بغیر قرضے لے کر انڈسٹری لگانے والے حاکموں سے اختیارات کے ناجائز استعمال کا حساب لیا جائے گا۔ صنعتوں اور کاروبار کے لئے بینکوں سے پیسے لے کر جیب میں ڈالنے والے سیاستدانوں کو عدالتی کٹہروں میں کھڑا کیا جائے گا۔ پرمٹوں اور خصوصی اجازت ناموں سے آٹے اور ڈیزل میں کمائی کرنے والے "عالمان دین" اور دنیا داروں سے حساب کتاب مانگا جائے گا۔ دنوں میں فرش سے عرش پر پہنچنے والوں سے آمدن کا حساب طلب کیا جائے گا۔ جنرل منصور کے [illegible] حصہ داروں کے ارب پتی بننے کے جادوئی کارنامے کی تحقیقات ہوں گی۔ کوئی چور، ڈکیت، راشی، بدعنوان، بدکردار شخص خواہ وہ سیاستدان ہو، فوجی ہو، سرکاری ملازم ہو، صنعتکار ہو، تاجر ہو یا عام شہری ہو اگر اس نے سمگلنگ، رشوت، کمیشن، بدعنوانی، اختیارات کے ناجائز استعمال یا کسی اور حربے سے ملکی وسائل، محصولات یا کسی بھی مد میں سے ناجائز پیسے کمائے ہیں وہ کسی رعایت یا دباؤ سے بالاتر ہو کر وصول کئے جائیں گے اور کسی قسم کے حربوں سے اس عمل کو نہ تو روکا جاسکے گا اور نہ ہی کسی شخص کو کوئی خاص اہمیت حاصل ہوگی۔ یہ احتساب بلا کسی رعایت اور بلا تخصیص ہوگا۔

تو کیا خیال ہے یہ احتساب ایسا ہو رہا ہے۔ جیسا آپ لوگوں نے "اندھے احتساب" کی اس تعریف میں فرمایا ہے، چودھری بھکن نے تمام حاضرین سے دریافت کیا۔ نہیں ایسا تو نہیں ہو رہا۔ کچھ لوگوں نے بلند آواز سے اور کچھ افراد نے زیر لب کہا، تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ یہ احتساب اندھا نہیں ہے؟ چودھری بھکن نے دوبارہ دریافت کیا۔ ہاں ایسی ہی کچھ بات ہے۔ چند آوازیں آئیں، لیکن میرا خیال آپ لوگوں سے بالکل مختلف ہے۔ چودھری بھکن نے حسب معمول نئی چھیڑی۔ میرا خیال ہے یہ ایک مکمل اور جامع اندھا احتساب ہے، جس میں احتساب نے اپنی آنکھوں پر اسی طرح پٹی باندھ رکھی ہے جس طرح ہم بچپن میں "انہا جھوٹا" (اندھا بھینسا) کھیلتے ہوئے باندھتے تھے اور محض اندازوں سے اور آوازوں کا پیچھا کرتے ہوئے ہوا میں ہاتھ مارتے تھے اور سامنے پڑی ہوئی چیزوں سے ٹکریں کھاتے تھے۔ کبھی کبھار کسی احمقانہ حد تک بہادر بننے والے شخص کو جو بہادری کے زعم میں ہم سے خود ہی ٹکراتا تھا اور پکڑا جاتا تھا، کے علاوہ ہمارے ہاتھ کوئی کم ہی آتا تھا۔

تو عزیزو! یہ بھی ایسا ہی اندھا احتساب ہے جس میں اپنے سردار عارف نکی اپنی بدقسمتی سے پکڑے جائیں تو اور بات ہے وگرنہ تو اپنے منہ سے غیر ملکی بینک میں پانچ ملین ڈالر کے اکاؤنٹ کا اعتراف کرنے والا شیر پاؤ بھی کم از کم اس جرم میں نہیں پکڑا جاتا، جس کا وہ منہ سے اعتراف کر رہا ہے اور حالات و واقعات یہی ثابت کر رہے ہیں کہ یہ ایک بے داغ اور بے مثل اندھا احتساب ہے۔ تاہم اگر آپ لوگ مجھ سے اتفاق نہیں کرتے تو یہ آپ کی مرضی اور ڈھٹائی ہے۔

ڈاکٹر مجھے کے خیال میں چودھری بھکن کو قطعاً یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ روز کے عام مستعمل اور روز مرہ کے آسان الفاظ کو الٹے سیدھے مفہوم و مطالب عطا کرے۔ میرے تو دونوں ہی دوست ہیں۔ سمجھ نہیں آتی کہ کس کو درست کہوں اور کس کو غلط قرار دوں۔

بشکریہ روزنامہ "خبریں"

ہر قسم کے لیبل، ٹیگ، ڈیزائن اور کارڈ تیار کئے جاتے ہیں

اے بی سی لیبل

www.naqshbandiaowaisiah.com

تعلق باللہ

خطاب امیر محمد اکرم اعوان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم . یایھا الذین امنو ا کتب علیکم الصیام کما کتب علی الذین من قبلکم لعلکم تتقون

رب جلیل کا ارشاد گرامی ہے جس میں مومنین کو خطاب فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا گیا کہ تم پر رمضان تم پر روزہ فرض کیا گیا بالکل اسی طرح جس طرح تم سے پہلی امتوں پر کیا گیا تھا۔ کتب علیکم الصیام کما کتب علی الذین من قبلکم. تو گویا روزہ ہر امت پہ ہر کتاب میں اور ہر زمانے میں فرض رہا ہے۔ مقصد کیا ہے؟ لعلکم تتقون. تاکہ تم متقی بن جاؤ، تمہیں تقویٰ نصیب ہو جائے عربی زبان کے مقابلے میں اردو کا دامن بہت تنگ ہے ہر دوسری زبان کا دامن بہت تنگ ہے اور جو وسعت عربی الفاظ میں ہے وہ ترجموں میں سموئی نہیں جاسکتی۔ قرآن حکیم کا ترجمہ جب اردو میں کیا گیا تو کہیں تو تقویٰ کا مطلب ڈر لکھا گیا کہیں پرہیز گاری لیکن یہ دونوں الفاظ مفہوم کو ادا نہیں کرتے۔ عربی میں تقویٰ سے مراد ایک کیفیت ہے ایک حالت ہے جو قلب کی، روح کی، دل کی اندر کے انسان کی اللہ کریم سے تعلق پیدا ہونے سے بن جاتی ہے۔ ایسا ایک حساس تعلق جو ذرا ذرا سی بات پر بندے کو چونکا دے جیسے ہمارا باہر بھی ہو تو کوئی قدم اٹھانے سے پہلے ہم یہ سوچتے ہیں کہ وہ کیا محسوس کرے گا یہ جو میں فیصل کر رہا ہوں اس کا اس پر کیا اثر ہو گا میں اس سے فون پہ بات کرلوں یا اس کا انتظار کرلوں، یا وہ خفانہ ہو جائے اس طرح کا احساس اور اس طرح کا تعلق اگر رب جلیل سے بن جائے اور بات کرتے وقت کام کرتے وقت یہ فکر دامن گیر ہو جائے، یہ ڈر، یہ خوف دل میں آجائے کہ ایسا کرنے سے کہیں اللہ کریم خفا تو نہیں ہو جائیں گے۔ یا اس بات سے کہیں اللہ کریم ناگواری محسوس تو نہیں فرمائیں گے ، ناراضگی کا شائبہ تو نہیں نا پسند تو نہیں فرمائیں گے۔ یعنی ایک ہوتا ہے خفا ہونا ناراض ہونا، بگڑ جانا، ایک ہوتا ہے ناراض تو نہ ہو لیکن وہ بات پسند بھی نہ آئے تو اس حد تک حساس ریلیشن شپ ہو جائے، اتنا حساس تعلق ہو جائے کہ بندہ سوچنے لگے کہ میں یہ کام تو کرنے چلا ہوں میں یہ بات تو کہہ دی لیکن کہیں بارگاہ عالی میں یہ ناگواری کے اثرات تو پیدا نہیں کرے گی، مجھ پر جو کرم ہے، مجھ پر جو نوازشات کی بارش ہے میرا یہ اقدام اس میں کوئی ناپسندیدگی تو پیدا نہیں کردے گا یہ خطرہ جب طبیعت میں پیدا ہو جائے تو اسے عربی میں تقویٰ کہتے ہیں اتنا تعلق رب جلیل سوچنے بیٹھ جائے، قطع نظر اس کے کہ اس کا دینوی فائدہ یہ ہوگا میرے دوست اس پہ خوش ہوں گے میری اولاد اس پہ راضی ہوگی مجھے حکومت سے یہ فائدہ ہوگا یہ ساری باتیں اپنی جگہ لیکن کیا اس کی بارگاہ میں بھی یہ پسندیدہ قرار دی جائے گی اور اگر وہاں ناپسندیدگی کا خطرہ ہو، ناپسندیدگی کا اندیشہ ہو تو پھر بندہ اس سے رک جائے۔ اولاد ناراض ہوتی ہے کوئی بات نہیں، مال دولت کا نقصان ہوتا ہے کوئی بڑا نقصان نہیں ہے پھر کمایا جاسکتا ہے، پیسہ پھر مل سکتا ہے، اولاد پھر راضی ہو جائے گی ناراض دوست پھر راضی ہو جائیں گے، نہیں ہوں گے تو ان کے بغیر بھی گزارا ہو جائے گا لیکن اس بارگاہ میں بات بگڑ گئی تو شاید بنانے میں دیر لگے کیونکہ یہ بڑا نازک رشتہ ہوتا ہے اور اگر دوبارہ بن بھی جائے تو وہ کیفیت نصیب نہیں ہوتی جو پہلے ہوتی ہے وہ کسی شاعر نے اس کو اس طرح سمجھانے کی کوشش کی ہے کہ ہے۔

رشتہ الفت کو ظالم یوں نہ بیدردی سے توڑ
جڑ تو پھر یہ جائے گا لیکن گرہ رہ جائے گی

یہ جو تعلق محبت کا، عزائیت کا، طلب کا، عشق کا ہوتا ہے اگر اس میں دراڑ آجائے تو جو، جوڑ

لگتا ہے تاوہ اسے پہلے جیسا نہیں بننے دیتا۔ ٹوٹی چیزیں جب جڑتی ہیں وہ نئی کی طرح نہیں ہوتیں۔ روزے کا ثواب اپنی جگہ، روزے کی برکات اپنی جگہ، رمضان شریف کی بخشش بے حد و بے شمار اور میرے خیال میں ہر منبر پہ بیان ہو رہی ہوں گی اس لئے میں نے الگ سا موضوع چنا ہے کہ جو باتیں ہم روزے پڑھتے ہیں، روزانہ اخبارات میں آتی ہیں۔ ہر روز ہر عالم بیان کرتا ہے اس سے ہٹ کر بھی اس میں ایک بات ہے جو قرآن نے کہی ہے

لعلکم تتقون. یعنی روزے سے حاصل یہ ہے کہ پنجابی میں اگر ترجمہ کریں۔ تو تمہاری رب العالمین کے ساتھ یاری بن جائے، ایک ایسا رشتہ بن جائے جسے تو م اپنا کہہ سکو۔ ہم روز کہتے ہیں میرے اللہ کون انکار کرتا ہے اس سے لیکن کتنے اعمال ہمارے ثابت کرتے ہیں کہ اللہ میرا ہے۔ تو نتائج کہنے پہ تو نہیں ہوتے، نتائج تو عمل پہ ہوتے ہیں۔ ایک آدمی کہتا رہے میں نے کھانا کھالیا، اسے کھانا نہ دو تو بھوک سے مر جائے گا۔ کہنے سے تو بھوک نہیں ہٹے گی۔ تو میرے اللہ کہنا ایک اور بات ہے اور اپنے کردار سے اپنے عمل سے ثابت کرنا کہ اللہ میرا ہے اور میں اللہ کا بندہ ہوں یہ دوسری بات ہے۔ اب روزے کو اس میں کیا دخل ہے آپ اندازہ کیجئے کہ جب اللہ کا کلام کسی نبی پہ اترنا شروع ہوا تو تقریباً جتنے انبیاء علیھم السلام کا ذکر ملتا ہے اس موضوع پر، انہیں حکم دیا گیا کہ روزہ بھی رکھو اور چلہ کشی بھی کرو۔ موسیٰ علیہ السلام کو لے لیجئے پہلے تیس دن کا چلہ تجویز ہوا پھر اللہ کریم نے بڑھا دیا۔ فرمایا نہیں چالیس دن پورے کرو اور کوہ طور پر رہو۔ خود نبی ﷺ ایک عرصہ حراء میں تشریف لے جاتے رہے۔ نزول وحی سے پہلے فطری طور پر نبی کی فطرت ہی ایسی ہوتی ہے۔

مولانا ابوالکلام آزادؒ نے بڑی خوبصورت توجیہہ یہاں کی ہے اس سوال میں علماء پھنس جاتے ہیں کہ آخر نبی تو معبوث ہوئے نہیں تھے اور تیس تیس چالیس چالیس دن بعض اوقات مہینوں کا ستو اور پانی لے جاتے روزے سے بھی رہتے، صبح شام تھوڑا سا ستو کھالیا، پانی پی لیا اور اللہ اللہ کرتے رہے تو اس کی کیا ضرورت تھی؟ جب آپ ﷺ پہ وحی نازل نہیں ہوتی تھی کس نے حکم دیا؟ بعض نام نہاد علماء جنہیں عظمت رسالت ﷺ کا ادراک نہیں ہو سکا جو رسمی مولوی بن گئے ہیں، بعض لوگوں کو روزگار نے مولوی بنا دیا ہے تو وہ تو یہاں تک کہتے ہیں کہ جناب وہ عمل تو آپ ﷺ کا کوئی سند ہی نہیں ہے، وہ تو نبوت سے پہلے بھی آپ ﷺ نے کوئی عمل ایسا نہیں کیا جس پر بعد میں اسلام نے گرفت کی ہو اور یہی کمال ہے محمد ﷺ کا۔ تو ابو الکلام آزادؒ نے یہاں جو توجیہہ پیش کی ہے وہ یہ ہے کہ جب کلی پھول بننے پہ آتی ہے تو اس میں ایک اضطراب پیدا ہوتا ہے اس کا منہ بالکل بند ہوتا ہے بالکل سیل ہوتی ہے کہیں سے ہوا داخل نہیں ہو سکتی لیکن اس کے اندر فطری طور پر ایک اضطراب پیدا ہو جاتا ہے۔ اور وہ اضطراب اسے پھاڑ کر غنچہ بنا دیتا ہے اور غنچہ کھل کر پھول بن جاتا ہے۔ وہ فرماتے ہیں نبی کے اندر وہ جذبہ تو پیدائشی طور پر، تخلیقی طور پر موجود ہوتا ہے تو جوں جوں بعثت قریب آتی ہے وہ اضطراب اسے مخلوق سے الگ کر کے خالق کی یاد میں محو کیے رکھتا ہے۔ وہ لوگوں سے کٹ جاتا ہے، وہ کھانے پینے سے رک جاتا ہے۔ وہ باتیں کرنا چھوڑ دیتا ہے اور یوں اس اضطراب کا جو کمال ہے اس پر کلی غنچہ بنتی ہے۔ نزول وحی شروع ہو گیا پھر بعثت کا آغاز ہو گیا، پھر نزول قران مکمل ہوا اور نبوت کی برکات چار دانگ عالم میں پھیل گئیں۔ تو گویا ایک قاعدہ یہ ہے کہ بدن کو کھانے پینے سے روکا جائے نفس کو اپنی خواہشات سے روکا جائے۔ سونے میں کمی کی جائے باتوں میں کمی کی جائے ایک طرح سے ایک ممکن حد تک دنیا سے تعلق قطع کیا جائے۔ نظام کائنات بھی نہ رکے، کاروبار بھی ڈسٹرب نہ ہو، بچے بھی پریشان نہ ہوں، گر ہستی بھی چلتی رہے، دنیا کا نظام بھی چلتا رہے اور بندہ ایک حد تک اس سے الگ بھی ہو جائے اور اس کی وہ جو تنہائی ہے وہ جو خلوت ہے وہ جو ہر ایک سے کٹنا ہے، وہ اسے ذات رہی کے قریب کرتا چلا جائے اور جوں جوں اسے قرب الٰہی نصیب ہو گا توں توں تجلیات باری اس کے دل کو، اس کی روح کو منور کرتی جائیں گی اور یہ تنویر اس میں تقویٰ کی کیفیت پیدا کر دے گی

www.naqshbandiaowaisiah.com

، یہ نورانیت یہ روشنی جو قرب الٰہی سے نصیب ہو گی یہ اس میں ایک کیفیت پیدا کردے گی کہ وہ پھر اپنا رب اپنا اللہ ثابت کرنے کے اہل ہو جائے گا۔

اور فرمایا یہ کورس زندگی میں ایک بار نہیں ہر سال کرو۔ اگلے گیارہ مہینے کے لئے ایسی کیفیات جمع کرلو، ایسے حالات پیدا کرلو، دل کا وہ عالم بنالو کہ پھر باقی گیارہ مہینے کے دینوی اور تمہیں اللہ سے دور نہ کرسکیں بلکہ اگر خطرہ پیدا ہو تو پھر نفلی روزے رکھنے کا بھی حکم ہے کہ اگر کہیں آدمی یہ سمجھے کہ کیفیات کم ہو رہی ہیں، میں کمزور ہو رہا ہوں تو پھر نفلی روزے رکھنا شروع کردے۔ یہاں جو ابہام پیدا ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ جی سیدو جوگی بھی بھوک پیاس تو کاٹتے ہیں، چلہ کشی کرتے ہیں پھر انہیں بڑے کمالات حاصل ہو جاتے ہیں، وہ دور کی خبریں دیتے ہیں، عجیب و غریب باتیں کرتے ہیں تو پھر اسلام میں اور ہندوازم میں کیا فرق ہے اور یہ سوال صاحب حال لوگوں پر، صوفیاء پر اہل تصوف پر، ان لوگوں کی طرف سے ہے جنہیں اس کی خبر نہیں ہے۔

یاد رکھیے ہندو جو فاقہ کشی کرتے ہیں اس کی کوئی حدود و قیود نہیں ہوتیں۔ مسلمان پر جو روزہ فرض کیا گیا ہے طلوع فجر سے غروب آفتاب تک، اس کے بعد اس پر کوئی پابندی نہیں لیکن ہندو چوبیس گھنٹے کی پابندی کرکے بہت قلت طعام کردیتے ہیں بہت کم کھاتے ہیں پھر کسی سے بات نہیں کرتے، چھوٹی سی کوٹھڑی بناکر پھر اس سے باہر نہیں نکلتے، اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ دنیا سے کٹ کر اور نیند چھوڑ کر، باتیں چھوڑ کر ذہنی طور پر، ان کے دماغ کو ان کی عقل کو ان کے شعور کو یکسوئی نصیب ہوتی ہے اور وہ ایک نقطے پہ مرتکز ہو جاتی ہے۔ اس میں کوئی ہلچل کوئی باہر کا خیال کوئی دوسری بات اسے ڈسٹرب نہیں کرتی، وہ ایک نقطے پہ مرتکز ہو جاتی ہے اسے کہتے ہیں ارتکاز توجہ یعنی آپ کی پوری توجہ ایک نقطے پہ ہو جائے۔ ایک مقام پہ ساری توجہ جمع ہو جائے اس سے ایک دماغی قوت پیدا ہو جاتی ہے اور اس دماغی قوت کو آپ بالکل اس طرح استعمال کرسکتے ہیں جس طرح آج کے دور میں کمپیوٹر کو کررہے ہیں۔ اس دماغی قوت سے اپنے سے کمزور آدمی کے دل میں آپ بات القا کرسکتے ہیں، اس سے بات منوا سکتے ہیں، اسے ٹیلی پیتھی کہیں گے۔ اس دماغی قوت سے کسی کے ذہن پہ بوجھ ڈال کے اس سے پیسے لے سکتے ہیں، اسے بیمار کرسکتے ہیں، اسے مار سکتے ہیں یا گذشتہ کی یا آئندہ کی وہ خبر جو مادی ذرائع سے حاصل کی جاسکتی ہے اس میں سے کوئی نہ کوئی خبر اس توجہ سے آپ حاصل کرسکتے ہیں۔ آپ نے دیکھا ہوگا کہ بعض لوگ جب پاگل ہو جاتے ہیں تو پاگل بھی فکروں سے آزاد ہو جاتا ہے اس کا دماغ بھی کسی ایک جگہ رک جاتا ہے، وہ جس طرف توجہ کرتا ہے اس طرح کی باتیں کوئی مستقبل کہ کہہ دیتا ہے۔ کوئی ماضی کی کہہ دیتا ہے پھر لوگ ان پاگلوں کے پیچھے پھر رہے ہوتے ہیں کہ یہ بڑا ولی اللہ ہے اس نے یہ بات بتادی حالانکہ ولی کے لئے پاگل ہونا کمزوری ہے، اولیاء اللہ میں مجاذیب ہوتے ہیں وہ جن کا دماغ تجلیات برداشت نہیں کرتا لیکن اسلام میں ان کے لئے سب سے بڑی بات صرف یہ ہے کہ انہیں ان کے حال پہ چھوڑ دیا جائے لیکن ان کی تقلید کرنا شرعاً منع ہے وہ تو پاگل ہے وہ تو غلط کرے گا تو پکڑا نہیں جائے گا اور ایک عقل مند اس کے پیچھے لگ کر غلطی کرے گا یا غلط سوچے گا یا غلط بولے گا تو اس کا جواب دینا پڑے گا۔ اگر مجذوب ہونا یا پاگل پن کمال ہوتا تو نبیوں میں ہوتا۔ کوئی نبی مجذوب نہیں، یہ کمزوری ہے۔ تو ہندو جوگی یا ہندو یوگی ارتکاز توجہ سے وہ کام کرسکتا ہے جو مادی دنیا میں باقی مادی وسائل سے بھی ممکن ہے لیکن بندہ مومن جب اللہ کے حکم اور نبی علیہ السلام کی سنت کے مطابق روزہ رکھتا ہے، اس میں ذکر کرتا ہے، عبادت کرتا ہے، تلاوت کرتا ہے تو اسے دماغی نہیں بلکہ اس کے قلب کو ارتکاز توجہ نصیب ہوتی ہے ارتکاز نصیب ہوتا ہے اور بندہ مومن کا دل منور ہوتا ہے نور ایمان سے اور رشتہ ایمان سے اور نبی کریم ﷺ کی برکات سے تو جب وہ روزہ رکھتا ہے یا ذکر اذکار میں وقت گزارتا ہے یا فالتو باتوں سے پرہیز کرتا ہے، روزے میں صرف کھانا پینا منع نہیں ہے بغیر ضرورت سے بات کرنا بھی منع ہے، بلا ضرورت اِدھر اُدھر تانکا جھانکی کرنا بھی منع ہے، چغلی کھانا منع ہے

بلکہ اس حد تک موجود ہے حدیث شریف میں ہے کہ کوئی اگر تمہیں گالی دے تو تم اسے کہو میں روزے سے ہوں۔ گالی کا جواب گالی سے نہ دو، ناراضگی سے نہ دو بلکہ کوئی تمہیں گالی دے تو تم اسے کہہ دو میں روزے سے ہوں اس حد تک روزے میں اجتناب ہے۔ اس سے دماغ نہیں اس سے دل روشن ہوتا ہے اور جب دل روشن ہوتا ہے تو زمینی چیزیں نہیں وہ ذات باری کا ادراک کرتا ہے، وہ اللہ کی ذات کا ادراک اپنی حیثیت کے مطابق کرتا ہے ہر ایک اپنی حیثیت کے مطابق اسے پہچانتا ہے اس کو معرفت الٰہی کہا گیا ہے۔ جس کو جتنی معرفت نصیب ہوتی ہے اتنا وہ اللہ کا اطاعت گزار بن جاتا ہے، اس کا رشتہ ایسا بن جاتا ہے کہ کام کرنے سے پہلے وہ سوچتا ہے کہ کہیں اللہ کریم کو ناپسند تو نہیں اور یہی مقصد ہے اس اسلام کا برکات نبوی ﷺ کا حاصل یہی ہے، پورے قرآن کی تعلیم کا حاصل یہی ہے اسلام کا سارا حاصل یہی ہے کہ دنیا میں رہ کر اپنے آپ کو اللہ کا بندہ ثابت کرے چونکہ یہاں سے جانے کے بعد تو پھر دارالعمل ختم ہو جائے گا جہاں جہاں نیکی بدی پہ اختیار ہے، جہاں فیصلہ کرنے کا اختیار ہمارے پاس ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا

وھدینہ السبیل میں نے اسے راستہ دکھا دیا ہے **اما شاکرا واما کفورا**۔ اب یہ فیصلہ اس کا ہے کہ وہ شکر کرتا ہے یا ناشکری کا راستہ اختیار کرتا ہے تو یہ جو فیصلہ آج ہمارے پاس ہے یہی فیصلہ کل میدان حشر میں نافذ ہوگا۔ ہر بندے کو اس کا اعمال نامہ پکڑا دیا جائے گا اور اللہ کریم ارشاد فرمائیں گے۔ **اقراء کتابک** اپنا اعمال نامہ پڑھ لے تم خود ہی اپنے لئے جج ہو، تم نے دنیا میں جو فیصلے کیے اس کے نتیجہ پر آج عمل درآمد ہو جائے گا۔ اگر تم نے میری پسند کے فیصلے کیے تو میری رضا تمہیں نصیب ہو جائے گی، اگر تم نے مجھے بھلا کر میری عظمت کو فراموش کر کے، نفس اور شیطان کے اور مادی لذتوں کے پیچھے اور مال و دولت اور اقتدار کی ہوس کے پیچھے فیصلہ آج نہیں ہوگا بلکہ تم اپنا فیصلہ لکھ کر لائے ہو۔ **اقراء کتابک** اپنا اعمال نامہ پڑھ لو **کفیٰ بنفسک الیوم علیک حسیبا**۔ تم میں سے ہر ایک اپنے لئے جج کافی ہے کسی نئی ججمنٹ کی ضرورت نہیں ہے۔ ہم قدم قدم پر ججمنٹ دیتے ہیں ہر قدم پر ہم فیصلہ کرتے ہیں کہ مجھے یہ کرنا ہے مجھے یہ نہیں کرنا یہی فیصلے وہاں نافذ ہوں گے، ان فیصلوں میں صحت کیسے آئے یہ فیصلے کیسے صحیح ہوں اس کے لئے ضرورت ہے کہ ہمارا قلبی رشتہ ہمارا روحانی رشتہ ذات باری کے ساتھ اتنا جڑ جائے کہ ہم فیصلہ کرتے وقت اسے یا اس کی پسند یا اس کی مرضی یا اس کے حکم کو نظر انداز نہ کریں۔

اور یہ کیفیت پیدا کرنے کے لئے فرمایا میرے نبی ﷺ کی اتباع میں جب تم میرے اتنے قریب آجاؤ گے تو حرام تو حرام ہے میں نے کہہ دیا کہ طلوع فجر سے غروب آفتاب تک حلال کھانا بھی چھوڑ دو جائز پانی پینا بھی چھوڑ دو تک جاؤ اس سے سوائے اس کے کہ کوئی بیمار ہو وہ الگ بات ہے عذر شرعی الگ بات ہے کتنا کمال ہے اطاعت کا کہ جو بندہ حلال سے رک سکتا ہے وہ پھر حرام کے قریب تو نہیں جائے گا یعنی اگر اس کی اس مقصدیت کو پایا جائے کہ روزے کا مقصد تقویٰ ہے اور اگر تمہیں دنیا داری کے لئے لوگوں کو دکھانا ہو کہ میں روزے سے ہوں تو لوگ روزہ بھی رکھ لیتے ہیں رشوت بھی لیتے رہتے ہیں روزہ بھی رکھ لیتے ہیں چوری بھی کرتے رہتے ہیں روزہ بھی رکھ لیتے ہیں بے ایمانی بھی کرتے ہیں کم تولتے بھی ہیں نرخ بھی زیادہ لیتے ہیں۔ جہاں جہاں کوئی بیٹھا ہے وہ نفلیں بھی پڑھتا ہے وہ تہجد بھی پڑھتا ہے روزہ بھی رکھتا ہے۔

تو نبی ﷺ نے فرمایا کہ جھوٹ ریاکاری غلط گوئی سے اگر پرہیز نہ کر سکو تو اللہ کو تمہیں بھوکا پیاسا رکھنے کا کوئی شوق نہیں ہے اسے تمہاری بھوک سے کوئی غرض نہیں ہے۔ روزے سے کوئی یہ مطلب نہیں ہی کہ اس کے خزانوں مین کمی ہو گئی ہے اور کچھ دن راشن بندی ہو جائے اور کچھ رزق بچ جائے ایسی کوئی بات نہیں بلکہ آپ نے یہ دیکھا ہو گا کہ رمضان المبارک میں ہر گھر کا خرچہ تین چار گنا بڑھ جاتا ہے لوگ زیادہ کھا جاتے ہیں۔ ویسے روزانہ کون افطاری بناتا ہے رمضان میں تو روزانہ شام افطاری کا خرچہ الگ ہو جاتا ہے غیر ضروری چیزیں ہم کھا جاتے ہیں جو ہم روزمرہ

www.naqshbandiaowaisiah.com

میں نہیں کھاتے فروٹ ہے چاٹ ہے پکوڑے ہیں کباب فلاں ہیں فلاں ہیں یہ چیز ہم other wise روز مرہ زندگی میں تو روزانہ نہیں کھاتے پھر دن بھر کی بھوک جو ایک صحت مند بندے کو ہوتی ہے وہ نارمل کھانا جو کھاتا ہے اس سے زیادہ کھا جاتا ہے۔ تو راشن بندی مقصد نہیں ہے مقصد حصول تقویٰ ہے۔

کتب علیکم الصیام کما کتب علی الذین من قبلکم لعلکم تتقون. تم پر روزہ فرض کیا گیا جس طرح تم سے پہلوں پر تاکہ تم تقویٰ حاصل کر سکو۔ یعنی یہ آج نہیں جب سے انسان یہاں آباد ہوا ہے تو تب سے عام آدمی کے لئے اس کیفیت کو جسے قرآن تقویٰ کہتا ہے حاصل کرنے کا سب سے اعلیٰ ذریعہ روزہ ہے اور اس لئے روزہ ہر امت پر فرض کیا گیا کیونکہ ہر نبی اس لئے مبعوث ہوا کہ بندے کو اللہ کے قریب کردے اور اس کا بہترین زمانہ بہترین ذریعہ بہترین طریقہ روزہ ہے پھر اللہ کریم نے اس میں بہت سی سہولتیں رکھیں

مثلاً سب سے بڑا دشمن شیطان ہے فرمایا رمضان کا چاند طلوع ہونے سے شوال کا چاند طلوع ہونے تک ہر شیطان قید ہو جاتا ہے۔ یہ آج جو بے ایمانی ہو رہی ہے، رمضان شریف میں جو قتل وغارت گری ہو رہی ہے، رمضان شریف میں جو دہشت گردی ہو رہی ہے اس الزام سے ابلیس اور اس کی اولاد بری ہے۔ یہ آج جو کچھ ہو رہا ہے یہ وہ لوگ کر رہے ہیں جو شیطان کے رنگ میں انکے گئے ہیں شیاطین الجن ولانس. بعض انسان بھی فنافی الشیطان ہو کر شیطان بن جاتا ہیں تو آج جو کچھ ہو رہا ہے یہ وہ کر رہے ہیں جو لوگ انسان ہوتے ہوئے شیطان کا روپ دھار چکے ہیں چونکہ ہر چھوٹ ابڑا شیطان رمضان کا چاند طلوع ہوتے ہی قید کر دیا گیا اور وہ تب تک قید رہے گا جب تک شوال کا چاند نظر نہیں آجاتا وہ نہیں آجا سکے گا، منہ کس پر کوئی بات القا کر سکے گا نہ کسی کو پکڑ سکے گا نہ ڈرا سکے گا۔ تو جب شیاطین سارے قید ہیں برائی تو ویسی ہی ہو رہی ہے، چور بازاری ویسی ہی ہو رہی ہے، روزانہ شور ہوتا ہے چیز یں مہنگی ہو گئی ملاوٹ کا بڑا شور ہوتا ہے آج بھی ہے دواؤں میں ملاوٹ غذا میں ملاوٹ گھی میں ملاوٹ فلاں ملاوٹ فلاں ملاوٹ یہ کون کر رہا ہے مسلم ملک میں جو مسلمان ہونی کے دعوے دار ہیں وہ بھی کر رہے ہیں اس کا مطلب ہے کہ دعویٰ اسلام کے باوجود فنافی الرسول ﷺ تو حاصل نہ ہو سکا فنافی الشیطٰن ہو گئے۔ نبی ﷺ کی اتباع میں فنا نصیب نہ ہوا لیکن شیطان کی اتنی بات مانی اتنی پیروی کی اتنا سوچا اسے اتنا اس کے ساتھ چلے کہ شیطنت خود ہمارے اندر آگئی اب شیطان نہیں ہے لیکن جو اس نے سکھایا وہ ہم کیے جا رہے ہیں۔

تو روزے کا حاصل یہ ہے کہ آدمی اپنا احتساب کرے اپنا تجزیہ کرے اور جو چھوٹی چھوٹی خرابی ہمارے اندر آگئی ہے جتنا اثر شیطان کا ہمارے مزاج پر ہمارے قلب پر ہمارے روح پر ہو چکا ہے اس داغ کو دھویا جائے چونکہ شیطان تو قید ہو گیا اب تو یک طرفہ گیم ہے ہمارے اپنے ہاتھ میں ہے اور ہمارے ایک لمحے کی پر خلوص توبہ اسے دھونے کے لئے کافی ہے یہ کہا جائے رمضان کے تو انتیس تیس دن میں ہیں اور یہ سالوں کا زنگ ہے فرمایا نہیں نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔

من صام رمضان ایمانا واحتسابا. جس شخص نے رمضان کا روزہ رکھا ایمان کیساتھ اور اپنا احتساب بھی کیا۔ کہ اس سے پہلے جتنی خرابیاں کر چکا ہے سب کی ازالہ ہو جاتا ہے سب مراف ہو جاتے ہیں۔ من قام رمضان ایمانا واحتسابا. جس نے رمضان المبارک کی رات کو قیام کیا اور علمائے کرام لکھتے ہیں کہ جو شخص عشاء باجماعت پڑھتا ہے اور فجر کی نماز باجماعت پڑھتا ہے وہ قائم اللعیل شمار ہوتا ہے کچھ تو اللہ کے بندے ہیں جو تہجد پڑھتے ہیں کچھ اللہ کے ایسے بندے ہیں جو ساری رات اللہ اللہ کرتے رہتے ہیں۔ اس کے علاوہ عام نارمل زندگی میں عام زندگی میں جس شخص نے عشاء باجماعت ادا کی اور فجر باجماعت ادا کرلی فرمایا ۔غفرلہ ما تقدم من ذنبہ. رمضان کی برکت سے اس وقت سے پہلے کے سارے گناہ اس کے معاف ہو گئے لیکن احتساب کے بغیر بات نہیں بنتی ہماری بدقسمتی ہے ہمارا اسلام یہ ہے کہ ہم ہر دوسرے بندے پر اسلام کو فٹ کرنا چاہتے

www.naqshbandiaowaisiah.com

ہیں جب اپنی باری آتی ہیں جی ہم کیا کریں ہم مجبور ہیں۔ دوسروں پر تجویز کرنے کی بجائے حضور ﷺ فرماتے ہیں اپنا احتساب کرو۔ سید نا فاروق اعظمؓ فرماتے ہیں کہ اپنا حساب کیا کرو اس دن سے پہلے جب تم سے حساب لیا جائے گا۔ ایک وقت تو آنے والا ہے کہ ہر لمحے کا حساب ہو گا اس سے پہلے خود اپنے محتسب بن جاؤ۔ یہی بات حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے ارشاد کا مفہوم ہے کہ ایمانا واحتسابا ایمان سے مراد ہے کہ ایک تو غرض قرب الٰہی رضائے الٰہی ہو اور دوسرا محاسبہ بھی کرے اپنا۔ تو وہ ایک لمحہ ایک شب کا قیام ایک دن کا روزہ پچھلی ساری زندگی کے گناہ معاف کرنے کے لئے کافی ہے اور وہاں سے پھر وہ کیفیت تقویٰ شروع ہو جاتی ہے وہاں سے وہ رشتہ استوار ہو جاتا ہے۔

ایران کے خلاف ایک معرکے میں ایک صحابی کے ہاتھوں ایک ایرانی شہزادہ مارا گیا اور اس نے جو راہ پہنی تھی اس میں سر پہ جو تاج سا بنا ہوا تھا اس میں کروڑوں روپے کے جواہرات تھے تو وہ تاج اس کے سر سے گرا اور گھوڑوں کے پاؤں تلے آنے والا تھا اس نے اٹھا لیا اور چادر کے نیچے چھپا لیا اور بھاگتا ہوا اپنے سالار لشکر کے خیمے میں پہنچا اور فرمیا اے امیر یہ جمع کر لو یہ بہت زیادہ قیمتی ہے اور گھوڑوں کے پاؤں کے نیچے آ کی تباہ ہو جائے گا اور وہ دے کر واپس دوڑا انہوں نے پوچھا مجھے اپنا نام بتاتے جاؤ اب سالار ہر سپاہی کا نام تھوڑے ہی لکھ کر بیٹھا ہے کیا مجھے اپنا نام بتاتے جاؤ۔ انہوں نے کہا جس کے لئے لڑ رہا ہوں وہ میرا نام جانتا ہے میں نے آپ سے انعام پانے کی غرض سے نہ جہاد کیا ہے اور نہ انعام پانے کی غرض سے یہ جمع کرانے آیا ہوں جس کے لئے میں نے جان دینی ہے وہ میرا نام جانتا ہے یہ کیفیت تقوہ کہلاتی ہے۔ یہ حال پیدا ہو جائے کہ آدمی دنیا کے انعام دنیا کے الزامات سے بالاتر ہو جائے اس کا تعلق اللہ سے الزامات سے بھی اونچا ہو جائے تعریفوں سے بھی اونچا ہو جائے کوئی کسی کی تعریف متاثر نہ کرے کوئی اس کی بد تعریفی کرے وہ متاثر نہ کرے بلکہ اس کی نگاہ اس تعلق پر ہو جو اس کا رب العلمین کے ساتھ ہے تو یہ مقصد رمضان ہے۔

کتنے لوگ تھے جو پچھلے رمضان میں ہمارے ساتھ تھے اس رمضان میں نہیں ہیں کتنے ہم میں ہیں جو اس میں ہیں اگلے رمضان میں نہیں ہوں گے یہ زندگی کے میلے ہیں اور یہ روز روز نصیب نہیں ہوتے۔ تو اللہ کریم کا یہ احسان ہے کہ اس نے ہمیں ایک اور رمضان نصیب فرمایا جس میں شیطان جکڑ دیئے گئے اگر کوئی نفل پڑھے تو فرضوں کے برابر ثواب ہے اور اگر کوئی ایک رکعت فرض پڑھے تو ستر رکعتوں کا ثواب ہے یعنی ہر ثواب کئی گنا کم از کم ثواب ستر رکعتوں کا ہے زیادہ کی کوئی حد نہیں جتنا وہ دینا چاہے یعنی چھوٹی نیکی پر بے حساب اجر، گناہ، بڑے سے بڑا معافی مانگنے پہ مغفرت اور بخشش موجود۔ تو یہ ساری سہولتیں یہ ساری برکتیں سمیٹ کر یہ مہینہ آیا اس لئے کہ ہم اپنا رشتہ الفت اپنے پروردگار سے جوڑ لیں۔ اس ایک بات کے لئے یہ سارا تکلف کیا گیا یہ سارا تردد کیا گیا یہ ساری عبادات یہ سارے تلاوت قران یہ سارا رمضان یہ ساری محنت یہ سارا مجاہدہ اس کا حاصل صرف ایک بات۔ **لعلکم تتقون**۔

تو حضرات گرامی! اس نقطہ نظر سے بھی اس اینگل سے بھی اس پوائنٹ آف ویو سے بھی رمضان شریف کو دیکھیے اور اپنے سامنے خود کو کھڑا کیجئے اپنے آپ کو اپنے سامنے کھڑا کیجئے اپنا محاسبہ کیجئے آج وقت ہے ساری کمی دور ہو سکتی ہے رمضان بیت گیا تو توبہ کے دروازے تو بند نہیں ہوں گے لیکن جو بخشش رمضان المبارک میں لٹائی جاتی ہیں وہ غیر رمضان میں نصیب نہیں گی اللہ کریم ہمیں صحیح، سوچ، فکر صحیح سمجھ اور توفیق عمل عطا فرمائے اور ہمارا ہم خطا کاروں، ہم گناہگاروں، ہم سیاہ کارں کے گناہ معاف فرمائے ہماری کوتاہیوں سے درگزر فرمائے ہماری غفلتوں کو معاف کر کے ہمیں اپنی یاد میں اور اپنے ساتھ رشتہ الفت میں اپنی محبت نصیب کرے اور اس رشتہ میں ہمیں بھی شامل فرمائے۔ عالم اسلام پر رحم فرمائے تمام مسلمانوں کو ہدایت پر جمع فرمائے اور تمام مسلمانوں کو وہ جزبہ شہادت وہ شوق شہادت دے کہ وہ کفار کے غلبے میں جکڑے ہوئے بے کس و بے بس مسلمانوں کو، لٹتی ہوئی

باقی صفحہ 25 پر ملاحظہ فرمائیں

www.naqshbandiaowaisiah.com

نعتِ رسولؐ

تا قیامت رہے لب پہ نام آپؐ کا
ذکر کرتا رہوں صبح و شام آپؐ کا

یہ کسی کے مٹانے سے کیسے مٹے
نوح دل پہ جو لکھا ہے نام آپؐ کا

گونجتی ہے وہاں اب بھی حق کی صدا
جس جگہ بھی ہوا قیام آپؐ کا

روشنی کی طرح پھیلتا ہی گیا
کوبہ کو بستی' بستی پیغام آپؐ کا

آپ شفقت محبت کے مینار ہیں
ہر کسی نے کیا احترام آپؐ کا

اپنے امداؔد پر بھی نظر کیجئے
سر جھکائے کھڑا ہے غلام آپؐ کا

امداد ہمدانی

www.naqshbandiaowaisiah.com

ثواب کی حقیقت

خطاب امیر محمد اکرم اعوان
دار العرفان مورخہ 24-12-99

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔یایھا الذین امنو کتب علیکن الصیام کما کتب علی الذین من قبلکم لعلکم تتقون ۔ اللہ رب العزت کا احسان عظیم ہے رمضان المبارک کا پہلا عشرہ جو اللہ کریم کی خاص رحمتوں کی تقسیم کا عشرہ ہوتا ہے خوش نصیبوں کو بے پناہ رحمتیں بانٹتا ہوا گذر گیا اب دوسرا عشرہ مغفرت کا ہے بخشش کا ہے ۔ چھوٹے بڑے صغیرہ کبیرہ جان بوجھ کر کیے گئے یا غلطی سے کیے گئے گناہوں کو معاف کرانے کا حصول بخشش کا اتنا عظیم موقعہ کہ جس میں خلوص دل سے واپسی کی تمنا کر لینا ہی واپسی کی توفیق ارزاں کر دیتا ہی ۔ لیکن یہ گناہ سے بخشش یہ ثواب یہ آخرت جس کے بارے ہمیں بتایا جاتا ہے یہ سب کچھ کیا ہے اس کی حقیقت کیا ہے ؟ انسان نہ صرف ظاہری وجود ہے بلکہ اصل انسان اس کے اندر روح ہے جس طرح وجود کے پاس ہاتھ پاؤں استعمال کے یا اس کی ضرورتیں پوری کرنی کے آلے ہیں حواس خمسہ کو ستعمال کرتا ہے اپنی ضرورت کے لئے اسی طرح اصل انسان روح ہے جس کی نے اس کی مثال ایسے لکھی ہے جیسے روح سوار ہو اور بدن اس کی سواری ہو ۔ روح کیا ہے ۔ نبی اکرم ﷺ نے جب اعلان نبوت فرمایا اور جب کفار مکہ آپ ﷺ پر اعتراض کرتے تھے یا مختلف قسم کے سوالات آکر کرتے تھے تو چونکہ مشرکین مکہ تو دینی علوم سے اتنے واقف نہیں توے جسقدر یہود و نصاریٰ کے علماء تھے ۔ اور مدینہ منورہ میں یہود کے بڑے بڑے علماء تھے تو مشرکین مکہ ان علماء کے پاس جاتے اور وہ انہیں سوالات بتایا کرتے تھے کہ روح کیا ہے ؟ چونکہ علماء یہود کے مطابق اس کا جواب سوائے نبی کے اور کوئی نہیں دے سکے گا ۔ جب انہوں نے سوال کیا تو جواب قرآن حکیم میں نازل ہوا رب جلیل نے فرمایا۔ **قل الروح من امر ربی** ۔ اے میرے حبیب ﷺ ان سے کہہ دیجئے کہ روح امر ربی میں سے ہے میرے رب کے میرے پروردگار کے امر میں سے ہے ۔ **وما اوتیتم من العلم الا قلیلا** ۔ اس سے زیادہ کی وضاحت سمجھنے کی تمہارے پاس استعداد ہی نہیں ہے انسان کو بہت تھوڑا علم اور علمی استعداد دی گئی ہے اس سے زیادہ انسان سمجھ ہی نہیں سکتا اس لئے اتنا کافی ہے کہ تم یہ سمجھ لو کہ روح امر ربی میں سے ہے اور امر صفت ہے اللہ کی ساری مخلوق عظیم جنت دوزخ لوح محفوظ ساری یہ سب مخلوق ہے جہاں مخلوق کی حد ختم ہو جاتی ہے وہاں سے جو عالم شروع ہوتا ہے اسے عالم امر کہتے ہیں ۔ وہ صفات باری کی تجلیات کا مرکز ہے وہاں مخلوق کو دخل نہیں ہے اور روح امر ربی میں سے ہے گویا روح وہاں سے ہے جہاں روح کے علاوہ کسی دوسری مخلوق کو رسائی نہیں ہے یہ اس کی بنیاد ہے۔

جب روح اس بدن میں پہنچتی ہے تو بدن مادی ہے اس کی اپنی ضرورتیں ہیں تو شروع دن سے کوئی بھی روح جب بدن میں آتی ہے تو نہ وہ کافر ہوتی ہے نہ وہ گنہگار ہوتی ہے نہ وہ خطاکار ہوتی ہے نہ وہ چور ہوتی ہے نہ وہ جھوٹ بولتی ہے نہ اس میں دنیا کی محبت کچھ بھی نہیں ہوتا لیکن شروع سے پہلے دن سے ہی بدن کی ضرورتیں شروع ہو جاتی ہیں بھوک پیاس گرمی سردی نیند جاگنا لباس پھر جوں جوں بدن بڑھتا ہے جوں جوں بدن کی استعداد بڑھتی ہے اس کی ضرورتیں بڑھتی ہیں۔

نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا **کل مولود یولا علی فطرۃ** ۔ ہر پیدا ہونے والا فطری اصول کے مطابق عین فطرت کے مطابق پیدا ہوتا ہے ثم ابواہ یو ھدنہ او مجوسنہ او ینصرنہ ۔ پھر اس کے والدین یا اس کی تربیت

www.naqshbandiaowaisiah.com

کرنے والے یا جو معاشرہ ہے کسی کو یہودی بنا دیتا ہے کسی کو مجوسی بنا دیتا ہے کسی کو نصرانی جیسے لوگ ہوتے ہیں ان میں وہ بھی ڈھل جاتا ہے۔ تو جب بدن کی ضرورتیں بڑھتی ہوتی ہیں بڑی ہوتی ہیں جوں جوں ان کی تکمیل کے ذرائع کی طرف بدن بڑھتا ہے تو جس طرح کا معاشرہ اور ماحول ہوتا ہے چوروں میں پلتا ہے چور بن جاتا ہے ڈاکوؤں میں پلتا ہے ڈاکو بن جاتا ہے پٹھانوں میں پلتا ہے پشتو بولنے لگ جاتا ہے فارسی بانوں میں پلتا ہے فارسی بولنے لگتا ہے انگریزوں کے ملک میں پلتا ہے انگریزی بولنے لگتا ہے۔ جس طرح زبان سیکھتا ہے اسی طرح عادات سیکھتا ہے اسی طرح کا اس کا مزاج بنتا ہے اسی طرح کے عقائد و نظریات بھی بناتا ہے۔ اس ساری تگ و تاز میں جو خصوصیات روح کی ہیں وہ دبتی جاتی ہیں اور جو خصوصیات بدن کی ہیں وہ اس پر حاوی ہوتی چلی جاتی ہیں۔ انسان عام جانور نہیں ہے عام جانوروں میں فطری ضروریات کی غلامی ہے بھوک لگے گی انہیں پاک ناپاک اپنے پرائے کی فکر نہیں نہ ان میں تمیز ہے جو کھانے کی چیز جہاں ملے گی منہ ماریں گے۔ رفع حاجت کی ضرورت ہو گی گائے بھینس بیل بکری گلی چل رہی ہیں اپنی جگہ پر کھڑے ہیں گھر میں ہیں باہر ہیں پیشاب کریں گے۔ انسان اس طرح کا جانور نہیں ہے یہ تکمیل ضرورت کے لئے جو ذرائع استعمال کرتا ہے ان میں پاکیزگی ان میں حسن ان میں حیا ان میں شرافت یہ بہت سی چیزیں مدنظر رکھتا ہے انسان کو بھی بھوک تو لگتی ہے لیکن وہ بیل کی طرح ہر جگہ منہ نہیں مارنا چاہتا۔ انسان کو بھی نیند تو آتی ہے لیکن وہ ہر جگہ تو نہیں سو جاتا انسان کو بھی لباس تو چاہئے ہوتا ہے لیکن اس کے لئے وہ ہر کسی کا لباس چھیننا تو شروع نہیں کر دیتا۔ اس کے طریقے ہوتے ہیں یہ طریقے یہ سلیقہ اسے قائم رکھنے کے لئے روح کی حیات ضروری ہے اگر روح میں اتنی قوت بھی باقی نہ رہے کہ وہ جسم کو اس کی خواہشات کی تکمیل پر روک سکے اور ناجائز سے روک کر جائز کی طرف لے جائے تو پھر آدمی ایسا ہو جاتا ہے جیسا آج کل ہم لوگ ہیں پھر قتل و غارت گری عام ہو جاتی ہے اپنے بچے پالنے کے لئے دوسرے کے یتیم کر دیے جاتے ہیں اپنا پیٹ بھرنے کے لئے دوسرے کا گھر لوٹ لیا جاتا ہے اپنی جان بچانے کے لئے دوسروں کو قتل کر دیا جاتا ہے یہ ساری خصوصیات درندوں میں ہیں جانوروں میں ہیں۔ درندگی کیا ہے؟ زندہ رہنے کیلئے دوسرے کو چیرتے پھاڑتے ہیں یہی درندگی ہے کہ اپنی زندگی قائم رکھنے کے لئے دوسروں کی زندگی کا چراغ گل کرتے ہیں انسان میں بھی اگر روح دب جائے اور ساری مادی اوصاف اور بدن کے اوصاف غالب آجائیں تو اس میں وہی درندگی آجاتی ہے اور جب انسان درندہ بنتا ہے تو بڑا خطرناک ہوتا ہے چونکہ درندہ صرف پیٹ بھرنے کیلئے درندگی کرتا ہے کسی بھی درندے کو آپ دیکھیں اسے بھوک ستائے گی تو وہ کسی کو چیرے پھاڑے گا اس کا پیٹ بھرا ہوا ہو گا۔ تو وہ آرام سے بیٹھا رہے گا لیکن جب انسان درندگی پہ آتا ہے تو پھر یہ تفریح طبع کے لئے سینکڑوں گھر اجاڑ دیتا ہے سرمایہ جمع کرنے کے لئے لاکھوں گھر اجاڑ دیتا ہے ممالک کی تقدیریں سے کھیل جاتا ہے قوموں کو بیچ کے کھا جاتا ہے غداری کرتا ہے ملک کے ساتھ جہاں جہاں ہوتا ہے وہاں جس قسم کی درندگی انسان کرتا ہے درندے نہیں کر سکتے۔ اب انسان جب اللہ کی اتنی عظیم مخلوق تھی تو کیا اسے اس حال پہ رب کریم نے چھوڑ دیا جو کسی شاعر نے کہا تھا کہ

؎ درمیان قعر دریا تختہ بندم کردہ ای
؎ باز مے گوئی کہ دامن تر مکن ہوشیار باش

کہ مجھے آپ نے ایک طوفانی سمندر کے درمیان ایک تختے پر بٹھا کر چھوڑ دیا اور اب کہتے ہو کہ خبردار کپڑے بھی گیلے نہ ہونے پائیں۔ شکوہ اسے یہ تھا کہ اس سارے جہاں ہو میں اللہ نے ہمیں بے بس و بے کس چھوڑ دیا اب کہیں سے لوٹیں ماریں گے نہیں چوری نہیں کریں گے کھائیں گے کیا لیکن یہ صحیح نہیں ہے اس رب کریم نے جس نے مخلوق کو پیدا فرمایا مخلوق کے دنیا میں آنے سے پہلے اس کے لئے رزق کا انتظام کیا اور ہر ایک کا حصہ مقرر کر دیا۔ ہر بندے تک وہی پہنچتا ہے جو اس کا اپنا نصیبہ ہے ہر دانہ وہی کھا سکتا ہے جس پہ اس کی اپنی مہر ہے لوٹتا رہے جمع کرتا رہے جس نا

www.naqshbandiaowaisiah.com

نصیب ہے اس کیلئے چھوڑ کے مر جاتا ہے ضروری نہیں ہے کہ لوٹنے والے کو یا اربوں روپے جمع کر لینے والے کو وہ سارا نصیب ہو جائے اسے حسرت سے چھوڑ کر مر جاتا ہے جس کا حصہ ہے جس کے نصیب میں ہے اس تک پہنچتا ہے دیکھا صرف یہ جاتا ہے کہ حصول رزق کے لئے جو انسان کوشش کر رہا ہے اس میں محض اس کی جسمانی خواہشات حیوانی خواہشات کے نیچے دب جاتا ہے تو اسے جلا کیسے ملے۔

اس روحانی زندگی یا روح کی زندگی یا روح کی حقیقت سے آشنا کرنے کے لئے اللہ نے نبی معبوث فرمائے۔ نبی کا صرف یہ کام ہوتا ہی کہ اللہ کے بندوں کو حیوانیت سے الگ کر کے شرف انسانیت پر فائز کرے۔ نبی کی برکات براہ راست قلب پر مترشح ہوتی ہیں دلوں کو منور کرتی ہیں روح کو جلا بخشتی ہیں اور وہی انسان تبدیل ہو جاتا ہے بدل جاتا ہے اب آپ دیکھیں کہ جب حضور اکرم ﷺ مبعوث ہوئے تو روئے زمین میں ہر طرف ظلم کا راج تھا ایک ایک لقمے کے لئے دوسروں کو قتل کیا جاتا تھا ہر طاقت ور کمزور کو لوٹ لیتا تھا قتل و غارت گری تھی ظلم تھا جور تھا آپ ﷺ کے لئے نہ تو آسمانوں سے بندے اتارے گئے نہ کوئی نئے لوگ پیدا کیے گئے وہی لوگ جو بت پرستی میں بدنام تھے جو شراب نوشی میں بدنام تھے جو قتل و غارتگری میں بدنام تھے جو لوٹ مار اور چوری میں بدنام تھی جو بدکاری میں اور پیشہ گیری میں بدنام تھے۔ انہیں جب پرتو جمال مصطفے ﷺ نصیب ہوا ان کے دل پر جب نبی علیہ الصلوۃ والسلام کی برکات مترشح ہوئیں ان کی روح میں جب نمو پیدا ہوئی جب اوصاف روحانی ابھریں تو لوٹ کر کھانے والے اپنا سرمایہ بانٹنے والے بن گئے ظلم کرنے والے عادل بن گئے جہالت کی زندگی بسر کرنے والے دنیا کے سب سے بڑے عالم بن گئے۔ اور نہ صرف یہ بندے وہی تھے کھال وہی تھی گوشت وہی تھا ہڈیاں وہی تھیں انسان وہی تھے باپ دادا وہی تھا سرزمین وہی تھی پوری دنیا میں جو ظلم وجور اور بربریت کی مثال تھے ان میں وہ تبدیلی آئی کہ انہوں نے صحرائے عرب سے اٹھ کر روئے زمین پر عدل عام کر دیا اور ظلم کو بھگا دیا اور انسانیت کو ظلم سے پناہ بخشی اور اللہ کی بکھری ہوئی مخلوق کو اور اللہ سے بچھڑی ہوئی مخلوق میں لاکھوں دلوں میں کروڑوں دلوں میں توحید باری کے چراغ روشن کر دیے ۔ صدیوں سے جہاں بت پرستی ہو رہی تھی وہاں اللہ کی عبادت شروع ہو گئی جو لوگ صدیوں سے محروم تھے اللہ کے نام سے انہیں اللہ سے عشق اور محبت نصیب ہوا اس لئے کہ ان کی ارواح نے براہ راست برکات نبوی ﷺ سے جلا پائی۔ نماز کے احکام بعد میں نازل ہوئے روزے بعد میں فرض ہوئے حج بعد میں فرض ہوا عبادات کے طریقے بعد میں مقرر ہوئے قرآن مسلسل نازل ہوتا رہا لیکن عجیب بات یہ ہے کہ صحابہ کبار رضوان اللہ تعالی علیھم اجمعین میں ایسے لوگ بھی ہیں جنہیں نماز کا حکم آنے سے پہلے زندگی ختم ہو گئی روزے فرض ہونے سے پہلے زندگی پوری ہو گی جن کی عمر جہاد فرض ہونے سے پہلے پوری ہو گئی لیکن ان کا منصب دیکھو تو وہ بھی صحابی ہیں۔ اور صحابی کی عظمت سمجھنے کے لئے اتنا کافی ہے کہ اگر دنیا کی ساری آبادی ولی اللہ ہو جائے ساری ولایت جمع کی جائے تو صحابی کی گرد پا کو نہیں پہنچتی صحابیت کا مقام اس سے بلند تر ہے اور اگر بندہ نمازیں پڑھ کے ولی ہو سکتا ہے اگر بندہ روزے رکھ کے گناہ معاف کرا سکتا ہے۔ گناہ معاف کیا ہوتے ہیں یعنی وہ عادتیں وہ حرکتیں جو ہم نے مادی ضروریات پر، حیوانی خصلتوں کے تابع ہو کر اپنی مادی ضروریات پوری کرنے کے لئے کیں جن میں ہم نے اللہ کی اطاعت کو مد نظر نہ رکھا محض خواہشات نفسانی یا بدن کی ضرورتوں کی تکمیل کا خیال رکھا اللہ سے تعلق نہ رکھا اللہ سے تعلق نہیں تھا جب اللہ سے توبہ کی تو اس کا مطلب ہے کہ جو خطا کر چکے ہیں وہ معاف ہوئی اور توفیق ارزاں ہو گئی کہ آئندہ ہم جو کام کریں وہ اللہ کی اطاعت کے دائرے میں رہ کر کریں۔ چلو ہمیں تو نفل پڑھنے سے رمضان کی برکت سے قرآن کے ختم سے تراویح کی برکات سے قرآن کے سننے سے قیام رمضان سے صوم رمضان سے یہ نعمت نصیب ہو جائے اللہ کرے۔ لیکن جو رمضان کی فرضیت سے پہلے چلے گئے جو نماز کی فرضیت

سے پہلے چلے گئے جو عبادات سے پہلے قرآن کی تکمیل سے پہلے چلے گئے انہیں کیسے نصیب ہو گئی کہ ولی نہیں وہ تو صحابی بن گئے۔ اس کا مطلب ہے کہ دو طریقے ہیں اللہ ایمان دے آدمی نیکی کرے عبادت کرے اسے رمضان نصیب ہو تو یہ نصیب ہو اللہ کا ذکر نصیب ہو قرآن کی تلاوت نصیب ہو قرآن کا سننا نصیب ہو رات دن عبادات میں گزرے جھوٹ سے بچے گناہ سے بچنے کی کوشش کرے تو اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ اس کے گناہ معاف ہوتے ہیں دل میں نور پیدا ہوتا ہے روح میں جلا پیدا ہوتی ہے۔ اور اوصاف روحانی مادی اوصاف پر غلبہ پانے لگتے ہیں۔

لیکن اگر طریقہ اور بھی ہے اور وہ یہ ہے کہ کسی طرح سے روح روشن ہو جائے روح منور ہو جائے دل روشن ہو جائے اور جب دل روشن ہو جائے تو یہ نیچے والا سارا کام جو ہے یہ از خود ہو جاتا ہے جس طرح نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ایک نگاہ جسے نصیب ہوئی وہ صحابی ہو گیا اور وہ صحابی ہوا تو وہ پورا کردار جو زندگی کا تھا وہ یکسر تبدیل ہو گیا چور ی عادل بن گیا جاہل سے عالم بن گیا بات ہے کہ جنہوں نے مدرسے کا منہ نہیں دیکھا وہ پوری دنیا کے سب سے بڑے عالم جو لکھنا پڑھنا نہیں جانتے تھے وہی علم کی اساس ہیں بنیاد ہیں اور دنیا کو علوم سے منور کیا ان لوگوں نے ہے جو خود لکھنا پڑھنا نہیں جانتے تھے۔ اس کا مطلب ہے کہ اگر بندے کو ایمان نصیب ہو عبادت کی توفیق نصیب ہو خلوص نصیب ہو ذکر اذکار نصیب ہوں تلاوت نصیب ہو رمضان کی برکات نصیب ہوں تو اس سے روح کو جلا ملتی ہے اور اس کی اصلاح ہوتی ہے ایک بات یاد رکھیں یہ جو ہمارے حضرات ثواب ثواب کرتے رہتے ہیں یہ کوئی نہیں بتاتا ثواب ہوتا کیا ہے لفظ ثواب عربی کا لفظ ہے اس کا معنی ہے بدلہ اور کافر کو جو بدلا ملتا ہے قرآن نے اسے بھی ثواب کہا ہے۔ **هل ثوب الكفار بما كانو يعملون**. کافروں کو اور بدلے میں کیا ملے گا وہی ملے گا جو وہ کرتے ہیں تو جس ثواب کی بات اسلام کرتا ہے وہ یہ ہے کہ خصوصیات حیوانی دب جائیں خواہشات حیوانی دب جائیں اور اوصاف روحانی اوصاف ملکوتی فرشتوں جیسی عادتیں روح کی عادتیں ان پر غالب آجائیں تو ثواب یہ ہے کہ جو غلطیاں ہو چکی ہیں وہ معاف ہو جائیں اور آئندہ غلطی سے بچنے کی توفیق ہو جائے ثواب یہ ہے کہ عمل زندگی میں گناہ سے بچنے کی توفیق ہو جاتی ہے یہ اس کی تشریح حضور ﷺ کی حدیث بھی فرماتی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا جو لوگ میرے ساتھ بدر میں شریک ہوئے ان پر جنت واجب ہو گئی اس کے بعد وہ جو جی چاہے کریں وہ جنت میں جائیں گے۔ علماء حدیث جب اس کی تفسیر کرتے ہیں تو وہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے کوئی پابندی نہیں لگائی کہ یہ فلاں گناہ نہ کریں یا کفر نہ کریں شرک نہ کریں تو جنت میں جائیں گے کفر اور شرک کے لئے تو جنت حرام ہے منع ہے تو وہاں وہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ کا یہ فرمانا کہ جو جی چاہیں کریں اس کا مطلب ہے کہ ان کا جی ہی نیکی کو چاہے گا برائی کو جی ہی نہیں چاہے گا۔ یعنی بدر میں شرکت کا جو ثواب انہیں ملا وہ یہ ہے کہ وہ پکے جنتی ہو گئے اس کے بعد ساری زندگی جو بھی وہ کریں وہ عین اللہ کی مرضی کے مطابق ہو گا اس کے خلاف نہ کرنے کی انہیں توفیق مل گئی اس لئے نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ میرے بعد اگر امت میں اختلاف ہو اور اہل بدر میں سے کوئی ایک آدمی زندہ ہو اور ساری امت دوسری طرف ہو اس کی رائے الگ ہو تو اس کی رائے پر عمل کیا جائے گا اس لئے کہ اس کی رائے اللہ کی اطاعت سے باہر نہیں ہو گی یہ ثواب ہے کسی غلط فہمی میں نہ رہیے کہ نفل پڑھے تو اتنا ثواب مل گیا روزے رکھے تو اتنا ثواب مل گیا ثواب کا معیار یہ ہے کہ اپنے آپ کو جانچیے۔ اگر گناہ سے نفرت ہو رہی ہے تو ثواب مل رہا ہے اور اگر گناہ سے نفرت نہیں ہو رہی تو کوئی ثواب نہیں مل رہا غلط فہمی میں نہ رہیں کہ میں نے تبلیغی چلہ لگا لیا مجھے اتنا ثواب مل گیا میں فلاں مجلس ذکر میں گیا مجھے اتنا ثواب مل گیا میں نے اتنے روزے رکھے ثواب مل گیا ثواب محض زبانی بات نہیں ہے ثواب سے مراد ہے کہ عمل زندگی میں اللہ کی نافرمانی سے بچنے کی توفیق مل جائے یہ ثواب ہے۔

اور اپنا محاسبہ کیجئے کہ اس رمضان کی برکات سے مجھے کتنی توفیق نصیب ہوئی کتنے گناہ میں

نے چھوڑ دیے یا میرے دل میں گناہ سے کتنی نفرت پیدا ہوئی۔ کیا میں جھوٹ بولنے سے باز آگیا دھوکہ دینے سے باز آگیا کی اب اللہ کی عبادت میں جی لگتا ہے کیا اللہ اللہ کرنے کو دل چاہتا ہے کیا میں فضول حرکتا چھوڑ رہا ہوں۔ جتنا جتنا آپ اللہ کے قریب آئیں گے وہ ثواب ہے اور جتنی پھر کوئی گناہ کی زندگی لوٹ گیا اس کا مطلب ہے اسے کچھ نہیں ملا۔ اگر کسی کو آپ لاکھوں روپے دے دیتے ہیں او صبح اس سے پ توقع رکھتے ہیں کہ وہ سڑک پر بھیک مانگ رہا ہو گا ہرگز نہیں وہ شاید مجھ سے آپ سے زیادہ اچھے کپڑے پہن کر اچھے طریقے سے رہ رہا ہو گا پتہ چلے گا کہ اسے کچھ پیسے ملیں گے۔ اور جس پر مزید افلاس آئے گا چوری کرے گا جوا کھیلے گا کوئی برا کام کرے گا چھینا جھپٹی کرے گا پتہ چلے گا کہ اس کے پاس کچھ نہیں۔ اسی طرح جسے ثواب ملتا ہے وہ ایک بہتر انسان بن جاتا ہے اور مسلمان اچھے انسان کو کہتے ہیں اس کا اللہ کے ساتھ تعلق ہو جاتا ہے چونکہ اوصاف روحانی بدن پہ جب غالب آتے ہیں تو پھر محض وہ بدن کو پالنے کی کوشش نہیں کرتا بلکہ بدن کی ضرورتیں اس طرح پوری کرتا ہے جو روح کے کام میں رکاوٹ نہ ڈالے روح کا تعلق جب عالم امر سے بن جائے وہ پیدا ہوا ہے جب اس کا اپنے گھر سے رابطہ ہو جاتا ہے تو بدن اپنی ضرورت کے لئے جب گناہ کرتا ہے۔ تو وہ روح کے رابطے کو توڑنے کا سبب بنتا ہے روح کمزور ہو جاتی ہے اس کا رشتہ ٹوٹتا ہے۔ تو اللہ کریم نے اپنے نبی علیہ السلام کو مبعوث فرما کر یہ قوت دی کہ جہاں جہاں آپ ﷺ کی نگاہ پاک پہنچی جس دل میں ایمان تھا ایک نگاہ سے وہ صحابی ہو گیا جو کسی نے کہا تھا نکہ

؎ جس طرف نگاہ مصطفٰے کے اشارے ہو گئے

؎ جتنے ذرے سامنے آئے ستارے ہو گئے

تو یہ دو طریقے ہیں روح کا رابطہ اپنے اصل سے اپنی اساس سے ذات باری سے قائم کرنے کے ایک یہ ہے کہ برکات نبوی ﷺ نصیب ہو جائیں یہ طریقہ صوفیوں کا ہے اہل ذکر صاحب حال لوگوں کا صوفیوں کا طریقہ یہ ہے کہ وہ نہیں پوچھتے کون ہے کہاں سے آیا ہے کوئی بھی جو ان کے پاس آتا ہے وہ اس کے قلب پر برکات نبوی ﷺ کی بارش کرتے ہیں اور اس کے قلب میں جب وہ انوارات آتے ہیں تو کتنے لوگ کلبوں کی زندگی چھوڑ کر مساجد کی آبادی کا سبب بن جاتے ہیں۔ حضرتؒ کو دیکھیے آپؒ کے ساتھ یہ سارے لوگ، سنت نبوی ﷺ سجائے یہ جو رات دن سجدے کرتے ہیں۔ یہ سارے کوئی مساجد سے یا یہ سارے کوئی دینی درسگاہوں سے تو نہیں آئے کتنے ایسے لوگ تھے جو مغربی زندگی سے آئے کتنے ایسے لوگ تھے جو ہیروئن اور چرس چھوڑ کر آئے کتنے ایسے لوگ تھے جو سمگلنگ اور چوری چھوڑ کر آئے کتنے ایسے لوگ تھے جو قتل و غارت گری چھوڑ کر آئے لیکن جو برکات نبوی ﷺ ان کے قلوب پہ مترشح ہوئیں تو مختلف انسان بن گئے وہ شب زندہ دار بن گئے وہ شب بیدار بن گئے وہ اللہ کی رضا کے طالب بن گئے اللہ کا عشق نصیب ہوا اللہ کی محبت نصیب ہوئی اور پوری زندگی کا عمل بدل گیا۔ یہ نعمت نصیب ہو تو یہ آسان راستہ ہے لیکن یہ بہت کم یاب ہے بہت بہت مہنگی شے ہے اور عام نہیں ملتی اور اگر مل جائے تو یہ راستہ ایسا سیدھا ہے جیسے ایک علاج طبیب کرتا ہے وہ پہلے اسے کچھ پیٹ صاف کرنے کیلئے دیتا ہے پھر اسے پھکی دیتا ہے کچھ گولیاں دیتا ہے صبح دوپہر شام وہ کھاتے کھاتے بندہ ٹھیک ہوتا ہے۔ ایک انجکشن بن گیا وہ لگا ڈا ایک انجکشن لگایا بندہ درست ہو گیا اسی طرح سے یہ ٹیکہ ہے اصلاح احوال کا حضور قلب کا روح کی جلا کا کہ برکات نبوی ﷺ کسی کو نصیب ہوں اس کے قلب پر وہ انوارات مترشح ہوں اور اس کی زندگی کو تبدیل کر دیں یہ صوفیاء کا طریقہ ہے۔ دوسرا طریقہ علمائے حق کا ہے اور وہ یہ ہے کہ اس بندے کی تربیت کی جائے اسے حلال حرام سکھایا جائے اسے قدم بقدم سکھایا جائے رفتہ رفتہ کبھی اللہ کرے کم از کم وہ اس قابل ہو جائے کہ گذشتہ گناہ معاف کرا کے آئندہ کی زندگی میں نیکی پر عمل پیرا ہو جائے اس ظاہری طریقے کی انتہا یہ ہے کہ بندے کے گناہ معاف ہو جائیں اسے نیکی نصیب ہو جائے جبکہ اہل اللہ کے طریقے کا انجام اور انتہا یہ ہے کہ وہ ذات باری میں فنا ہو جائے اور اس کی کوئی خواہش کوئی طلب باقی نہ رہے۔ دونوں کے مختلف انجام ہیں۔ ایک ظاہری اصلاح کا

www.naqshbandiaowaisiah.com

طریقہ جو غضب الٰہی سے بچا لیتا ہے یہ بہت بڑی کامیابی ہے جو بھی قیامت کو دوزخ جانے سے بچ گیا قرآن حکیم میں ہے۔ فقد فاز۔ من زحزح عن النار۔ فقد فاز۔ جو دوزخ جانے سے بچ گیا وہ کامیاب ہو گیا۔ لیکن کہاں یہ کروہ جان بچا جائے دوزخ سے اور کہاں وہ کہ وہ طلب الٰہی میں مٹ جائے بڑا فاصلہ ہے دونوں میں۔ اور عجیب بات یہ ہے کہ یہ کام جس کا انجام صرف نجاب ہے یہ بہت مشکل ہے ساری زندگی کی محنت ہے اور وہ کام جس کا انجام عشق الٰہی قرب الٰہی طلب الٰہی اور فنافی اللہ ہے وہ لمحوں کی بات ہے۔

؎ اگر کوئی شعیب علیہ آئے میسر
؎ شبانی سے کلیمی دو قدم ہے

لیکن شعیب علیہ نہیں ملتے اگر کسی کو یہ نعمت غیر مترقبہ نصیب ہو جائے اگر کسی کو صرف ایک قلب روشن مل جائے۔ صوفیاء کے نزدیک جس طرح بدن ظاہری کے اعضاء رئیسہ ہیں دل ہے جگر ہے گردے ہیں دماغ ہے اس طرح روح کے بھی اعضاء رئیسہ اور کچھ ایسے مقامات ہیں بدن میں چونکہ روح لطیفہ ربانی ہے تو کچھ ایسے مقامات ہیں جن کی سب کی اصل اور مرکز دل ہے یہ دل جو پمپنگ مشین ہے جو خون چلانے کی ایک مشین ہے اس کے اندر ایک قلب ایک لطیفہ ربانی ہے جو کلام الٰہی کا مخاطب ہے جس پر قرآن نازل ہوا۔

علی قلبك علی عکون من المنذرین آپ علیہ وسلم کے قلب اطہر پہ قرآن نازل ہوا حالانکہ آپ علیہ وسلم کا دماغ عالی بھی دنیا میں بے مثال تھا لیکن نزول قرآن الٰہی دماغ عالی پہ نہیں قلب اطہر علیہ وسلم پہ ہوا قلب لطیفہ ربانی ہے جو اس دل کے اندر ہے جسے انگریزی میں سیٹلڈ ہارٹ کہتے ہیں۔ اگر کوئی ایسی ہستی ہے کوئی ایسا بندہ مل جائے اللہ کو جو امین ہو برکات محمدی علیہ وسلم کا اور نہ صرف امین ہو اس کی وہ قوت ہو کہ آگے تقسیم بھی کر سکتا ہو تو انسان لمحوں میں بدل سکتا ہے۔

یاد رہے یہ نعمت نصیب بھی ہو جائے تو اس کی بقا اس بات پر ہے کہ بندے کو اس کی عظمت کا ادراک ہو کسی جاہل اور گنوار کو جب وہ اپنے باجرے کی فصل کی چوکیداری کر رہا تھا تو پتھر اٹھا اٹھا کر رسی میں ڈال کر چڑیوں پر پھینک رہا تھا تو کوئی پتھر اس نے کریدا تو نیچے سے خزانہ مل گیا اور جس میں بہت قیمتی جواہرات تھے ہیرے تھے تو اس کی سمجھ میں یہ بات آئی یہ تو بڑے خوبصورت اور گول پتھر ہیں یہ تو چڑیاں اڑانے کے لئے اب مجھے کوئی تلاش کرنے کی ضرورت ہی نہیں رہی تو انہیں اپنی رسی میں باندھ باندھ کر پھینکنے لگا اگر اسے پتہ ہو تا کہ یہ جواہرات ہیں تو شاید اسے باجرے کی راکھی کی ضرورت ہی نہ پڑتی شاید باجرہ کاشت کرنے کی ضرورت سے وہ بالا تر ہو جاتا اور شاید لاکھوں لوگوں کو وہ باجرے کی بجائے گندم کھلا سکتا۔

اسی طرح اگر اس نعمت کی عظمت نصیب ہو جائے اس کا ادراک و احساس ہو جائے تو بات بن جاتی ہے اگر اس کی عظمت کا پتہ نہ چلے تو بندہ سمجھے یہ بھی ایک ذریعہ ہے دنیا کمانے کا یا باجرے کی تحفظ کا میرے پاس آگیا تو پھر وہ ایک چھوٹی سی شمع اگر اسے ایک ذرہ مل جائے پھر وہ پیر بن بیٹھتا ہے پھر وہ کرامات بیان کرنے لگتا ہے اس سے پھر دینوی فوائد حاصل کرنا چاہتا ہے اور یہ سب سے بڑی بدنصیبی ہے اس میں بھی انسان بے خطر نہیں ہے پھر وہ اس نعمت سے اپنی بڑائی لوگوں پہ جتانے لگتا ہے یہ سب سے بڑی بدنصیبی ہے اس لئے کہ اللہ کریم فرماتے ہیں حدیث قدسی میں الکبر ردائی۔ لڑائی جو ہے عظمت جو ہے یہ میری چادر ہے اگر کوئی دوسرا اپنے آپ کو بڑا منوانا چاہتا ہے تو گویا وہ میری چادر میں ہاتھ ڈال رہا ہے۔ الکبر ردائی۔ بڑائی جو ہے یہ میری ذات کو سزاوار ہے اور کوئی بندہ اگر اپنے آپ کو دوسروں سے بڑا بنانا چاہتا ہے تو وہ میری چادر میں ہاتھ ڈال رہا ہے۔ پوری تاریخ تصوف میں آپ دیکھ لیں لاکھوں مرید ہوئے صوفیاء کے اور انہوں نے دو تین چار کو اللہ اللہ سکھائی باقی لاکھوں کو اسی طرز پہ رکھا جس طرح علماء ظاہر کرتے ہیں کہ یہ نیکی کرو نماز پڑھا کرو یہ وظیفہ کرو یہ سورت پڑھ لیا کرو درود شریف پڑھا کرو تسبیحات پڑھا کرو انہیں یہ بات نہیں بتائی کیوں نہیں بتائی اس لئے کہ لوگوں میں قدر شناسی نہیں ہیں۔

اور یہ بڑی عجیب بات ہے میں پہلے بھی کئی دفعہ کہہ چکا ہوں اور مجھے اس میں کوئی شبہ نہیں

ہے کہ تبع تابعین سے لے کر ہمارے زمانے تک صرف حضرت اللہ یار خانؒ کا ایک نام ملتا ہے کہ جس کے پاس جو بھی آیا وہ امیر تھا غریب تھا وہ عالم تھا وہ انپڑھ تھا ہر آنے والے کا قلب روشن ہوا ۔ تبع تابعین سے لیکر حضرتؒ تک کی ساری تاریخ میں کوئی ایسی ہستی نظر نہیں آتی جس نے ہر آنے والے کو یہ نعمت دی ہو بلکہ لاکھوں میں سے دوچار کو منتخب فرماتے تھے انہیں یہ نعمت ودیعت فرماتے تھے باقی سب کو ظاہر پر رکھتے تھے اس لئے کہ لوگوں میں قدر شناسی نہیں تھی۔ کہا تو یہ جاتا ہے کہ صوفی بخیل ہیں لیکن یہ بات غلط تھی بخیل صوفی نہیں تھے لوگ نا اہل ہوتے تھے۔ صوفی تو پکارتے رہتے تھے۔

؎ طالب بیا طالب بیا طالب بیا تار سانم یک لحظہ باخدا۔

حضرت شیخ باہوؒ کا شعر ہے کہ اے طالب میرے پاس آئیں تجھے ایک لمحے میں اللہ کے پاس پہنچادوں لیکن زندگی میں تو کوئی طالب ملا نہیں انہیں جسے اللہ اللہ سکھاتے ۔ اور وصال کے بعد آج تک بھی لوگ دینوی خواہشات لے کر جاتے ہیں کوئی اللہ کا طالب جاتے ہوئے دیکھا ہے آپنے اہل اللہ کے پاس بھی لوگ دنیا کے لئے جاتے ہیں اللہ کے لئے کوئی نہیں جاتا اس تلاش میں وہ گزر جاتے ہیں مولانا احمد علی لاہوریؒ اپنے زمانے کے قطب ارشاد تھے اور قطب دنیا میں چار ہوتے ہیں ان کے اپنے زمانے میں روئے زمین پر چار آدمیوں میں سے ایک وہ تھے کتنے لوگوں نے ان سے اللہ اللہ سیکھی ان کے وصال کے بعد ہمیں تو کوئی بھی نہیں ملا ایک بندہ نہیں ملا جسے انہوں نے ایک لطیفہ لب بھی سکھایا ہو حالانکہ انہوں نے لکھ کر اعلان کیا تھا کہ کوئی میرے پاس آئے چار سال کے لئے میرے پاس رہے، اپنا راشن لے کر آئے بچوں کے کھانے کا انتظام کر کے آئے میں اسے چار سال میں فنافی الرسول ﷺ کرادوں گا ان کی زندگی میں تو کوئی نہ آیا۔ ساری دنیا بھوکی تو نہیں تھی لاکھوں لوگ تھے جن کے پاس صدیوں کا راشن پڑا ہے کوئی بھی نہیں گیا آج بھی خدام الدین کے رسالوں میں ان کی بات ان کا اعلان موجود ہوگا اب یہ جائے کہ حضرتؒ کنجوس تھے نہیں دیتے تھے یہ تو زیادتی ہوگی لوگ نہیں چاہتے تھے دنیا کے لئے جاتے تھے دین کے لئے ملتا کوئی نہیں اللہ کے لئے ملتا کوئی نہیں۔

اب حضرتؒ کی تو بات ہی الگ ہے انہوں نے تو پوچھا بھی نہیں کہ کیوں آئے ہو جو گیا جس کام کیلئے گیا اسے کہا بیٹھ جاؤ یہاں اس کا دل روشن ہوگیا میں نے یہ دیکھا کہ ہمارے زمانے میں سب سے بے دین ایک طبقہ مساجد میں جو ہوتا ہے وہ ہوتا ہے جو مسجد کے خادم ہوتے ہیں صفائی کردیں گے پانی بھر دیں گے خود نماز آتی بھی نہیں ہوگی اور پڑھنا تو دور کی بات انہیں یاد بھی نہیں ہوگی حضرتؒ کی مسجد کے خادم کو بھی میں نے فنافی الرسول ﷺ دیکھا ہے خادم جو ہوتا تھا نا مسجد کا وہ بھی فنافی الرسول ﷺ تھا ۔ رمضان المبارک بھی نصیب ہو اللہ کی رحمتیں بھی عام ہوں شیطان بھی قید ہو رحمت باری پہلے آسمان پر آکر پکار رہی ہو ہے کوئی جو مجھ سے بخشش طلب کرے ہے کوئی جو مجھ سے مانگے تو میں اسے نوازوں ایک ایک لمحہ صدیوں سے زیادہ ثواب حاصل کر رہا ہو نوافل فرضوں کے برابر ہوں ایک رکعت ستر کا ثواب حاصل کر رہی ہو ایک روپے کا صدقہ ستر روپے کا ثواب دلا رہا ہوں رحمتیں لوٹ رہی ہوں اور کسی کو وہ نعمت بھی نصیب ہو کہ اس کا قلب روشن ہو برکات نبوی ﷺ اس کے لطائف پہ آرہی ہوں اسے مراقبہ فنافی الرسول ﷺ نصیب ہو نور علی نور ہے۔ اور پھر اس بندے کو اللہ قدر دے توفیق دے شعور دے کہ وہ اللہ کے اس انعام کو سمجھ سکے دنیا میں اس کا معیار صرف یہ ہے کہ جب یہ نعمت نصیب ہوتی ہے تو احوال ظاہری کی اصلاح ہو جاتی ہے اعمال ظاہری کی اصلاح ہو جاتی ہے کردار کی اصلاح ہو جاتی ہے یعنی بندے پر اوصاف ملکوتی فرشتوں جیسی عادتی غالب آجاتی ہیں اور حیوانی خواہشات کے تابع نہیں رہتا جانور نہیں رہتا انسان ہو جاتا ہے۔

اب اس تناظر میں میں بھی آپ بھی ہم سب اپ اپنا محاسبہ کرسکتے ہیں اور یہ احتساب کا مہینہ ہے اس میں محاسبہ کرنا چاہئے اس میں جمع تفریق کرنا چاہئے اور ہر کم از کم ہر روز بندہ یہ تو دیکھے کہ میں نے کیا کھویا میں نے کیا پایا جنہیں ذکر

نصیب ہے بہت زیادہ محنت کرو بہت زیادہ شاید اس دنیا میں میں بھی آپ بھی ہم اس کی قیمت نہ جان سکیں ہر ملک کا سکہ ہوتا ہے اور جو جاننے والے ہیں ان کے پاس تو یہاں بھی امریکی ڈالر ہوں تو وہ کتنے خوش ہو کر بیٹھے ہوتے ہیں میرے پاس امریکن ڈالر ہیں میرے پاس برطانیہ کے پونڈ ہیں یہ سکہ ہے ابد کا آخرت کا جاننے والوں کو تو جو ذرہ ملتا ہے اس پہ بڑے جوش ہوتے ہیں پتہ ہوتا ہے میرے پاس اتنی دولت ہے اور مجھے یہ لے کے جانا ہے جب وہاں جائیں گے آپ تو دنیا کے سکے بیکار ہو جائیں گے اس ملک کا یہی سکہ ہے اور دنیا کے سکے کی کوئی حیثیت نہیں ہے یہ عارضی ہے وقتی ہے لمحاتی ہے اس کے اثرات

الٰہی طلب الٰہی محبت محمد رسول اللہ ﷺ وہ پاکیزہ جذبے جن سے آج زمین خالی ہو چکی۔ اور یاد رکھیں آخری بات میں عرض کر دوں کہ اگر یہ خصوصیات جو روحانی ہیں یہ زندہ نہ ہوں اور ان کی تکمیل کا کوئی سبب نہ بنے تو انسان ہمیشہ بے گھر رہتا ہے جنگل میں ویرانے میں جیسے کسی کو بھٹکنے کیلئے چھوڑ دیں اس طرح رہتا ہے آپ پوری دنیا کی مغرب ہو یا مشرق دنیائے کفر کو دیکھ لیں کسی کو سکون کا ایک لمحہ نصیب نہیں ہے اس لئے کہ روحانی پور پر سارے بے گھر ہیں ان کے گھر اجڑے ہوئے ہیں ان کے پاس کسی آبادی کا پتہ نہیں ہے جس طرح کوئی ویرانے میں بھٹک رہا ہوتا ہے نا اس طرح ان کی زندگیاں ویران ہیں آپ کافر معاشروں

میں دیکھئے کوئی باپ بیٹی کا رشتہ نہیں بہن بھائی کے رشتے میں تقدس نہیں رہا ماں بیٹے کا رشتہ نہیں رہا کیوں سارے اکیلے ہی اکیلے ہیں اور اکیلوں کا ہجوم ہے یہ دنیا میں جہاں کوئی ایک دل زندہ ہو کتنے لوگ اس کے سائے میں بیٹھ کر وقت گزارتے ہیں کتنے سینوں کو سکون کتنے قلوب کو اطمینان اور کتنی انسانیت کو فلاح نصیب ہوتی ہے یہ فرق ہے۔

تو اللہ کریم توفیق دے برکات رمضان کو سمجھنے اور استفادہ کرنے کی اور جنہیں فیوضات قلبی نصیب ہوئے ہیں اللہ انہیں ہمیشہ اس پہ قائم رکھے اس میں ترقی دے اور اس کی قیمت کو سمجھنے کی توفیق دے ورنہ وہ بڑا بے نیاز ہے اور

باقی صفحہ 46 پر ملاحظہ فرمائیں

ٹیکسٹائل ملز متوجہ ہوں
بہترین روئی خریدنے کے لئے تشریف لائیں
پاک کاٹن جننگ فیکٹری رجانہ
پروپرائیٹر: نذیر احمد فون نمبر 04614-62375

www.naqshbandiaowaisiah.com

پتھر کے گولے سے ایٹم بم تک

تحریر۔ نواز خاں ترین — دوسری قسط

1000ء سے 2000ء تک

زیرہ تبصرہ دو سو سالہ دور صلیبی جنگوں کا دور بھی کہلاتا ہے۔ اس لئے ہم اپنے قارئین کو یہ بتائیں گے کہ صلیبی کون تھے، صلیبی جنگوں سے کیا مراد لی جاتی ہے اور ان کا نتیجہ کیا نکلا۔

مسلمانوں کا سیلاب بلاخیز جب حضور اکرم ﷺ کی وفات (632ء) کے بعد جزیرہ نمائے عرب سے نکلا تو ہر طرف پھیلتا اور بڑھتا چلا گیا۔ اس کا اجمالی تذکرہ ہم پہلے کر چکے ہیں۔ اس دور کی دونوں سپر طاقتوں قیصرو کسریٰ نے دیکھتے ہی دیکھتے گھٹنے ٹیک دیئے۔ فارس کا ساسانی خاندان جب یزدگرد سوم کے بعد بکھرا تو سارا ایران حلقہ بگوش اسلام ہوگیا اور اس طرح ایک سپرپاور جو آتش پرست تھی، وہ مسلمان ہوگئی، لیکن دوسری (یعنی قیصر روم) اپنے دین پر ڈٹی رہی۔ اگرچہ بازنطینی سلطنت کو یکے بعد دیگرے شکستیں ہوتی رہیں تاہم جس طرح ایران سارے کا سارا مسلمان ہوگیا تھا، اس طرح بحیرہ روم کی یہ مشرقی عیسائی سلطنت دائرہ اسلام میں داخل نہ ہوئی اور اپنا الگ مذہبی تشخص برقرار رکھا۔

صدیوں تک مسلم تاجداروں کے ہاتھوں عیسائیوں کی شکستوں نے ان کے دانش وروں کو یہ یقین دلا دیا کہ اسلام کی فتوحات ان کے جذبہ جہاد کی وجہ سے ہیں۔ اس اسلامی جذبے کا توڑ کرنے کے لئے انہوں نے اپنی حکومتوں کو جہاد کی طرز پر اپنا ایک الگ طرز جنگ اختیار کرنے کی سفارش کی...... تاریخ میں عیسائیوں کی ان مذہبی جنگوں کو جو گیارہویں اور بارہویں صدر عیسوی میں لڑی گئیں، صلیبی جنگوں کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔

حضرت عمرؓ کے زمانے میں بیت المقدس پر مسلمانوں کا قبضہ ہوگیا تھا۔ وہاں عیسائیوں اور یہودیوں کے بہت سارے مقدس مقامات تھے۔ اس لئے سارے عیسائی اور یہودی ارض مقدس (Holy Land) کے نام سے پکارتے تھے۔ پھر گیارہویں صدی عیسوی میں ایک اور واقعہ رونما ہوا۔ 1070ء تک بیت المقدس پر مصر کی فاطمی خلافت کا قبضہ رہا۔ لیکن جب الپ ارسلان نے منزی کرت (Mansikert) کی لڑائی میں رومیوں کو شکست دی اور شاہ روم کو قیدی بنالیا تو رومی عیسائیوں کی غیرت کچھ جاگی۔ 1071ء میں انہی سلجوقی ترکوں (الپ ارسلان وغیرہ) نے یوروشلم پر قبضہ کرلیا اور وہاں کے مصری گیرٹرن کو بھگا دیا۔ پھر سارے اناطولیہ پر سلجوق حکومت قبضہ کرتی چلی گئی۔ بازنطینی حکمرانوں نے مغربی یورپ کے عیسائی بادشاہوں کو حضرت عیسیٰ کی دہائی اور مدد کے لئے پکارا۔ سلجوق ترکوں نے مذہبی مقامات کی زیارت کے لئے انے والے عیسائی زائرن کی کڑی نگرانی شروع کردی۔ دراصل زائرین کے لبادے میں یہ لوگ جاسوسی اور تخریب کاری کے لئے آتے تھے اور مذہبی رسومات کی ادائیگی کے پردے میں اسلام دشمن سرگرمیوں میں مصروف رہتے تھے۔ مذہب کے نام پر عیسائی پادریوں نے سارے یورپی ممالک کو اپیلیں کرنا شروع کردیں کہ وہ اس "آزمائش" کی گھڑی میں عیسائی مذہب کو صفحہ ہستی سے مٹانے کے لئے اپنا کردار ادا کریں۔ ہر اتوار کو گرجا گھروں میں جو سروس ادا کی جاتی، اس میں بھی مذہب کے نام پر ہتھیار اٹھانے اور اسلام کی جہادی سرگرمیوں کا جواب لانے کی ترغیب دی جاتی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ سارا یورپ مذہبی تعصب کی آگ میں سلگنے لگا اور عیسائی اور یہودی رضاکار خشکی اور سمندر کے راستے ارض فلسطین کی طرف مارچ کرنے لگے۔

تین صلیبی معرکے

تاریخ میں صلیبی جنگوں کے مندرجہ ذیل تین دور بہت مشہور ہیں جن میں سے ہر ایک کا دورانیہ تقریباً" چار چار برسوں تک پھیلا ہوا ہے جن کا باہمی وقفہ 40، 50 برس تک ہے۔

1- پہلا دور (1096ء تا 1099ء) چار برس تک

2- دوسرا دور (1147ء تا 1150ء) چار برس تک

3- تیسرا دور (1189ء تا 1192ء) چار برس تک

صلیبی جنگوں کی عسکری اہمیت

جیسا کہ ہم جانتے ہیں روم عیسائیوں کا

مکہ تھا (وہ اب بھی ہے) روم اٹلی کا دارالحکومت ہے اور جس دور کا ہم ذکر کر رہے ہیں یہ باقاعدہ ایک ریاست تھی۔ روم کے جنوب میں جو طاقتور عیسائی سلطنت قائم تھی۔ اسے بازنطینی سلطنت کہا جاتا تھا۔ یہی وہ حکومت تھی جو رومی' عیسائی' بازنطینی وغیرہ کہلاتی تھی۔ اگرچہ صدہا برس تک مسلمانوں اور عیسائیوں کے درمیان جنگوں کا سلسلہ جاری رہا لیکن مسلمان روم فتح نہ کر سکے۔ ہم یہ کہتے ہیں کہ بازنطینی سلطنت نے یورپ میں اسلام کے پھیلاؤ اور اشاعت کے آگے ایک بند باندھ دیا اور یہ حقیقت معصب سے معصب عیسائی بھی تسلیم کرتا ہے کہ صلیبی جنگوں کا پہلا دور بری طرح ناکام ہوا۔ مسلمانوں کا تہذیب' تمدن' ان کی ثقافت' مذہبی رواداری' عدل و انصاف اور معاشی و معاشرتی نظام اتنا اعلیٰ اور ارفع تھا کہ عیسائیت اس کے سامنے دم بخود تھی۔ یہ سلسلہ صدیوں تک چلتا رہا۔ عیسائی حکمرانوں نے مسلم حکمرانی کے آداب سیکھے۔ اسلامی علوم و فنون اور سائنس و ٹیکنالوجی کی مشعل عرب سے نکلی تو روم اور پھر اندلس کے راستے یورپ میں پہنچی اور وہاں کی تاریک فضاؤں کو منور کر دیا۔ ایک فرانسیسی مورخ ارنسٹ ڈوپے اس صورت حال پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتا ہے "بازنطینی اور رومی تہذیب و ثقافت ایک فروغ یافتہ اور اعلیٰ پائے کی تہذیب و ثقافت تھی لیکن اسلامی تہذیب اس تہذیب سے کہیں بہتر اور برتر نکلی۔ تاہم ان دونوں کے تال میل سے یورپ کی گنوار' اجڈ اور بھدی تہذیب نے درس انسانیت سیکھا۔ اول اول تو اہل یورپ نے مسلم ثقافت کو تحقیر اور حقارت کی نگاہ سے دیکھا لیکن جلد ہی یہ نفرت حیرت میں تبدیل ہو گئی اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے یورپ کی یہ اجڈ سوسائٹی اسلام کی مہذب اور متمدن سوسائٹی کا روپ اختیار کرنے لگی۔ اگرچہ لوگوں نے دین اسلام قبول نہ کیا لیکن اسلام نے جو کچھ انسانیت کو دیا تھا' اس کی مبادیات ساری کی ساری اہل یورپ نے اپنا لیں اور اس طرح ساری مغربی سوسائٹی ایک ایسی متبادل سوسائٹی بن کر ابھری جس نے مسلم سوسائٹی کے نفوذ کا توڑ خود مسلم سوسائٹی ہی سے کر لیا۔ حالی نے کیا خوب کہا تھا۔

شریعت کے پیمان ہم نے جو توڑے
وہ لے جاکے سب اہل مغرب نے جوڑے

دونوں تہذیبیں زیر تبصرہ دو سو برس تک آپس میں ٹکراتی ہیں۔ اسلامی فنون جنگ آہستہ آہستہ عیسائیوں کو منتقل ہوتے چلے گئے۔ صلیبی جنگوں میں عیسائیوں کو شکستیں ضرور ہوئیں لیکن انہوں نے ان ناکامیوں سے سبق سیکھا۔ شام اور فلسطین میں اگرچہ عیسائی تہذیب نے اسلامی تہذیب کے آگے سر تسلیم خم کر دیا لیکن یورپ والوں نے مزاحمت کا راستہ اپنایا اور مشرقی تہذیبی ضعف کے جراثیم یورپ میں نہ پھیل سکے۔ دوسری طرف مسلمانوں نے جو ممالک فتح کئے ان کی تہذیب اور ان کے تمدن کے علاوہ ان کے جنگی علوم و فنون کو بھی نیچا دکھایا۔ لیکن بجائے اس کے کہ مسلم فرمانروا اپنے حربی علوم اور سماجی روایات کو مزید نکھارتے' انہوں نے مقامی اثرات قبول کرنا شروع کر دیئے۔ ہندوستان' مصر اور اسپین میں یہ عمل تیزی سے آگے بڑھا۔ اس کی داستان خاصی دلخراش ہے۔ صدیاں گزر جانے کے بعد پاکستان میں اس ضعف کے آثار آج بھی دیکھے جا سکتے ہیں۔

جنگی اسباق

گزشتہ قسط میں ہم نے ایک ایسی کمان کا ذکر کیا تھا جسے ایک چرخی کے ذریعے کھینچ کر اس پر چلہ چڑھایا جاتا تھا۔ اس کو کراس بو کا نام دیا گیا تھا۔ کراس بو کا استعمال مغرب والوں نے حفاظتی تدابیر کے پیش نظر کیا تھا۔ لیکن وہ اس کی خامیوں کو دور کرنے ان میں اضافے اور ترامیم بھی کرتے رہے جبکہ مسلمانوں نے اس طرف بہت کم دھیان دیا۔ اس کے علاوہ صلیبی سپاہ نے جو ٹیکٹیکل اسباق اس دور میں مسلمانوں سے سیکھے وہ درج ذیل ہیں۔

1- گھات اور گھیراؤ کی چالیں۔
2- ریکی اور سکریننگ کے لئے ہلکی کیولری کا استعمال
3- بھاری کیولری پر سوار ہو کر تیر اندازی کرنا
4- کیولری اور انفنٹری کا مخلوط استعمال

متذکرہ بالا اسباق حملاتی ایکشن کے لئے اخذ کئے گئے اور یہ سب مسلمانوں سے سیکھے گئے کہ اسلامی سپاہ یلغاری جذبے اور ہلکے پن کی حربی صفات سے مالا مال تھیں۔ سپہ سالار اعظم حضرت محمد ﷺ نے انہیں خوف مرگ سے نجات دلا کر شوق شہادت کا جو فلسفہ ارزانی فرمایا تھا' اس نے سارے مسلمان صدہا برس تک سازو سامان سے بے نیاز ہو کر وارفتگی اور پہلی کے جذبوں سے میدان جنگ میں اترتے اور کامیابیاں حاصل کرتے رہے۔

www.naqshbandiaowaisiah.com

ساماں کی محبت میں مضمر ہے تن آسانی
مقصد ہے اگر منزل غارت گر ساماں ہو

لیکن اہل مغرب نے صلیبی جنگوں سے دفاعی اور حفاظتی اقدامات کا بھی درس لیا۔ خاص طور پر قلعہ بندیوں اور محاصراتی جنگ و جدل میں بہت کچھ سیکھا۔ بازنطینی سلطنت میں مستحکم قلعوں کا بہت رواج تھا۔ شہریوں کے گرداگرد مضبوط اور موٹی فصیلیں بنادی جاتی تھیں۔ لیکن مغرب میں اس قسم کی کوئی روایت نہ تھی۔ چنانچہ بارہویں صدی میں یورپ میں فصیلوں اور قلعہ بندیوں نے رواج پکڑا اور پھر جرمنی، فرانس، بلجیم، پولینڈ، برطانیہ وغیرہ میں یہ تعمیرات عام ہو گئیں۔ مشہور صلیبی فرمانروا رچرڈ شیر دل نے نارمنڈی میں شیشاد گیلارڈ نامی ایک بہت مضبوط قلعہ تعمیر کروایا۔ یہ قلعہ تیسری صلیبی جنگوں سے واپسی کے بعد تعمیر کیا گیا اور نہ صرف یہ کہ رچرڈ کے عمیق مشاہدے اور انجینئرنگ کے شعبے میں اس کی مہارت کا ثبوت تھا بلکہ اس تعمیر سے اس کی ندرت کاری کا بھی پتہ چلتا ہے اس نے قلعوں کے فن تعمیر میں مشرقی انداز تعمیر کا اضافہ کرکے انہیں مزید مستحکم بنایا۔

کانصرام ملٹری اصطلاح میں فوجوں کو رسدات پہنچانے کے فن کا نام ہے۔ مغرب والوں نے اس فن میں بھی مسلمانوں سے بہت کچھ سیکھا۔ یورپ میں منظم فوجیں رکھنے کا رواج نہ تھا۔ چند شہزادوں اور بادشاہوں کے پاس کرائے کے فوجی اور نواب (امراء و روسا) تھے جب بھی کبھی کوئی مہم لڑنا ہوتی، یہ لوگ اسلحہ لے کر میدان میں آجاتے اور لڑائی ختم ہونے کے بعد پھر غائب ہو جاتے۔ لہٰذا انصرام کا کوئی باقاعدہ انتظام اور روایت سرے سے موجود ہی نہ تھی۔ لیکن جب چار چار برسوں پر پھیلی ہوئی صلیبی جنگوں سے واسطہ پڑا اور سینکڑوں میلوں کا طویل خشکی اور سمندری سفر کرنا پڑا تو پھر ازراہ مجبوری انہیں یہ فن سیکھنا پڑا کہ اگر وہ ایسا نہ کرتے تو ان کا وجود ہی ختم ہو جاتا۔ صلیبی جنگوں کی پہلی دو مہمیں انصرامی مسائل کی بناپر ناکام ہوئیں۔ زیادہ تر ٹروپس طویل فاصلے طے کرتے ہوئے فاقوں کا شکار ہوگئے، گھوڑوں کو چارہ میسر نہ آسکا اور ان کی بڑی تعداد راستے ہی میں مرکھپ گئی۔ ایک انگریز مورخ این ٹریور نے لکھا ہے۔ ”صلیبی سپاہ کی جتنی اموات انصرامی وجوہات کی بناء پر ہوئیں، اتنی مسلم تلواروں اور تیروں سے نہ ہوئیں“

البتہ تیسرے صلیبی معرکے میں رچرڈ شیر دل نے انصرامی سائنس کا ادراک کیا۔ انگلستان کے اس بادشاہ نے ارض فلسطین تک آتے آتے راستے میں عبوری سپلائی ڈپو قائم کئے۔ اس قسم کا ایک ڈپو قبرص میں قائم کیا گیا۔ سمندری سفر کے دوران بھی اس نے عکرہ سے اسکان تک نہایت اچھے انصرامی انتظامات کئے۔ 1192ء میں اس نے یورشلم کا محاصرہ کیا تو صلاح الدین ایوبی نے اس کی رسائی کے سارے راستوں میں تمام فصلوں کو برباد کر دیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ عیسائی فوج کے گھوڑے چارہ نہ ملنے کی وجہ سے مرگئے۔ رچرڈ کو بیت المقدس کا محاصرہ چھوڑ کر ناکام واپس جانا پڑا۔ تاریخ میں رچرڈ کی اس پسپائی کو اس انصرامی مہارت کا ثبوت کہا گیا ہے کہ وہ محاصرے کو طول دیتا تو اس کی تمام فوج کو فاقوں مروا دیتا جسے وہ واپس اپنے ساتھ انگلستان اور فرانس لے گیا

جاری ہے

بقیہ صفحہ 43 سے آگے

جنہیں یہ نصیب ہے اور وہ خواہشات نفس کی طرف اور اپنی بڑائی کی طرف بڑھتے ہیں تو ان کے انجام سے اللہ پناہ میں رکھے۔ کیونکہ جتنی بلندی پہ کوئی ہوتا ہے جب گرتا ہے تو اتنا ہی چکنا چور بھی ہوتا ہے۔ اللہ کریم ہماری خطاؤں کو معاف فرمائے ہمیں اس مہینے کی برکات نصیب کرے مسلمانوں کو اتحاد و اتفاق نصیب کرے عالم اسلام کو کفر کے چنگل سے نجات دلائے مظلوم مسلمانوں کی مدد فرمائے ہمیں توفیق جہاد ارزاں کرے اس ملک کو ہمیشہ قائم رکھے اور اس پردین کی حکومت قائم فرمائے۔

دعائے مغفرت

ضلع خوشاب کے ساتھی علی اختر کے بیٹے علی احمد ٹریفک حادثے میں وفات پاگئے۔ ساتھیوں سے دعائے مغفرت کی اپیل ہے۔

دعائے مغفرت

سلسلہ عالیہ کے پرانے ساتھی اختر محمود صاحب (لاہور) ایک روڈ ایکسیڈنٹ میں وفات پاگئے ہیں۔

دعائے مغفرت کی درخواست ہے۔

www.naqshbandiaowaisiah.com

محبت رسولؐ کی طاقت

خطاب امیر محمد اکرم اعوان
دار العرفان مورخہ 9-8-99

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ وما ارسلنك الا رحمة للعلمين ۔

اللہ کریم نے اپنی رضا کے لئے جمع ہونے کی توفیق عطا فرمائی، اپنا نام لینے کی توفیق عطا فرمائی اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ تصوف او رسلوک میں سب سے بڑا مقام یہ ہے کہ آدمی کو اللہ کا ذکر کرنے کی توفیق ارزاں رہے، یہ بجائے خود ایک بہت عظیم مقام ہے اور آج کے اس غفلت شعار دور میں، تاریک ترین دور میں، جہاں اسلام کا دعویٰ کرنے والے بھی کفر کی گمراہیوں اور رسومات و رواجات کے اسیر ہیں، اس ظلماتی عہد میں اسم ذات کے ذکر کی توفیق ہو، اتباع رسالت ﷺ کی آرزو پیدا ہو، اس کے لئے بندہ کوشش کرے، میں یہ سمجھتا ہوں اس عہد کا یہ بھی ایک بہت بڑا مقام ہے۔

ہم حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ ڈھلی گاؤں میں۔ حاجی صاحب مرحوم کے ہاں تھے ایک زمیندار کی وفات کی اطلاع کسی نے دی تو حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا نیک آدمی تھا، اچھا آدمی تھا، اس کے لئے دعا فرمائی تو قاضی اللہ علیہ میں اسے جانتا ہوں، وہ تو نماز بھی نہیں پڑھتا تھا، آپ رحمۃ کہتے ہیں نیک آدمی تھا، تو حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ وہ عہد گیا جب نیکی کرنے والے کو لوگ نیک کہتے تھے، اب تو جو نیکی نہ کرے نماز نہ پڑھے لیکن کسی کے ساتھ زیادتی نہ کرے برائی نہ کرے ہم اسے بھی نیک کہتے ہیں، ہر عہد کی بات ہوتی ہے، اس عہد میں تو اسے بھی نیک کہا جائے گا جو کسی سے زیادتی نہ کرے، برائی نہ کرے، خواہ نیکی نہ کرتا ہو۔

تو ایسے گئے گزرے عہد میں یاد الٰہی کی توفیق ہو، راتیں اس کے نام سے آباد ہوں، اوقات اس کی یاد سے روشن ہوں، اس کی اور اس کے حبیب ﷺ کی محبت کا کوئی شمہ نصیب ہو تو یہ بجائے خود ایک بہت بڑا مقام ہے۔ اور اللہ کریم کا بہت بڑا احسان ہے۔ اللہ کی ذات سے غفلت سب سے بڑا عذاب ہے۔ دولت دنیا کا کھو جانا عذاب نہیں ہے اس لئے کہ دولت دنیا تو بارگاہ رسالت ﷺ میں بھی نہ تھی، اگر دنیا کی دولت کا ہونا مقبولیت کی دلیل ہوتا تو سب سے زیادہ دولت بارگاہ رسالت ﷺ جب چارپائی سے اٹھے تو اس کے بان کے نشان جسم اطہر ﷺ پر دیکھ کر حضرت فاروق اعظمؓ نے فرمایا کہ عجیب بات ہے قیصر و کسریٰ جیسے کافر تو ﷺ کے جسم اطہر میں بان پیوست ہو جائے تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اگر دنیا کی قیمت اللہ کے نزدیک ایک مچھر کے پر کے برابر بھی ہوتی تو کافر ایک گھونٹ پانی بھی نہ دیتا، کافر اسے ترستا رہتا۔ اللہ کے نزدیک اس کی قیمت ہے ہی نہیں تو دنیا کی دولت کا کم ہونا مفلسی نہیں ہے۔ جو نصیب میں ہے وہ مل جاتا ہے۔ ہر کوئی اپنے حصے کا رزق کھا کر دنیا سے جاتا ہے اور دوسرے کا کھا نہیں سکتا، اگر زیادہ جمع بھی کر لے تو چھوڑ کر ہی جائے گا، کھائے گا اپنا ہی حصہ۔ لیکن اللہ کی یاد سے محرومی غریبی ہے۔ مفلسی ہے، تنگ دستی ہے۔ حقیقی مفلسی یہ ہے کہ آخرت میں آدمی تہی دست ہو۔

سلوک و تصوف کا حاصل یہ ہے کہ فرد کی ذات میں جمال نبوی ﷺ کا پرتو نظر آئے صوفی جو محنت کرتا ہے، جو ذکر اذکار کرتا ہے، جو اللہ کا نام لیتا ہے، اسے اللہ کا نام بتایا بھی نبی کریم ﷺ نے، اللہ کی ذات کے بارے، اس کی صفات کے بارے، دیگر تعلیمات بھی نبی کریم ﷺ نے دیں، اللہ سے رابطہ کرنے کا سلیقہ بھی سکھایا اور اللہ اللہ کرنے سے جو نور پیدا ہوتا ہے وہ بھی قلب اطہر رسول ﷺ سے ہو کر آتا ہے۔ جتنی فیوضات و برکات اللہ کی طرف سے نازل ہوتی ہیں وہ

www.naqshbandiaowaisiah.com

قلب اطہر محمد رسول ﷺ پہ نازل ہوتی ہیں پھر وہاں سے کائنات میں، عالمین میں تقسیم ہوتی ہیں فرشتوں میں، شجر و حجر میں، زمین و آسمانوں میں، بادلوں اور بارش کے قطروں میں، ہوا کے جھونکوں میں، پھول کے رنگوں میں اور خوشبو میں ہر جگہ جو ذرہ پہنچتا ہے وہ جمال مصطفوی ﷺ کا امین ہوتا ہے، قلب اطہر حبیب کبریا ﷺ سے ہو کر آتا ہے۔ آپ ﷺ کی بے شمار صفات میں سے سب پر غالب صفت جو ہے وہ یہ ہے کہ وما ارسلنك الا رحمة للعلمين ۔ آپ ﷺ کو ساری مخلوق میں عالمین میں (اللہ کی ذات کو چھوڑ کر باقی سب کچھ عالمین میں آجاتا ہے ماسوا اللہ کو عالمین کہا جاتا ہے) اللہ کی ذات کے علاوہ جو کچھ ہے ان سب کے لئے رحمت مجسمہ ہے ذات اقدس محمد رسول ﷺ۔ رحمت کی ایک خصوصیت ہی کہ اگر کسی کو یہ شعور نصیب ہو جائے کہ کوئی ہستی مجھ پر شفقت کرتی ہے میرا خیال رکھتی ہے میرے لئے بے چینی ہوتی ہے میرے دکھ سکھ کو سمجھتی ہے تو آدمی کے دل میں اس کے لئے لاحوالہ محبت پیدا ہو جاتی ہے۔ ہمیں والدین کے بارے یقین ہوتا ہے کہ ہمارے دکھوں سے پریشان ہوتے ہیں، ہماری خوشیوں کے لئے دعا کرتے ہیں ہمارے لئے پریشان رہتے ہیں ہم ان سے محبت کرتی ہیں۔ دوستوں سے، بہن بھائیوں سے، جس سے یہ توقع ہوتی ہے اس سے محبت ہوتی ہے، جس سے یہ توقع اٹھ جاتی ہے اس سے محبت ختم ہو جاتی ہے۔ حضور ﷺ کی ذات ستودہ صفات ایسی ہے کہ جو کائنات کے ہر ذرے کو شفقتیں تقسیم کرتی ہے۔ بنی نوع انسان کے ہر فرد کو شفقتیں تقسیم فرماتی ہے۔ آپ جسے اللہ یہ احساس و شعور یا اس کا تھوڑا سا بھی ادراک دیتا ہے وہ حضور ﷺ کی محبت کا اسیر ہو جاتا ہے۔

یہ محبت کا فلسفہ بڑا عجیب ہے، محبت کرنے والے کا اس میں کمال نہیں ہوتا یہ بڑی عجیب بات ہے، محبت کی فلاسفی بڑی عجیب و غریب ہے کہ جو محبت کرتا ہے جسے آپ عاشق کہتے ہیں، قربانیاں وہ دیتا ہے، دکھ وہ سہتا ہے، روتا پیٹتا چلا تا وہ نظر آتا ہے، دیوانہ وہ ہو جاتا ہے، مجنوں وہ کہلاتا ہے لیکن حقیقتاً یہ کمال اس کا نہیں ہوتا تمام کمال اس محبوب کا ہوتا ہی جو اسے دیوانگی تک پہنچا دیتا ہے یعنی کوئی بات اس میں ہوتی ہے، کوئی کمال اس ہستی میں ہوتا ہے جس سے محبت کی جاتی ہے۔ س ہستی میں کوئی ایسا کمال ہوتا ہے کہ محبت کرنے والے کو وہ ساری پریشانیاں وہ ساری آوارہ گردیاں وہ سارے طعن و تشنیع، مجنون کہلانا، پتھر کھانا، کپڑے پھاڑنا اسے آسان لگتا ہے۔ وہ وصال کی تمنا میں بھاگتا چلا جاتا ہے، اس کا مطلب ہے کہ کمال تو محبوب میں ہوتا ہے

انسانیت کے ہر فرد کا اس کا اپنا ایک ادراک ہوتا ہے اس کے شعور کی اپنی Calibre، ایک سطح ہوتی ہے اور وہ ہر فرد کی الگ ہوتی ہے خواہ سارے علماء ہوں تو ہر عالم کی بھی الگ ہو گی، سارے ان پڑھ ہوں تو ہر ان پڑھ کی الگ ہو گی۔ یہ ایک فطری صلاحیت ہے۔ یہ فطری استعداد ہے جو ہر شخص کی الگ ہوتی ہے، اب ایسے کتنی کمالات کسی ایک ہستی میں ہوں کہ اربوں کھربوں انسان اس کی محبت کے اسیر ہو جائیں ہر شخص سمجھنے کی تو انائی ایک سجھ ہے۔ ہر شخص ایک الگ پہلو سے متعلق ہوتا ہے۔ تو چودہ صدیاں بیت گئیں بعثت عالی ﷺ کو اور پتہ نہیں کتنی صدیاں بیتیں گی، لوگوں کے لباس مختلف، حلیے مختلف، قد کاٹھ مختلف، تعلیمی استعداد مختلف، فکر کا انداز مختلف، اوطان مختلف۔ لیکن محبت ایک ہی ہستی سے ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ اتنے پہلو ہیں قلب اطہر محمد رسول ﷺ کے کہ ہر پہلو سے الگ رنگ کی شعاع پھوٹتی ہے جو کسی نہ کسی دل کو پروئے رکھ دیتی ہے۔ کتنے اربوں کھربوں قلوب انسانی ان شعاعوں میں الجھے ہوئے ہیں، ان تیروں میں پروئے ہوئے ہیں، اس کے نام پہ جیتے ہیں، اس کے نام پہ مرتے ہیں، اس کے لئے تڑپتے ہیں، اس کے لئے بے قرار ہوتے ہیں۔ صدیاں اپنا سفر ختم کر لیں گی، زمانے دم توڑ جائیں گے سورج بے نور ہو جائے گا چاند ستارے جھڑ جائیں گے، آسمان پھٹ جائیں گے، زمین اڑ جائے گی، سمندر خشک ہو جائیں گے، لیکن محبت محمد رسول اللہ ﷺ کے سوتے خشک نہیں ہوں گے۔ کیا ہوا اگر لوگ عرصہ قیامت کا شکار ہوں گے تو حادثہ قیامت کے بعد جب حشر بپا

www.naqshbandiaowaisiah.com

ہو گا ، اٹھیں گے تو پھر وہی نعرہ ہو حق بپا ہو گا اور وہی دیوانگی محبت وہی اس کا جو بھی بن ہو گا ۔ آسمانوں کو پھاڑ دے گی قیامت، زمینوں کو اڑا دے گی۔ سمندروں کو خشک کر دے گی ، سورج بے نور کر دے گی ، چاند ستارے گرا دے گی لیکن عشق رسول ﷺ اور محبت محمد رسول اللہ ﷺ کے زمزموں میں کمی نہیں آئے گی بلکہ عشاق اس زلزلہ قیامت سے بے نیاز ہوں گے انہیں خبر ہی نہیں ہو گی کہ قیامت آئی بھی اور گزر بھی گئی۔

قیامت میں بھی مستثنیات ہیں۔ جنت مستثنیٰ ہے قیامت سے۔ قیامت ہر چیز کو تباہ کر دے گی لیکن جنت موجود ہے اور فنا نہیں ہو گی۔ قیامت ہر چیز کو فنا کر دے گی لیکن جہنم موجود ہے فناہ نہیں ہو گی، عرش الہیٰ فناہ نہیں ہو گا ۔بیت اللہ جس زمین پر ہے وہ فنا نہیں ہو گا ، روضہ اطہر جس زمین پر ہے وہ فناہ نہیں ہو گا ،اسی طرح عشق و محبت جو محمد رسول اللہ ﷺ کی ہے جن جن قلوب میں ہے انہیں عرصہ قیامت کی اور قیامت کی آمد و شد کی خبر ہی نہیں ہو گی ۔بلکہ عجیب بات ہم نے دیکھی عاشقوں کی ایسے فناہ ہوئے ، فنافی الرسول ﷺ میں ایسے لوگ ملتے ہیں تاریخ میں کہ ملک الموت قبض روح کے لئے آتا تو اس نے پایا کہ اس کی روح تو بارگاہ رسالت ﷺ میں ہے اور بارگاہ الوہیت کی طرف دیکھا کہ اب میں کیا کروں تو فرمایا اس کا رشتہ بدن سے منقطع کر کے تو واپس آجاوہ جانے ہم جانیں۔

وہ جو ارواح کو بدن سے نکال کے گرفتار کر کے بارگاہ الوہیت میں لے کے جاتا ہے ،جو مومن ہے اسے پیش کرتا ہے جو کافر ہوتا ہے آسمان کے دروازے نہیں کھلتے وہ ایک الگ لمبی بات ہے۔ لیکن کچھ ایسی ارواح بھی ہیں جنہیں وہ لے کے نہیں جا سکتا، بتاہی سکتا ہے کہ بارالہا بدن یہاں ہے روح وہاں ہے بارگاہ اطہر ﷺ میں ، میرے لئے کیا حکم ہے ؟ ارشاد ہوتا ہے کہ بدن سے اس کا رشتہ توڑ دے تیرا کام ختم ، ہم جانیں اور وہ جانیں۔ بھلا ایسے لوگوں پر کیا قیامت بیتے گی جنہیں یہ بھی پتہ نہیں کہ موت کب آئی اور کب چلی گئی۔

تو سلوک و تصوف صرف یہ ہے کہ اس عظیم سمندر سے جو ہمیشہ ٹھاٹھیں مارتا ہے ، جس کی موجیں اٹھ اٹھ کر کناروں کو روندرہی ہوتیں ہیں ، جو محبت کا سمندر ہے ، اس میں سے کوئی کاسہ ، کوئی کرشمہ ، کوئی گھونٹ نصیب ہو جائے۔ یہی سب سے اعلیٰ مقام ہے ، یہی سب سے بڑا مرتبہ ہے۔

نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پچھنے لگوائے تب تک یہ علاج ہوتا تھا اب ذرا جدید علاج آگئے تو ہمارے ہاں بھی اب تک ہوتا تھا کہ استرے سے زخم لگا کر بدپر اس پر کوئی لگاتے تھے ذونی سی اور اس میں خون بھی آجاتا تھا کچھ اس طرح کا پچھنے لگوانا کہتے تھے۔ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی پچھوانے لگوائے اس مین خون جو نکلا ایک برتن میں ڈالا اور ایک صحابی کو دیا کہ اسے باہر جا کر جگہ کھود کر دفن کر کے آنا۔ وہ برتن لے کے چلا گیا اب نبی کریم ﷺ کا خون ہے ، اس کے ہاتھ میں ہے برتن، زمین کھود کر بیٹھا ہے ، اپنے ہاتھوں سے کیسے آقا کا خون زمین پر گرا دے ، کیسے اس پر مٹی ڈالے ۔ قانون اور ضابطے اپنی جگہ ، عشق و محبت کے تقاضے اپنی جگہ۔ اسے نہ رہا گیا اس نے کہا میں نہیں نیچے گرا سکتا اس نے سارا خون پی لیا، برتن سارا چاٹ کر صاف کر دیا واپس آگیا۔ اب خون پینا تو ویسے حرام ہے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پوچھ لیا ہاں بھئی خون دفن کر دیا ؟ اب خاموش کھڑا ہے بھئی تم بتاتے کیوں نہیں ہو ؟ یارسول اللہ ﷺ دفن نہیں کیا۔ کیا کیا ؟ یارسول اللہ ﷺ میں نے پی لیا۔ فرمایا تجھ پر جہنم کی آگ حرام ہو گئی۔

گناہ کرنے سے بھی دوزخ حرام ہو جاتی ہے ہاں یہی تو مزہ ہے گناہ کرنے سے بھی جہنم حرام ہو گئی اس لئے کہ وہ گناہ نہیں تھا وہ دیوانگی تھی عشق رسول ﷺ میں وہ ان حدوں سے گزر گیا تھا شعوری طور پر جہاں فرشتے اعمال لکھتے ہیں۔ اس کی عقل جواب دے گئی تھی اس کے عشق کے سامنے۔ آپ ﷺ نے فرمایا میرا خون تیرا جزو بدن بن گیا۔ اب بدن کو جہنم نہیں چھو سکتی۔

حضور ﷺ کی طبعیت ناساز تھی آپ ﷺ نے رات ایک لکڑی کا برتن رکھوایا اور اکثر حضور ﷺ رکھا کرتے تھے رات کو رفع حاجت کی ضرورت ہوئی تو اس میں چھوٹا پیشاب فرمایا کرتے تھے۔ آپ ﷺ نے چھوٹا

www.naqshbandiaowaisiah.com

پیشاب کیا، صبح ایک خادم کو دیا کہ جاؤ اسے باہر پھینک آؤ واپس آیا تو پوچھا کہاں پھینکا؟ یا رسول اللہ ﷺ میں نے پی لیا فرمایا۔ تیرا پیٹ کبھی خراب نہیں ہو گا یعنی عشق و محبت میں واقعی اگر محبت کا خلوص ہو اس کی ایکٹنگ نہ ہو تو یہ تو احوال کو اور احکام کو تبدیل کر دیتی ہے۔

ایک صحابی نے روزے سے اپنی بیوی سے مجامعت کر لی۔ اب برداشت نہ کر سکا، بارگاہ اقدس ﷺ میں حاضر ہوا، یا رسول اللہ ﷺ مجھ پر سزا لاگو کی جائے، مجھے سزا دی جائے،، انی وقعت فی امراتی فی رمضان ،، میں نے رمضان میں روزہ توڑ دیا اپنی بیوی کے ہاں گیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا ساٹھ روزے رکھو۔ خاموش یا رسول اللہ ﷺ اتنا کمزور ہوں کہ تیس پورے نہیں کر سکا رمضان کے اور ان میں روزہ توڑ بیٹھا ہوں ساٹھ میرے جیسا بندہ کہاں رکھے گا یہ تو مجھ پر کئی ساٹھ روزے پڑے گے۔ فرمایا پھر ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلاؤ۔ یا رسول اللہ ﷺ میرے پاس تو بچوں کو کھلانے کے لئے کچھ نہیں فرمایا اچھا بیٹھو ایک آدمی کھجوروں کا ٹوکرا لے آیا، ہدیہ بارگاہ نبوت ﷺ میں پیش کیا۔ فرمایا یہ ٹوکرا لے جاؤ مساکین میں بانٹ دو، تمہارے روزے کا کفارہ ہو گیا۔ ٹوکرا خالی کر کے آ گیا کہاں بانٹا؟ یا رسول اللہ ﷺ سب سے غریب مجھے اپنے ہی بچے نظر آئے میں انہی کو دے آیا ہوں۔ آپ ﷺ نے مسکرا کر خاموشی اختیار کی کہ روزے کا کفارہ دیا۔

یہ ہے قوت عشق و محبت کی جو اپنے لئے اپنے نئے نئے راستے بنا لیتی ہے۔ یہ قوت ہے محبت رسول اللہ ﷺ کی اتنی طاقت ہو اس میں کہ حضور ﷺ کی غلامی سے قدم باہر نہ نکالنے دے اور یہی حاصل ہو تصوف و سلوک کا۔ اس طرف تو ایک بحر نا پیدا کنار ہے جس سے کائنات مستفید ہوتی ہے اور اللہ کریم ساری انسانیت کو خطاب کر کے فرماتا ہے۔ قدجاء کم رسول من انفسکم علیہ ما عنتم ۔ دیکھو میرا نبی ﷺ بھی اولاد آدم علیہ السلام میں سے ہے، انسان ہے، انسانی تقاضے رکھتا ہے، بھوک پیاس لگتی ہے، گرمی سردی محسوس کرتا ہے، اہل و عیال رکھتا ہے، دنیا کی ہر وہ پریشانی ہر وہ مصیبت جو کسی انسان کے ساتھ ہے وہ اس کے ساتھ بھی ہے کہ وہ بھی انسان ہے لیکن۔ عزیز علیہ ما عنتم ۔ اسے اپنی کبھی کوئی فکر نہیں ستاتی، تمہیں ٹھوکر لگتی ہے تو اس کا درد وہ محسوس کرتا ہے اور یہاں مومن کی قید نہیں انسان سے خطاب ہے کہ کافر سے بھی جب گناہ ہوتا ہے، کافر کو بھی جب ٹھوکر لگتی ہے، اس کے لئے بھی جب جہنم میں درجہ مزید بڑھتا ہے تو میرا نبی ﷺ دکھی ہو جاتا ہے، پریشان ہو جاتا ہے، چوٹ اسے لگتی ہے درد وہ محسوس فرماتا ہے۔ حریص علیکم ۔ دو عالم سے بے نیاز ہے لیکن تمہارے لئے حرص کی حد تک چلا گیا ہے۔ لالچ کی حد تک چلا گیا ہے کہ تم جہنم سے واپس آ جاؤ، اس کے سایہ رحمت میں آ جاؤ، یہ تو رہی ہر عام و خاص کی بات کافروں پر بھی اتنا کرم تو ہے اور اگر بات مومنوں کی آ جائے تو درگزر کرنے والا بھی ہے اور رحم کرنے والا بھی اور۔ و بالمومنین روف رحیم۔ ان کی خطاؤں پہ نظر نہیں کرتا، درگزر فرماتا ہے، اور ان کے لئے ہمیشہ رحمت و شفقت کے دروازے وا رکھتا ہے۔ اب بھلا بتایئے کہ جہاں محبت و شفقت کے دریا یوں بہہ رہے ہوں بانٹی نہ جا رہی ہو بلکہ لٹائی جا رہی ہو، کافر تو نامراد ہے اس کو چھوڑو، اس نے نہ اللہ کو پہچانا نہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو۔ ہم جو محبت کا دعویٰ رکھتے ہیں، ایک شاعر نے محبت کی تعریف فرمائی۔

محبت کیا ہے تاثیر محبت کس کو کہتے ہیں
ترا مجبور کر دینا مرا مجبور ہو جانا

محبت تو یہ ہے کہ ہم بس ہو جائیں اور غلامی سے باہر نکل نہ سکیں، اختیار ہی ختم ہو جائے۔ اتباع رسالت ﷺ سے باہر قدم رکھنے کا سوچ ہی نہیں سکتا کہ اس کا قدم دیوار سے باہر جائے گا، جیل خانے کا بندی ہے، اسے پتہ ہے جیل کی چار دیواری حد ہے، اس سے باہر میں نہیں جا سکتا اس طرح اللہ نے فرمایا۔ تلک حدود اللہ ولا تقربوا۔ عبور کرنا تو دور کی بات ہے یہ اللہ کی حدود ہیں ان کے قریب بھی مت پھٹکو۔ یہی تقاضائے محبت ہے، یہی حصول تصوف ہے، یہی راہ سلوک کا آخری مقام ہے کہ ہمیں مرنا آسان لگے اور گناہ کرنا مشکل لگے۔ محمد رسول اللہ ﷺ کی غلامی سے

www.naqshbandiaowaisiah.com

دوسری بات یہ ہے کہ میں اپنا کام نہیں کر رہا تھا۔

؎ انہی کی محفل سنوارتا ہوں زبان میری ہے بات ان کی

تو دوسری بات یہ ہے کہ میں جو کچھ کر رہا تھا میں اپنے لئے نہیں کر رہا تھا، اس میں میرا کوئی ذاتی، کوئی سیاسی، مفاد نہیں بلکہ محض محمد رسول اللہ ﷺ کا ہے، ایک خادم کی حیثیت سے مجھے توفیق اللہ نے دے دی، وہ قادر ہے وہ چاہئے تو پتھروں سے کام لے لے، درختوں سے کام لے لے، اسی طرح کسی بندے کو سرفراز فرمادے تو یہ اس کی رحمت ہے۔ تو حق یہ ہے کہ بندے کی اپنی ذات درمیان میں نہ رہے کام کرے تو اس میں اپنی پسند نہ ہو مجبور محض ہو جائے۔

؎ تیرا مجبور کردینا میرا مجبور ہو جانا

یہ ہے حاصل سلوک و تصوف اویہ کیفیات کثرت ذکر سے اور کثرت مراقبات سے نصیب ہوتی ہیں یہ راستہ ہے اس منزل کو جانے کا، آپ جتنا وقت لطائف پہ لگائیں گے اس کے بعد جتنا وقت آپکو نصیب ہو، مراقبات پہ لگائیں بلکہ آخرت شب مراقبہ کرتے ہوئے، سونے سے پہلے مراقبہ شروع کریں اومراقبہ کرتے سو جائیں تاکہ وہ مسلسل چلتا رہے دل جاگتا رہے آنکھ سوتی رہے محنت کیجئے۔ یہ چند گھڑیاں جو اس دنیا میں عطا ہوئی ہیں یہ اس لئے ہیں کہ یہاں یہ دولت جمع کرلیں یہی حاصل ہے اس زندگی کا باقی ضمنی کام ہیں۔ ہم کاروبار کرنے کے مکلف ہیں۔ ہم حصول رزق کے لئے محنت کرنے کے مکلف ہیں یہ سارا عبادت بنتا جاتا ہے اگر یہ مرکزی کام ہم کر رہے ہوں تو حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ مومن کی دنیا بھی دین ہے پھر جو دنیا کا کام ہوتا ہے وہ بھی عبادات میں شمار ہوتا چلا جاتا ہے تو اس پہ توجہ کیجئے اور اس کا خاص خیال رکھیے۔ یہ نعمت غیر مترقبہ حاصل کیجئے۔ اللہ حاضر و غائب سب احباب کو اور تمام مسلمانوں کو یہ دولت نصیب فرمائے اور تمام انسانوں کو اس کا شعور وادراک نصیب فرمائے۔ اگر یہ جذبہ رتی برابر بھی ہم میں آگیا ہمیں نصیب ہو گیا تو دیکھ لیجئے گا ملک میں انقلاب آجائے گا۔ باقی وسائل ہم جمع کرتے رہیں جی امریکہ بھی ہمارا ساتھ دے دے، یورپ ہمیں پیسے دے دے، جاپان ہمیں اسلحہ دے دے، کچھ نہیں قتل و غارت گری ہوگی م تباہی ہوگی، بربادی ہو سکتی ہے، انقلاب نہیں آئے گا، حکومتیں بدل سکتی ہیں، حالت نہیں بدلیں گے۔ لیکن اگر یہ ذرہ عشق نبی ﷺ کا نصیب ہو جائے اور جو ہم کہتے ہیں واقعی ہم ویسے ہو جائیں، جو ہم چاہتے ہیں ویسے ہم بن جائیں پھر دیکھے انقلاب کس طرح آتا ہے؟ انشاءاللہ چٹکیوں میں آئے گا۔ بڑی سے بڑی طاقتیں پاؤں کی ٹھوکروں سے ہٹ جائیں گی۔ اسباب خود بخود پیدا ہو گے اسباب تو مجبور ہوتے ہیں جو وہ چاہتا ہے وہ نتائج پیدا کرتا ہے۔ انقلاب کے لئے بھی محنت اس پہ کیجئے کہ عشق رسول ﷺ نصیب ہو جائے مقامات کے لئے بھی محنت اس پہ کیجئے اور آخرت کے لئے بھی اس پر محنت کیجئے یہی ایک دولت ہے جو ہر مرض کی دوا ہے۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین۔

بقیہ صفحہ 55 سے آگے

اتنی رقم اکٹھی ہو سکتی ہے، جو حکومت اور عوام کی ضروریات پوری کر سکے؟

☆ زکوٰۃ اسلام کا پبلک لاء ہے اور یہ ہر اس شخص پر، جو اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کرتا ہے، خواہ وہ شیعہ ہے یا سنی، لازم ہے۔ کسی مکتبہ فکر سے زکوٰۃ وصول نہ کرنا محض حکومت کی کمزوری ہے، اسے کوئی دوسرا نام نہیں دیا جاسکتا۔ اس لئے جب تمام مسلمان پبلک لاء کی روشنی میں زکوٰۃ ادا کریں گے تو مشکلات کے بھنور سے نکلنے کی صورت ضرور پیدا ہوتی دکھائی دے گی۔

خوشخبری

حضرت جی مدظلہ العالی کی فرمودات پر مبنی کتاب

"طریق نسبت اویسیہ"

شائع ہو چکی ہے

قیمت 200 روپے

اویسیہ کتب خانہ، کالج روڈ ٹاؤن شپ۔ لاہور

www.naqshbandiaowaisiah.com

نکلنا مشکل ہو، اس پر جان دینا آسان ہو جائے۔ اگر یہ بات نصیب نہ ہو تو مراقبات میں آدمی عرض اولیٰ تک بھی چلا جائے، نواں عرش بھی عبور کر جائے تو بعض اوقات ایسا ہوتا ہے کہ آپ نے دیکھا جہاں پہ پتنگ اڑتی ہے اس کے ساتھ کتنے گز لمبا دھاگہ بھی ہوتا ہے اگر اس کے سرے سے پتنگ کاٹ دیں تو کیا وہ دھاگہ رہ سکتا ہے ہوا میں؟ ہمارے منازل ہمارے مشائخ کے ساتھ ہیں، پتنگ وہ ہیں ہم دھاگے ہیں۔ ہم ان بزرگوں کے ساتھ جڑے ہوئے ہیں تو کوئی کہتا ہے میں ساتویں عرش پر ہوں میں فنابقا پر ہوں، میں سالک المجذوبی پر ہوں۔ ذرا پتنگ سے خود کو الگ کر کے دیکھیں پھر میں دیکھتا ہوں کس منزل پہ رہتا ہے ان کا کوئی اعتبار نہیں ہے یہ تب تک ہی قائم رہتا ہے جب تک اتباع محمد رسول ﷺ قائم رہے۔ آقا ﷺ کی غلامی سے جو نکلے اس کی پرواہ مشائخ نہیں کرتے، ان کے نزدیک آقا ﷺ کی غلامی زیادہ پیاری ہے۔ جب ہم وہاں سے نکلتے ہیں تو پتنگ سے بھی کٹ جاتے ہیں اور پتنگ سے کٹی ہوئی ڈور میں نے کبھی ہوا میں لہراتے نہیں دیکھی۔ جھاڑیوں میں الجھتی ہے درختوں پہ گرتی ہے۔ واپس اپنی جگہ بھی کبھی نہیں آتی، ٹوٹ کے ریزہ ریزہ ہو جاتی ہے۔

اور اس راستے کا خطرہ یہی ہے مولانا اشرف علی تھانویؒ لکھتے ہیں کہ مرتد تصوف کافر نہیں ہوتا۔ تصوف سے اگر کوئی واپس آگیا مرتد ہو گیا تو یہ کفر نہیں ہے لیکن مرتے عموماً کفر پر ہی ہیں۔ فرماتے ہیں شرعاً تو وہ کافر نہیں ہوتا لیکن جب نازل سلب ہوتے ہیں تو توفیق ایمان بھی سلب ہو جاتی ہے، عموماً کافر ہو کر مرتے ہیں۔ اس لئے کہ جو ڈور آسمانوں کی بلندیوں میں چلی جاتی ہے۔ وہ واپس ویل پر نہیں آتی اگر اوپر سے کٹ جائے تو۔ پھر وہ جھاڑیوں میں الجھتی ہے درختوں میں ٹوٹتی ہے سلامت نہیں رہتی یہی حال ایمان کا بھی ہوتا ہے۔

تو یہ بحث کہ کون کس مقام پر ہے کس کا کیا حال ہے مجھے اس سے کبھی دلچسپی نہیں ہوئی۔ میں مراقبات ساتھیوں کو کراتا ہوں کھلے دل سے کراتا ہوں اور سارے کراتا ہوں۔ منازل بالا تک ہمارے ہاں دروازہ کھلا ہے، کوئی پابندی نہیں ہے۔ اللہ جسے جو عطا کرتا ہے جہاں لے جاتا ہے لے جائے۔ لیکن یہ یاد رکھو ان سب کی اصل اسی بات پر ہے کہ اتباع رسالت ﷺ، محبت محمد رسول اللہ ﷺ اور آپ ﷺ کے ساتھ تعلق میں کتنی طاقت ہے۔

جان دینا آسان ہو اور منہ پھیرنا آسان نہ ہو۔ یہ الگ بات ہے انسان ہے اس کے حالات بدلتے ہیں موسم بدلتے ہیں دل کے خیالات بدلتے ہیں طبعی رجحانات بدلتے ہیں ایک دفعہ بڑی محبت سے ذکر کر رہا ہوتا ہے دوسری دفعہ اسے ذکر کرنا دشوار لگ رہا ہوتا ہے یہ قبض و بسط ہوتا رہتا ہے۔ یبسط الرزق لمن یشاء و یقدر۔ جس طرح رزق میں تنگی اور فراخی آتی ہے اسی طرح کیفیات میں بھی کبھی فراخی آجاتی ہے اور کبھی قبض آجاتا ہے۔ قبض سے گھبرانا نہیں چاہئے اور فراخی پر، بسط پر اترانا نہیں چاہئے۔ اپنا کام کیے جاؤ یہ اس کا کام ہے کب قبض بھیج دیتا ہے کب بسط بھیج دیتا ہے۔ یہ اللہ کا کام ہے بسط آجائے، فراخی آجائے اس پر اترانا نہیں چاہئے او قبض آجائے اس پر گھبرانا نہیں چاہئے اس لئے کہ یہ ایک فطری اصول ہے انسان کا اور من جانب اللہ ہوتا ہے اور ہمیشہ بسط ہی رہے تو ریزہ ریزہ ہو جائے اس کا بدن پھٹ جائے۔ وہ خوب جانتا ہے جس نے اسے پیدا کیا ہے وہ اس کے مزاج کو صحیح رکھتا ہے۔ قبض بھی اس کی ضرورت ہے لیکن قبض ہو یا بسط پوری کوشش ایک بات کی ہو کہ میں حضور ﷺ کا اتباع نہ چھوڑوں، آپ ﷺ کے ساتھ رشتہ مضبوط سے مضبوط تر ہوتا جائے۔ حتی کہ آدمی کی اپنی ذات ختم ہو جائے۔

اگلے دن خط آیا کہ مجھے وضاحت لکھتے ہیں فرمایئے کہ میں اویسیہ مسجد لاہور میں لوگوں کے ساتھ آپ کی تقریر سن رہا تھا، آپ کو دیکھ رہا تھا اور دیکھتے دیکھتے مجھے نہیں سمجھ آئی کیا ہوا، میں نے دیکھا کہ منبر پر تو حضور ﷺ بیٹھے ہیں خطاب فرما رہے ہیں ﷺ اور میں زیارت سے مستفید ہوتا رہا اور پھر مجھے جب ہوش آیا تو میں نے دیکھا نہیں بات تو آپ ہی کر رہے ہیں۔ تو وہ سمجھنا چاہ رہا تھا میں نے کہا سمجھنے کی اس میں کیا بات ہے ایک بات تو یہ ہے کہ تم خوش نصیب تھے تمہیں زیارت ہو گئی اور

www.naqshbandiaowaisiah.com

زکوۃ اور ٹیکس سسٹم

تحریر جاوید احمد غازی

آج پاکستانی عوام انکم ٹیکس، سیلز ٹیکس، ویلتھ ٹیکس، جنرل سیلز ٹیکس غرض ٹیکس ہی ٹیکس کے چکروں میں الجھ کر رہ گئے ہیں۔ عوام جس قدر ٹیکسوں سے جان چھڑانا چاہتے ہیں، اسی قدر مزید ٹیکس ان پر مسلط کر دیئے جاتے ہیں۔ نتیجتاً فطری طور پر عوام میں ایک اضطراب کی کیفیت جنم لے چکی ہے۔ اکثر لوگ ٹیکسوں سے جان چھڑانے کے لئے جھوٹ بولنے اور رشوت دینے سے بھی گریز نہیں کرتے، جس کی وجہ سے حکومت کا ٹیکسوں کی مد سے آمدنی کا ٹارگٹ پورا نہیں ہوتا اور پھر حکومت عوام کو ایک نئے ٹیکس کا مژدہ سنا دیتی ہے۔

اس صورت حال کے تناظر میں جب میں نے جاوید احمد غامدی صاحب سے پوچھا کہ آپ کے خیال میں ٹیکس سے کیا مراد ہے اور اس کے اغراض و مقاصد کیا ہوتے ہیں؟ اسلامی نظام میں ٹیکس کا تصور کیا ہے؟ تو وہ فرمانے لگے:

☆ سوسائٹی جب یہ فیصلہ کرتی ہے کہ وہ ایک ریاست کی سطح پر اپنے آپ کو منظم کرے گی تو اس میں دو طرح کے اخراجات پیدا ہوتے ہیں، ایک نظم حکومت چلانے کے اخراجات آپ سڑکیں، ریل، ہسپتال بنائیں گے، اسی طرح سوسائٹی کی کئی کریں گے، اس لئے ریاست اور ٹیکس لازم و ملزوم ہیں۔

ٹیکس اصل میں سوسائٹی کی Continuation ہے تاکہ حکومت اس کے اجتماعی نظم کو چلا سکے اور بحیثیت مجموعی اس لئے کے معیار زندگی کو بہتر بنا سکے۔ اس لئے یہ بات کہ ٹیکس ختم کیا جا سکتا ہے، کیا ٹیکس کے بغیر کوئی سوسائٹی چلائی جا سکتی ہے، درست تصور نہیں کی جا سکتی۔

لہذا میرے نزدیک اصل غوت طلب بات ٹیکس کی مقدار متعین کرنا ہے اور اس بات کا فیصلہ کرنا ہے کہ کس پر لاگو کرنا ہے اور کتنا کرنا ہے اس کا حق کس کو ہونا چاہئے، اب تک انسانی تاریخ میں اس کے تین جوابات دیئے گئے ہیں:

ایک یہ کہ اس کا حق سوسائٹی پر حکمرانی کرنے والے بادشاہوں کو ہے، یعنی یہ بادشاہ کا صوابدیدی اختیار ہے کہ جس قدر مناسب سمجھے سوسائٹی پر ٹیکس عائد کر دے۔

دوسرا جواب یہ ہے کہ یہ حق سوسائٹی کے نمائندوں کو ہے، چنانچہ بادشاہوں کا اختیار جب امریکہ اور یورپ میں چیلنج کیا گیا تو یہ نعرہ بہت مقبول ہوا- No Taxation with-out Representation یعنی ٹیکس حاصل ہے۔

تیسرا جواب یہ ہے کہ یہ حق نہ کسی انسان کو ہے اور نہ ہی انسانوں کے نمائندوں کو حاصل ہے، بلکہ یہ حق صرف اور صرف اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کو حاصل ہے۔

اسلامی نقطہ نظر سے یہی تیسری بات درست ہے۔ دنیا کے تجربے نے ثابت کر دیا ہے کہ بادشاہوں سے ٹیکس لگانے کا اختیار چھین لینے کے بعد بھی ٹیکس کے نام پر حکومت کے ظلم و استبداد کا خاتمہ نہیں کیا جا سکا، وہ جتنی قسم کے ٹیکس چاہتی ہے، لگاتی چلی جاتی ہے اور یہ فیصلہ کرنے کا کوئی ذریعہ نہیں ہے کہ ٹیکس کی کیا مقدار ہے، جسے منصفانہ قرار دیا جا سکے۔

عوام ہر سال بجٹ کے موقع پر دل تھام کر بیٹھے ہوئے ہیں کہ معلوم نہیں ان پر ٹیکس کے نام پر کیا افتاد پڑتی ہے۔ یہ ٹیکس لگانے کا اختیار سوسائٹی کے مجموعی نظام پر جو برے اثرات چھوڑتا ہے، اس کے کئی پہلو بیان کئے جا سکتے ہیں، لیکن بات بہت دور نکل جائے گی۔ اس لئے میں یہ کہنے کی جسارت کر رہا ہوں کہ مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ کی یہ بہت بڑی نعمت حاصل ہے کہ ان کے اور ان کی حکومتوں کے مابین ان کے پروردگار نے ہمیشہ

www.naqshbandiaowaisiah.com

کیلئے حتمی طور پر اس مسئلے کا فیصلہ کر دیا ہے۔

قرآن مجید اس معاملے میں بالکل صریح ہے کہ حکومت مسلمانوں پر زکوٰۃ کے علاوہ کوئی ٹیکس عائد نہیں کر سکتی۔ حکومت ہمیشہ کیلئے پابند ہے کہ جو چادر اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اکرم ﷺ نے فراہم کر دی ہے، اسی میں پاؤں پھیلائے۔ زکوٰۃ کیا ہے؟ وہ کس طریقے سے لاگو کی جائے گی؟ اس معاملے میں میری تحقیق اور دوسرے علماء کے نقطہ نظر میں بہت فرق ہے۔ میرے خیال میں ہمارے معاشرہ میں زکوٰۃ کو

حکومت کا ایک اور ٹیکس قرار دے دیا گیا ۔ جائے اس کے کہ زکوٰۃ کو شکل میں واحد ٹیکس وصول کیا جائے، اس کو تمام ٹیکسوں کے ساتھ ایک اور ٹیکس بنا دیا گیا۔ لہٰذا ایکم رمضان المبارک کو زکوٰۃ کی کٹوتی کے موقع پر بڑے بڑے متدین زکوٰۃ سے بچنے کیلئے بینکوں میں وہی حیلے تلاش کر رہے ہوتے ہیں جو عام لوگ ٹیکس سے بچنے کیلئے اختیار کرتے ہیں۔

میں سمجھتا ہوں کہ اگر زکوٰۃ کا صحیح تصور واضح کیا جائے اور اس کے علاوہ تمام ٹیکس ختم کر دیئے جائیں تو ہماری سوسائٹی میں ٹیکس کے حوالے سے حکومت، عوام کشمکش ہمیشہ کیلئے ختم ہو جائے گی۔

☆ آج عوام اپنے ادا کردہ ٹیکسوں کا جو حشر دیکھتے ہیں، اس کے تناظر میں کیا وہ سوچنے میں حق بجانب نہیں کہ وہ ٹیکس کیوں دیں؟

☆ نہ صرف یہ کہ وہ ایسا سوچنے میں حق بجانب ہیں، بلکہ ان کے اوپر گزرنے والے ستم کی روداد سن کر ہر حساس آدمی یہ کہنے پر مجبور ہو جاتا ہے کہ اس ظلم سے نجات کی کوئی راہ تلاش کرنا ممکن ہو تو ضرور کرنی چاہئے۔ اس وقت کے نظم میں کسی شریف آدمی کیلئے یہ فیصلہ کر لینے کے بعد بھی کہ اس نے پورا ٹیکس دینا اپنے اس فیصلہ پر عمل کرنا ممکن نہیں اور اپنے ٹیکسوں کے استعمال کا حشر دیکھنے کے بعد اپنے اس جذبے پر قائم رہنا ممکن نہیں ہے کہ وہ قوم کا یہ حق ٹھیک ٹھیک ادا کرے۔

☆ آج ترقی یافتہ ممالک کے عوام ٹیکس کو زیادتی یا بوجھ نہیں سمجھتے بلکہ ان کے خیال میں یہ ایک قومی فریضہ ہے جو نہ صرف ان کے ملک اور قوم کی ضرورت ہے، بلکہ ان کی خوشحالی کیلئے بھی ناگزیر ہے۔ سوال یہ ہے کہ ان ممالک کے عوام کے ذہنوں میں یہ بات کس طرح سے بیٹھ گئی؟

☆ ترقی یافتہ ممالک میں تمام تہذیبی ادارے بتدریج ترقی کر کے اس مقام پر پہنچے ہیں، جہاں اب حکومت اور عوام درمیان اعتماد کا رشتہ قائم ہو گیا ہے اور مستحکم جمہوری اقدار کے پیش نظر عوام مطمئن ہوتے ہیں کہ حکومت ان کے اعتماد کو ٹھیس نہیں پہنچائے گی۔ حکومت بھی بالعموم اس کا تصور نہیں کر سکتی کہ وہ کبھی عوام کے اعتماد کو ٹھیس پہنچائے۔ لہٰذا لوگ خوشی کے ساتھ ٹیکس دیتے ہیں لیکن اس کے یہ قطعی معنی نہیں ہیں کہ وہاں اس حوالے سے مسائل درپیش نہیں آتے۔ وہاں بھی یہ بنیادی مسئلہ موجود ہے کہ ٹیکس کی منصفانہ مقدار کس اصول پر طے کی جائے۔

☆ آج وطن عزیز میں جہاں ٹیکسوں کے نظام کی حالت اور ان کا مصرف آپ کے سامنے ہے، وہاں ملکی معشیت قرضوں اور ان کی سود کی ادائیگی کے معاملہ سے بھی آپ یقیناً بے خبر نہیں۔ ان حالات کے تناظر میں صورت حال میں بہتری کس طرح سے ممکن ہے۔ کیا ان حالات میں محض زکوٰۃ بطور ٹیکس کافی ہے

☆ میں سمجھتا ہوں کہ اگر یہ بنیادی حقیقت تسلیم کر لی جائے جس کا میں نے ذکر کیا ہے کہ اسلامی حکومت مسلمانوں پر زکوٰۃ کے علاوہ کوئی ٹیکس عائد نہیں کر سکتی۔ تو اس حوالے سے ہمارے تمام مسائل جلد از جلد ختم ہو جائیں گے۔ یہ درست ہے کہ آج ہماری معاشی حالت بے حد خراب ہے، مگر پھر بھی میں کہوں گا کہ اگر آپ تمام مسلمانوں سے بلا تمیز زکوٰۃ وصول کرتے ہیں تو فوری طور پر موجودہ حالات سے کئی گنا بہتر حالات پیدا ہوتے دکھائی دیں گے۔

مگر ماضی میں حکومت کی طرف سے زکوٰۃ کے حوالے سے مسلمانوں کے ایک مکتبہ فکر کو جو چھوٹ دی گئی ہے او اس چھوٹ کے پیش نظر دوسرے مکاتب فکر کے کئی لوگوں نے بھی جھوٹ بول کر جس طرح سے زکوٰۃ نہیں دی، ان حالات میں کس طرح سے زکوٰۃ کی مد سے

باقی صفحہ 53 پر ملاحظہ فرمائیں

www.naqshbandiaowaisiah.com

خطبہ حجتہ الوداع۔ مذہبی اور اخلاقی پہلو

تحریر: اصغر حیات علی نیازی

نبی اکرم ﷺ کا خطبہ حجتہ الوداع ملاحظہ ہو۔

1-لوگو میں خیال کرتا ہوں کہ میں اور تم پھر کبھی اس مجلس میں اکٹھے نہیں ہوں گے۔

2- لوگو تمہارے خون ، تمہارے مال اور تمہاری عزتیں ایک دوسرے پر ایسے ہی حرام ہیں جیسا کہ تم آج کے دن کی اس شہر کی اس مہینہ کی حرمت کرتے ہو ۔ لوگو تمہیں عنقریب خدا کے سامنے حاضر ہونا ہے اور وہ تم سے تمہارے اعمال کی بابت سوال فرمائے گا۔ خبردار ! میرے بعد گمراہ نہ ہو جانا کہ ایک دوسرے کی گردنیں کاٹنے لگو۔

3-لوگو ! جاہلیت کی ہر ایک بات کو میں نے اپنے قدموں کے نیچے پامال کرتا ہوں ۔ جاہلیت کے قتلوں کے تمام جھگڑے ملیا میٹ کرتا ہوں۔ پہلا خون جو میرے خاندان کا ہے یعنی ابن ربعیہ بن الحارث کا خون جو بنی سعد میں دودھ پیتا تھا اور ہذیل نے اسے مار ڈالا تھا، میں چھوڑتا ہوں۔

جاہلیت کے زمانہ کو سود ملیا میٹ کر دیا گیا۔ پہلا سود اپنے خاندان کا جو میں مٹاتا ہوں وہ عباس بن عبدالمطلب کا سود ہے ، وہ سارے کا سارا چھوڑ دیا گیا۔

4-لوگو! اپنی بیویوں کے متعلق اللہ سے ڈرتے رہو۔ عورتوں کا حق تم پہ یہ ہے کہ تم ان کو

5-لوگو ! میں تم میں وہ چیز چھوڑ چلا ہوں کہ اگر اسے مضبوط پکڑ لو گے تو کبھی گمراہ نہ ہو گے۔ وہ اللہ کی کتاب قرآن ہے۔

6-لوگو ! نہ تو میرے بعد کوئی اور پیغمبر ہے اور نہ کوئی جدید امت پیدا ہونے والی ہے۔ خوب سن لو کہ اپنے پروردگار کی عبادت کرو اور پنجگانہ نماز ادا کرو سال بھر میں ایک مہینہ رمضان کے روزے رکھو، مالوں کی زکوٰۃ نہایت دلی خوشی کے ساتھ دیا کرو، خانہ خدا کا حج بجا لاؤ۔ ولی الامر (حاکم سردار وغیرہ) کی اطاعت کرو۔ جس کی جزا یہ ہے کہ تم پروردگار کے فردوس بریں میں داخل ہو گے۔

7- لوگو! قیامت کے دن تم سے میری بابت بھی دریافت کیا جائے گا۔ مجھے ذرا بتادو کہ تم کیا جواب دو گے ؟

سب نے کہا ہم اس کی شہادت دیتے ہیں کہ آپ نے اللہ کے احکام کو پہنچا دیئے۔ آپ نے رسالت و نبوت کا حق ادا کر دیا۔ آپ نے ہم کو کھوٹے کھرے کی بات اچھی طرح بتا دی ۔ (اس وقت) نبی ﷺ نے اپنی انگشت شہادت کو اٹھایا۔ آسمان کی طرف انگلی کو اٹھاتے تھے اور پھر لوگوں کی طرف جھکاتے تھے ۔ (فرماتے تھے) اے خدا سن لے (تیرے بندے کیا کہہ رہے ہیں) اے خدا گواہ رہنا (کہ یہ لوگ کیا سب کیسا صرف اقرار کر رہے ہیں)۔

8- دیکھو جو لوگ موجود ہیں وہ ان لوگوں کو جو موجود نہیں ہیں ۔ ان کی تبلیغ کرتے رہیں ممکن ہے کہ بعض سامعین سے وہ لوگ زیادہ تر اس کلام کو یاد رکھنے اور حفاظت کرنے والے ہوں جن پر تبلیغ کی جائے۔

(بحوالہ رحمتہ للعلمین ﷺ قاضی محمد سلیمان منصور پوری جلد اول۔ شیخ غلام علی اینڈ سنز۔ لاہور (صفحات 301-305)

حضور اکرم ﷺ اپنی اونٹنی پر تشریف فرما تھے اور تقریر فرما رہے تھے۔ ایک لاکھ سے زائد صحابہ کرامؓ کا مجمع تھا جو میدان عرفات میں انتہائی پر ادب انداز میں موجود تھے ۔ ان کے کانوں تک خطبہ حجتہ الوداع کی دلنواز آواز پہنچ رہی تھی ۔ حضور اکرم ﷺ کا یہ خطبہ رہتی دنیا تک کے لئے عظمت انسانیت کا اعلان کرتا ہے۔ بقول ڈاکٹر احمد فاروقی :

" صحرائے حجاز میں ایک بنی امی ﷺ نے میدان عرفات میں اونٹنی کی پیٹھ پر بیٹھ کر جو آواز بلند کی تھی وہ چودہ سو برس سے اقصائے عالم میں گونج رہی ہے ۔ ذرا غور کیجئے اس میں کونسا پہلو ایسا ہے جو تمام بنی نوع انسان کے حقوق کا اور انسانیت کی عظمت و شرف کا استقرار نہیں کرتا ؟ اس سے زیادہ واضح ،

www.naqshbandiaowaisiah.com

پرسوز اور اثر انگیز آواز کیا آج تک دنیا کے کسی مصلح، کسی ریفارمر، کسی لیڈر، کسی رہنما کی آواز انسانیت کے کانوں نے سنی ہے؟،،

(مقالہ : انسانیت کا منشور آزادی، نقوش، رسول ﷺ، رسول ﷺ نمبر، جلد چہارم، صفحہ 744)

خطبہ حجۃ الوداع کے مذہبی اور اخلاقی پہلو

خطبہ حجۃ الوداع بے شمار مذہبی اور اخلاقی تعلیمات کا فقید المثال مجموعہ ہے۔ انسانیت کے اس منشور آزادی میں حسب ذیل اصول غور طلب ہیں

1- آج کی دنیا بنیادی حقوق کی باتیں کرتی ہے اور اس کے جدوجہد میں کار فرما ہے۔ جیو اور جینے دو کا اصول یعنی (Peacful Co-Existence) وہ حق ہے جو عالمی طاقتیں دوسری اقوام کو نہیں دیتی ہیں۔ حضور ﷺ نے انسان کے بنیادی حقوق کا تعین خطبہ حجۃ الوداع میں فرمایا۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا :

"لوگو! مجھے امید نہیں کہ ہم تم پھر کبھی اس جلسہ میں اکٹھے ہو سکیں۔

دیکھو! تمہارا خون، تمہارا مال اور تمہاری آبرو ایک دوسرے پر ایسے ہی حرام ہیں جیسے وہ آج کے دن اس شہر میں اور اس مہینہ میں حرام ہیں"۔

2- انتقام کا جذبہ افراد اور اقوام کی زندگی میں [illegible] دور حاضر میں اسلحہ کی دوڑ اقوام عالم کو تباہی کی طرف لے جارہی ہے۔ انسان [illegible] خون بہایا جاتا ہے۔

آپ ﷺ نے انتقام کے اس جذبہ کو ختم کرنے کا اعلان فرمایا۔

3- آج مغرب حقوق نسواں کی تحریک چلائے ہوئے ہے۔ اسلام نے ایک متوازن نظام قائم کیا۔ حضور اکرم ﷺ نے حقوق نسواں اس خطبہ میں متعین فرمائے۔ آپ ﷺ نے مردوں پر بھی فرائض مقرر فرمائے۔

4- کوئی معاشرہ اس وقت تک ظلم و جبر سے پاک نہیں ہو سکتا جب تک اس میں خود احتسابی کا جذبہ نہ پیدا ہو۔ حضور ﷺ نے معاشرے میں استحکام پیدا کرنے کے اصول متعین فرمائے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا :

"دیکھو! تم اپنے رب سے ملو گے تو وہ تم سے تمہارے اعمال کے بارے میں باز پرس کرے گا۔ خبر دار! میرے بعد گمراہ نہ ہو جانا۔ کبھی آپس میں ایک دوسرے کی گردن نہ کاٹنے لگو"۔

5- اپ نے اتفاق اور اتحاد کا درس دیا۔ اسی میں اقوام کی بھلائی اور ترقی کا راز ہے۔

6- اپ ﷺ نے جہالت کی رسموں کی بیخ کنی فرمائی۔ ایسی رسمیں معاشرے کو تباہ کر کے رکھ دیتی ہیں۔ آپ ﷺ نے اعلان فرمایا :

"دیکھو! جاہلیت کی ہر بری رسم کو میں اپنے پیروں تلے روندتا ہوں"۔

7- آپ ﷺ نے سود کے خاتمے کا اعلان فرمایا۔ سود معاشی اور معاشرتی استحصال کا [illegible] بنتا [illegible] اپ ﷺ نے ایک مکمل اور [illegible] معاشی نظام کا تصور دیا۔ ایسے نظام کا نفاذ بھی کر کے دکھایا جب مدینہ منورہ ایک اسلامی فلاحی ریاست بنی۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا :

"جاہلیت کے دور کے سارے سود بھی ختم اور سب سے پہلے میں اپنے خاندان سے عباس بن عبدالمطلب کا سود چھوڑتا ہوں۔"

8- حضور اکرم ﷺ نے اس خطبہ کے ذریعے تمام مسلمانوں کو اللہ کی کتاب کی طرف بلایا جو اسلامی معاشرے کا بنیادی دستور ہے۔

9- آپ ﷺ نے ختم نبوت کے عقیدے کی بھی وضاحت فرمائی۔ آپ ﷺ کے بعد سلسلہ نبوت ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ختم ہو گیا۔

10- اس خطبہ کے ذریعے آپ نے ارکان اسلام کی ادائیگی کی تاکید فرمائی۔

11- دور حاضر میں بدامنی، سیاسی خلفشار، بدنظمی اور انتشار نے لوگوں کی زندگی اجیرن بنا دی ہے۔ آپ ﷺ نے وقت کے حاکم کی اطاعت کی تلقین فرمائی۔ اگر اس حکم پر ہم عمل پیرا ہوں تو معاشرے سے بدامنی دور ہو جائے۔

12- آپ ﷺ نے اشاعت دین کا حکم صادر فرمایا۔ آپ ﷺ کا حکم ہے کہ اس خطبہ کی تعلیمات کو دنیا کے کونے کونے میں پھیلایا جائے تاکہ انسانی حقوق سے اقوام عالم واقف ہو سکیں۔

13- نسلی امتیاز اس دور کا بہت بڑا المیہ ہے

www.naqshbandiaowaisiah.com

۔ آپ ﷺ نے خطبہ حجۃ الوداع میں اس تصور پر کاری ضرب لگائی۔ آپ ﷺ نے اس مختصر سے جملے سے تمام عالم انسانیت میں ایک عظیم الشان انقلاب پیدا کر دیا:

"لوگو! سن لو کہ تمہارا پروردگار ایک ہے اور تمہارا باپ ایک ہے (یعنی حضرت آدم علیہ السلام) عربی کو عجمی پر اور عجمی کو عربی پر، کالے کو گورے پر اور گورے کو کالے پر کوئی فضیلت نہیں مگر صرف تقویٰ اور پرہیز گاری کی بنا پر۔"

آپ ﷺ نے رنگ، نسل اور زبان کی بنیاد پر فضیلتوں کو ختم کر دیا اور تقویٰ کو معیار مقرر فرمایا۔

14- آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"دیکھو! ہر مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے اور تمام مسلمان باہم بھائی بھائی ہیں۔"

اس میں مسلمان امت کے لئے اسلامی اخوت اور بھائی چارے کا عظیم درس ہے۔

15- آپ ﷺ نے گمراہی سے بچنے کا طریقہ بھی بتایا۔ کتاب اللہ سے رہنمائی ہدایت و سعادت کا سرچشمہ ہے۔ حضور ﷺ کی سیرت طیبہ اس کی عملی تفسیر ہے۔

16- اپنے ماتحت غلاموں کے خیال رکھنے کا حکم دیا۔ فرمایا: جو خود کھاؤ وہی انہیں کھلاؤ۔ جو خود پہنو انہیں پہناؤ۔"

حضور اکرم ﷺ کے خطبات:

علماء کرام اور محققین اس نتیجہ پر پہنچے ہیں۔ کہ حجۃ الوداع میں حضور ﷺ نے ایک خطبہ نہیں دیا بلکہ تین خطبے ارشاد فرمائے تھے۔ تفصیل یوں ہے:

1- پہلا خطبہ **9** ذی الحجہ کو عرفات کے میدان میں دیا۔

2- دوسرا خطبہ **10** ذی الحجہ کو منی میں دیا۔

3- تیسرا خطبہ بھی **11** یا **12** ذی الحجہ کو منی میں دیا

آپ کے خطبات شریفہ امت کے لئے وصایا کی حیثیت رکھتے ہیں۔ یہ خطبات مختصر تھے لیکن معانی کے لحاظ سے ان میں انسانی مسائل کا مکمل حل موجود ہے۔

PSO
رحمان آئلز
ہول سیل ڈیلر
لائٹ ڈیزل، کیروسین، فرنس آئل، موبل آئل
پروپرائیٹرز
نور الرحمن خاں لودھی
حفیظ الرحمن خاں لودھی
لال [illegible] چوک فیکٹری ایریا، فیصل آباد فون نمبر 618946-624353

www.naqshbandiaowaisiah.com

The Is'amic Economic Society

Based on the Principles of Amanat and Sharakat Riba free

by Mr. Jalal Ahmad Khan, FCMA, MBA

The ideology of Islam believes in one Allah ,the creator of The universe and mankind being among one of His numerous creatures. This relationship between Allah and Humanity is based on love, Hubullah & Hubul Rasool. The various Ibadat Namaz, Roza, Haj, Zakat are meant to create Qurbe Elahi or Identification and submission of Human soul or Roh to the will of Allah. This purification of Human soul creates the person who would fulfill all Huqul Ibad and will have transparent and clear Mamulaat with fellow human beings and go forth to create a human society given to mankind by Allah in shape of instructions contained in Quran and Sunnah.

Islam strongly believes in the concept of Ammanat and every thing that a man or a society posses are given to him by Allah. His particular life and property are an Ammanat which has to be spent or exercised in accordance with the will of Allah and how he has submitted himself and his power, glory, wealth, fame and how well has he lived his life in accordance with Allah instructions irrespective of various odd or obstacle that he faces will be the yardstick against which Allah will measure his deeds on the day of judgment .

We also observe that in Islam there is a very strict balance between rights and obligation or the benefit that are derived from the society and duties you must perform. The concept of Zakat, Kherat, Ushar are highly praised and recommended and are meant to create a feeling of Sharakat of the down trodden and less privileged in well being of the society. Good deeds in Islam are not restricted to Namaz, Roza & Haj instead Huqul Ibad caring for others and sharing your happiness, wealth and well being have higher priority levels.

Monitory Assets in any society are important instruments for Economic progress and their importance under no circumstance can be denied. The Banking system and mechanism is considered a source of mobilizing saving and deposit in the society and channeling them into credit or investment opportunities. This fact cannot be denied also. The variation between the present concept of banking and Islamic behaviour pattern are as under:

1. a. Each individual Bank is considered an independent legal entity having a right to take deposit from public and any rate of interest that it may deem fit or competition between deposit takers decides
   b. The Bank have their own Balance Sheet which show lending as their own assets and deposits as their liabilities
   c. They are entitled to earn profit from their lending and borrowing operations and distribute it among their shareholders
2. The Central Bank is entitled to lay down liquidity ratio and float treasury bills enabling Govt. to borrow from banking deposit and using this borrowing on a particular rate of interest for Govt. consumption/ spending

www.naqshbandiaowaisiah.com

Both the above concepts of Economic Management do not conform to the Islamic concept of Ammanat and Sharakat. If Bank deposit are Ammant of the People the Govt. or Central Bank is not entitled to draw it out from private sector and private investment and relocated to Govt. spending. In a broader term Islam is insisting that all bank deposit must turn into productive invesiment. Govt. securities like Defence Saving Certificates and Treasure Bond where productive investment and return can not be specifically identified may be considered as Khayanat in Ammanat. We may derive that Islam believes in a very active governing concept where all Govt. spending are supported by public feelings and paid for in public taxes. No internal debts and no deficit finances.

A bank following the concepts of Ammanat and Sharakat can only be termed as a **fund manager** doing a job on the basis of fund management fee. Deposit mobilized are an Ammanat to be invested in Shirkat or Investment. Returns received to be given to depositors. The shareholders of a bank invest only in the branch network and people employed and for the purpose of deposits and investment they only act as trustee of funds through their Board of Director or Team of Management.

When we look on deposit sides of the bank it is an easier concept to handle. Bank may also charge fees to its customer for various kinds of services rendered other than lending or investment. Most serious and difficult concept is

- how do you manage your investment portfolio
- what are your lending criteria
- how do you assess profit or return on your investment

Before we go deeper into the concept, methodology, and assessment of investment and profits it is essential to elaborate on the Islamic concept of justice, grievance handling or fairplay.

Islam believes in quick and strict dispensation of justice. All court cases must be decided within three to four weeks and say after all appeals judgment implemented within six weeks. I perceive that if this is implemented immediately in Pakistan initially every body who has faced injustice or has a grievance against any one will go to a court of law. But within two three years the courts will have very few cases as all those who commit the crime of justice and try to unjustly snatched the right of others will come to term with this new reality of speedy justice in our society. If we can rigidly enforce speedy justice for next twenty-five years we will have a generation which will believe in tolerance and right of others in Huqul Ibad and transparent mamulaat.

The next question is how do you prepare and monitor investment portfolio and match it with all your bank deposits.

- The Economy should be divided let us say into fifty sub sector, into various crops, into process of cotton processing and manufacturing, various industries, transport, communication, energy and others.

www.naqshbandiaowaisiah.com

The monthly requirement of each sector to be provided by various trade association and bodies

Monthly sectorwise financing/lending/Shirkat to be decided by State Bank/ Economic financing committee

In terms of individual bank deposit to total deposit banks may be permitted to invest in various sector

How should profits or return on investment be assessed

for economy to prosper all sub sectors of the economy should make a profit. It is understood that economic cycle and industry condition would cause a variation on return on investment

Both cost and revenue assessment exercise for each sector need to be carried out each year to assess sector profit. For example at what cost cotton has been procured by the spinning industry and what are international and local yarn rates. Applying certain wastage on cotton input for assessment of contribution margin can be made

The concept of Sharakat suggest that the rate of return on investment will vary with the health of country economy. We may also extend this concept to suggest that it would be unfair to request industry to pay a fixed full install.ent on any loan during time of economic recessions. The rate of return and redemption or repayment of capital (loan installment) will vary with the condition of the economy. With payouts being higher in economic boom and lower in times of economic recessions

The concept of Ammant and Amin and fund managers does not end with the banks alone but may also be extended to include all and various kinds of projects with sponsors being also modarib or managers of the sunk capital in the project. Profits being computed only as under

Sales	Rs.600,000,000
Cost of Goods Sold (not including depreciation)	400,000,000
Gross Profit	200,000,000
Sales and Administrative Cost	4,000,000
	196,000,000

The Amount of Rs 196,000,000 to be allocated and distributed as under

Working Capital finance
Long Terms financing
Return on investment
Redemption of financing
Owners equity
Return on equity

www.naqshbandiaowaisiah.com

This concepts recognizes that all capital invested in any project is **sunk capital** and all participant financing are entitled to either return on investment and redemption or repayment of capital. The project manager or modarib are entitle to a management fee and different financing agencies may claim and exercise voting right in varying proportions. **There is no fixed return on investment neither is there a fixed repayment installment. Economic and industry condition will determine these payments. However it does not mean that the Govt. does not ensure safety and protection of depositors money and let old, orphans, and widows suffer from the deceit of the clever.**

The above concept of financing various sub sector of the economy on flexible return bases assumes a very mature and responsible Govt. That would insure that each sub sector of the economy makes reasonable amount of profit and ensure healthy growth of each sub sector. It does not give a blanket authority in terms of Ammanat to a Govt to miss behave with an industry as they have done in Pakistan. Cement and Sugar industry have both suffered due to ill conceived govt policies.

The Islamic concept of Huqul Ibad ,fair play and justice require on part of the Govt to study and influence all cost input and revenue generation of each industry and also to arrive at its propensity to pay taxes. The banking loans and credit to any industry has to be linked with its capability to pay taxes and create employment. The balancing of right and duties in Islam desire that where that industry can request for a certain amount of financing by the banking sector it should also come forward with when ,how, and what amount, of taxes will it pay to the Govt. In modern day of computerization and automation it is not difficult to charge income tax, sales tax, custom duties and give rebates through operation of a banking account maintained by an income tax assessee.

Ribbah in Islam is may be stated to be the **tip of an iceberg**. Elimination of fixed interest and installment could lead our society to the concept of Ammanat, Shirkat, Responsible Governance. Society of fair play and justice where economic up turn and its fruits as well as economic depression and related losses are widely shared by society which in concepts of Huqul Ibad believes in submission of itself to the will of its Creator Allah Subhanatalla.

ضرورت رشتہ

(1) لڑکا ارائیں فیملی سے ہو۔ کم از کم بی۔اے یا ایم اے ہو۔

(2) عمر 25 سال سے زیادہ نہ ہو۔ اور برسرِ روزگار ہو۔

لڑکی کے کوائف یہ ہیں۔

(1) تعلیم بی۔اے۔ عمر 22 سال (2) [illegible] (3) [illegible]

رابطہ کیلئے دن کے 2 بجے تک دفتر کے فون نمبر 0438/3057

2 بجے کے بعد گھر 0438/510587

بذریعہ خط و کتابت

حاجی محمد امین نیکی محلہ وارڈ نمبر 11 مکان نمبر 108 لالہ موسیٰ

ضرورت سیکورٹی گارڈ

اویسیہ ہاؤسنگ سوسائٹی لاہور میں ایک سیکورٹی گارڈ کی ضرورت ہے۔
سلسلہ نقشبندیہ اویسیہ سے منسلک خواہش مند، صحت مند اور تربیت یافتہ
ریٹائرڈ فوجی حضرات بالمشافہ اویسیہ سوسائٹی دفتر سے رابطہ قائم کریں۔

فون: 5180467